

احادیثِ قدسیہ

ترتیب

فقیر مولانا سید الحق محمد عام افادری



جامعہ تجوہد اور شریعت بہادر آباد کراچی۔

Ph : 021-34219324

احادیث قدسیہ

مرتبہ

حضرت علامہ مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ || دارالانعمان
جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی
پرانی سبزی منڈی کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب :	احادیث قدسیہ
مرتب :	مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری
عدد صفحات :	184
قیمت :	
تعداد :	1100
طبع اول :	ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ / نومبر 2008ء
طبع دوم :	جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ / جون 2010ء

رابطے کے لئے

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی

فون 021-34219324

انتساب

مرکز علوم اسلامیہ، دارالعلم والعمل فرنگی محل (لکھنؤ) کی عظیم شخصیات
 ☆ بحر العلوم ملا عبد العلی انصاری فرنگی محلی ☆ استاذ الاساتذہ ملانور الحق انصاری فرنگی محلی
 ☆ نابھہ عصر مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی
 ☆ امام وقت مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی
 کی علمی اور روحانی عظمتوں کے نام

اسید الحق قادری
 وارر حال لکھنؤ

مؤلف ایک نظر میں

نام: اسید الحق محمد عاصم قادری، پیدائش: مولوی محمد بدایوں (یوپی)، ۲۳ ربیع
 الثانی ۱۳۹۵ھ / ۶ مئی ۱۹۷۷ء، والد گرامی کا نام: حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری،
 جد محترم: حضرت مولانا عبد القدیر قادری بدایونی ابن تاج النول مولانا عبدالقادر
 قادری بدایونی ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی،
 تعلیم: حفظ قرآن، فاضل درس نظامی، فاضل دینیات الہ آباد بورڈ اتر پردیش،
 فاضل ادب عربی الہ آباد بورڈ اتر پردیش، الازارۃ العالیۃ شعبہ تفسیر وعلوم قرآن
 جامعۃ الازہر الشریف مصر، تخصص فی الاقواء دارالافتاء المصریۃ قاہرہ مصر، ایم۔ اے
 علوم اسلامیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

مشغلہ: تدریس، تبلیغ، تحقیق و تصنیف۔ خادم التدریس مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں،

ڈائریکٹر الازہر انشٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز بدایوں،

بانی رکن وی نیو ایچ میڈیا اینڈ ریسرچ سینٹر دہلی

جشن زریں

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عجبانی ہے یہ نکلے ہوئے سورج کی افق تابی ہے
شوال ۱۳۲۹ھ / مارچ ۲۰۱۰ء میں تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (ذیب سجادہ
خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کے عہد سجادگی کو پچاس سال مکمل ہونے جارہے ہیں، ان پچاس برسوں میں
اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد و ہدایت، اصلاح و ارشاد، وابستگیان کی دینی اور
روحانی تربیت اور سلسلہ قادریہ کے فروغ کے لئے آپ کی جدوجہد اور خدمات محتاج بیان نہیں، آپ کے
عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ
ثانیہ، کتب خانہ قادریہ کی جدید کاری، مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر، یہ سب ایسی
نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہیں۔

بعض وابستگیان سلسلہ قادریہ نے خواہش ظاہر کی کہ اس موقع پر نہایت ترک و اختتام سے ”پچاس
سالہ جشن“ منایا جائے، لیکن صاحبزادہ گرامی قدر مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (ولی عہد خانقاہ قادریہ
بدایوں) نے فرمایا کہ ”اس جشن کو ہم ’جشن اشاعت‘ کے طور پر منائیں گے۔ اس موقع پر اکابر خانوادہ
قادریہ اور علماء مدرسہ قادریہ کی پچاس کتابیں جدید آب و تاب اور موجودہ تحقیقی و اشاعتی معیار کے مطابق
شائع کی جائیں گی، تاکہ یہ پچاس سالہ جشن یادگار بن جائے اور آستانہ قادریہ کی اشاعتی خدمات کی تاریخ
میں یہ جشن ایک سنگ میل ثابت ہو۔ لہذا حضور صاحب سجادہ کی اجازت و سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی کی
نگرانی میں تاریخ ساز اشاعتی منصوبہ ترتیب دیا گیا اور اللہ کے بھروسے پر کام کا آغاز کر دیا گیا، اس اشاعتی
منصوبے کے تحت گزشتہ دس ماہ میں ۱۳ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اب تاج الحول اکیڈمی منصوبے کے
دوسرے مرحلے میں ۱۵ کتابیں منظر عام پر لارہی ہے، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر و متقدم سے دعا ہے کہ حضرت صاحب سجادہ (آستانہ قادریہ بدایوں) کی عمر میں برکتیں عطا
فرمائے، آپ کا سایہ ہم وابستگیان کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ تاج الحول اکیڈمی کے اس اشاعتی منصوبے کو
محسن دغوبی پایہ تکمیل کو پہنچائے اور ہمیں خدمت دین کا مزید حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عبدالقیوم قادری

جنرل سکریٹری تاج الحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

فہرست مشمولات

صفحہ

عنوان

۱۰	عرض مرتب
۱۳	مقدمہ از مرتب
۳۹	احادیث قدسیہ اور صفات باری۔ از: مولانا منظر الاسلام ازہری
	عقیدہ و ایمان
۸۷	تجھے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا
۸۷	میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں
۸۹	ستاروں کی تاثیر
۹۰	ابن آدم نے مجھے گالی دی
۹۰	میں ہی زمانے کا پھیرنے والا ہوں
۹۰	انسان کو وہی ملتا ہے جو مقدر میں ہے
۹۱	یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے
۹۱	کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں
۹۲	میں شرک سے بے نیاز ہوں
	عظمت پروردگار
۹۳	اللہ کا خزانہ بھرا ہوا ہے
۹۳	میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟
۹۴	تم سب گمراہ، ننگے، بھوکے اور گناہگار ہو
۹۵	میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے
۹۶	آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا
۹۶	چٹک عزت میرے لئے ہے
۹۷	جہار و تنکیر آج کہاں ہیں؟

اگر پردہ ہنادے تو اس کی تجلی مخلوق کو جلادے گی

کبریائی میری چادر ہے

رحمت و مغفرت

رائی کے دانہ کے برابر ایمان

کوئی ہے جو گناہوں کی معافی چاہے؟

میں آج تیرے گناہ معاف کر رہا ہوں

میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

رحمت الہی

جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہوا اس کو دوزخ سے نکال لو

کوئی چیز اللہ کے نام کے برابر نہیں

اب کبھی میں تم سے ناراض نہ ہوں گا

جا جنت میں داخل ہو جا

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا، بخش دیا

یوم عرفہ کی فضیلت

میں تجھے اس زمین کی وسعت کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا

یہ سب تیرے لئے ہے اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے

جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا

تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی عطا کی جاتی ہے

رحمت الہی سے سوچو

قیامت کے دن ۹۹ رحمتیں

میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو؟

میری عزت و جلال کی قسم میں ان کو معاف کرتا رہوں گا

اے حبیب املاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں

جنت و دوزخ

جنت میں کھیتی

جنت میری رحمت ہے دوزخ میرا عذاب ہے

جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات بہت مشکل ہے

جنت کا بازار

اہل دوزخ کی چیخ و پکار

جنت کی راحت اور دوزخ کا عذاب

عظمت مصطفیٰ ﷺ

توریت میں حضور علیہ السلام کی صفت

اے حبیب ہم تمہیں راضی کر لیں گے

درد و پاک کی فضیلت

انبیاء و مرسلین

آدم کی تخلیق

حضرت آدم کا نسیان

میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی

اللہ کی برکت سے بے نیازی نہیں

شفاعت

اے محمد اشفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی

اپنی امت کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کر دو

گناہگاروں کی شفاعت کے لئے اہل ایمان کا سہاڑہ

بچوں کی شفاعت والدین کے حق میں

امت محمدیہ کی فضیلت

امت محمدیہ کا اجر

نصف اہل جنت امت محمدیہ سے ہوں گے

امت محمدیہ قیامت عام میں ہلاک نہیں ہوگی

امت محمدیہ میں تین قسم کے جنتی

اولیاء و صالحین کا مرتبہ

جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو.....

نیک بندوں کے لئے انعام

۹۷

۹۸

۹۹

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۳

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۶

۱۰۷

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۷

۱۱۷

ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا
دشمن اولیاء سے میری جنگ کا اعلان ہے
شہداء کا مرتبہ اور جہاد کی فضیلت

شہید زندہ ہیں
میرے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں میرے بندے نے اپنا خون بہا دیا
طاغون میں مرنے والا شہید ہے
شہداء کی زندگی

اعمال صالحہ کی فضیلت

ہجر اور مصر کی اہمیت
روزہ خالص میرے لئے ہے
جو تجھے توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کروں گا
میں اپنے بندے کی آزمائش کرتا ہوں
میری عبادت کر میں تیری محتاجی دور کر دوں گا
اولاد کی وفات پر صبر کا ثواب
ایک نیکی کا سات سو گنا ثواب
میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں
اے فرشتو! اس سے درگزر کرو
آج میرے سایہ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں
تو نے میری عبادت بھی نہ کی
میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا
کاروبار میں خیانت
افطار میں جلدی کرنے والے مجھے بہت پسند ہیں
میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو
اعمال میں اخلاص
کون ہے جو قسم کھا رہا ہے کہ میں مغفرت نہیں کروں گا
اس تسبیح کا ثواب میں خود عطا فرماؤں گا

نوافل کی اہمیت
مصیبت پر صبر کا انجام
نماز کا انتظار کرنے والوں کا مرتبہ

گناہوں کا انجام

کیا لوگ مجھ سے دعا بازی کرتے ہیں
قیامت میں میں نہیں تین لوگوں کا دشمن ہوں گا
جیسے تو نے مجھے چھوڑا میں بھی تجھے چھوڑ دوں گا
خودکشی کا انجام
زکاۃ نہ دینے کا انجام
منافق کا انجام

متفرقات

اے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہ دی
بیٹے کی دعا کا اثر
قیامت میں موت کو ذبح کر دیا جائے گا
بخار کے مریض کے لئے خوشخبری
بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے میں بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہوں
سب سے پہلے کس نعمت کا حساب ہوگا؟
تین لوگ جنتی ہیں اور پانچ لوگ دوزخی ہیں

☆☆☆

عرض مرتب

عرصہ سے خواہش تھی کہ حدیث پاک کی کوئی خدمت کروں مگر اپنی کم علمی اور اس کام کی عظمت کو دیکھتے ہوئے ہمت نہیں ہوتی تھی۔ بالآخر رب مقتدر نے توفیق عطا فرمائی، جس کے نتیجہ میں ”احادیث قدسیہ“ کا یہ مجموعہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ابتداء میں جب اس کتاب کا خاکہ بنایا تھا تو کام بہت آسان لگ رہا تھا لیکن جب شروع کیا تو اس راہ کی مشکلات کا اندازہ ہوا۔ پہلی دشواری تو احادیث قدسیہ جمع کرنے میں پیش آئی، اس کے بعد صحیح اور ضعیف کو چھانٹنے کا مرحلہ درپیش ہوا، تیسرا مرحلہ ان کی ترتیب کا تھا اور سب سے زیادہ مشکل کام ان کا اردو میں ترجمہ تھا، کیونکہ ان احادیث میں بہت سے ایسے الفاظ وارد ہیں جن کو اردو میں منتقل کرنا کم از کم مجھ جیسے کم علم کے لئے تو ایک مشکل کام تھا۔

میں نے کوشش کی ہے کہ اس مجموعہ میں کوئی ضعیف حدیث درج نہ کی جائے، اس مجموعہ کی زیادہ تر احادیث صحت کے اعلیٰ درجے پر ہیں، عموماً متفق علیہ ہیں یا پھر صحیحین میں سے کسی ایک کی ہیں، اگر ان کے باہر کی ہیں تو پھر صحت کی پوری تحقیق کے بعد ہی درج کی گئی ہیں۔ صرف چند احادیث ایسی ہیں (جن کی تعداد ۱۰ سے کم ہے) جن کو محدثین نے حسن قرار دیا ہے۔ ہاں البتہ تین حدیثیں ایسی بھی ہیں جن کو بعض متقدمین نے ضعیف کہا ہے مگر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ان میں بہت خفیف درجے کا ضعف ہے اور ان کے متابعات و شواہد ان کو تقویت پہنچا رہے ہیں لہذا میں نے ان کو درج کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

احادیث کی ترتیب ۱۳ مختلف عنوانات کے تحت کی گئی ہے، اس میں ایک دشواری یہ پیش آئی کہ بہت سی احادیث میں مختلف امور کا بیان ہے لہذا ایسی کثیر الجہات حدیث بیک وقت کئی عنوانات کے تحت درج ہو سکتی ہے۔ میں نے حدیث کے مختلف معانی میں سے کسی

ایک کا انتخاب کر کے اس کو متعلقہ عنوان کے تحت درج کر دیا ہے۔

بہت سی احادیث بیک وقت مختلف طریقوں سے مروی ہوتی ہیں ان مختلف روایتوں میں الفاظ کا اختلاف اور کبھی مفہوم کی کمی و زیادتی ہوتی ہے، ایسی صورت میں میں نے وہ روایت لی جو صحیح ترین اور جامع ترین تھی، صرف تین مقامات پر ایک ہی حدیث کی دو مختلف روایتیں درج کی گئی ہیں ایک شفاعت کی طویل حدیث دوسری شہداء کی حیات اور تیسری موت کے ذبح کرنے والی حدیث۔

جیسی بھی نوٹی پھوٹی عربی آتی ہے احادیث کا اردو ترجمہ اسی کی روشنی میں کیا ہے، جہاں دشواری ہوئی وہاں فتح الہاری، شرح نووی، المنجد اور مصباح اللغات کی مدد لی ہے۔ یہاں اس بات کا اظہار نہ کرنا علمی خیانت ہوگی کہ میں نے بعض احادیث کے ترجمے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا ہے:

۱۔ ترجمہ بخاری: علامہ سید عبداللہ الدائم جلالی

۲۔ شرح صحیح مسلم: علامہ غلام رسول سعیدی

۳۔ ترجمہ ابوداؤد: مولانا عبد الاول

۴۔ ترجمہ جامع ترمذی: مولانا سید نور عالم بہاری

احادیث کا خشک لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے لئے تو سین کا سہارا بھی لینا پڑا ہے۔

احادیث صفات کے ترجمہ میں میں نے اکثر جگہ تائیل کی راہ اختیار کی ہے اور بعض جگہ تفویض کے موقف پر بھی عمل کیا ہے۔

بعض احادیث قدسیہ تشریح طلب ہیں۔ پہلے ارادہ تھا کہ ایسی احادیث کے ساتھ ایک تشریحی نوٹ بھی لگا دوں گا مگر فی الحال وقت کی قلت کے باعث یہ ممکن نہ ہو سکا البتہ کہیں کہیں بریکٹ میں بعض چیزوں کی وضاحت کر دی ہے، اب ارادہ ہے کہ اس کتاب کی ایک مستقل شرح ترتیب دوں جس میں ہر حدیث پر تفصیلی گفتگو ہو۔ اس کتاب کی ترتیب کے وقت کتب حدیث کی شروحات بھی پیش نظر رہیں، جن سے کافی مواد جمع ہو گیا ہے،

انشاء اللہ اولین فرصت میں مواد کو ترتیب دے کر ”شرح احادیث قدسیہ“ کے نام سے ایک ضخیم کتاب اہل ذوق کی خدمت میں پیش کروں گا۔

میرے مخلص دوست اور کرم فرما سولانا منظر الاسلام از ہری جو وقت نظر اور وسعت مطالعہ دونوں میں مجھ سے فائق ہیں انھوں نے میری درخواست پر ایک مبسوط اور جامع مضمون تحریر فرمایا ہے، جو شامل کتاب ہے، اس کے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

یہ کتاب جون ۲۰۰۷ء میں لکھنؤ میں صرف ۶ دن میں ترتیب دی گئی تھی اس لئے اس کا انتساب خانوادہ فرنگی محل کی عظیم شخصیات کے نام کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوا۔

میں ۶ جون سے ۱۴ جون تک لکھنؤ میں برادر طریقت محمد نذر قادری کے مکان میں قیام پذیر رہا جہاں یکسوئی سے میں نے یہ کام کیا، نذر بھائی کا خاندان دو تین پشتوں سے خانقاہ قادریہ بدایوں سے نسبت ارادت رکھتا ہے، میرے قیام کے دوران تمام اہل خانہ نے اس قریبی رشتہ عقیدت و محبت کا حق ادا کر دیا جس کی وجہ سے میں آرام و سکون کے ساتھ یہ کام کر سکا۔ رب قدیر و مقتدر ان سب کو صحت و عافیت سے رکھے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس سفر میں عزیزم مولوی ناظم قادری (طالب علم مدرسہ قادریہ بدایوں) بھی میرے ساتھ تھے، جنھوں نے احادیث تلاش کرنے اور نقل کرنے میں میری مدد کی: اللہ جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے (آمین)۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ حدیث پاک کی اس معمولی سی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کو میرے لئے ذخیرہ آخرت بنائے، اس کتاب میں مجھ سے جو کوتاہیاں ہوئی ہوں ان کی پردہ پوشی فرمائے، انہیں معاف فرمائے اور ان کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اسید الحق قادری

مدرسہ قادریہ بدایوں

۲۸ ر شوال ۱۴۲۹ھ

۲۹ ر اکتوبر ۲۰۰۸ء

☆☆☆

مقدمہ

حدیث کی اقسام میں ”حدیث قدسی“ اپنی ایک الگ امتیازی شان اور خصوصیت رکھتی ہے، ان احادیث میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی رحمت، بخشش، مخلوق پر احسان و انعام، بے نیازی اور اپنی عظمت و قدرت کا اظہار کیا ہے۔ ان احادیث کا مطالعہ بندے کے دل میں عجیب کیفیت اور سوز و گداز پیدا کرتا ہے۔ چشم بصیرت اور اخلاص قلب کے ساتھ اگر ان احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو بندے کو حلاوت ایمانی اور روحانی بالیدگی کے ساتھ ساتھ ایک ایسا کیف و سرور حاصل ہوتا ہے جس کے لازمی نتیجہ کے طور پر اس کے تعلق باللہ اور محبت الہی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حدیث قدسی کا معنی اور تعریف - علماء حدیث نے حدیث قدسی کی مختلف تعریفات کی ہیں، ان تعریفات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں مگر آل سب کا ایک ہی ہے۔

سید شریف البحر جانی حدیث قدسی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

الحدیث القدسی هو من حیث المعنی من عند اللہ تعالیٰ
ومن حیث اللفظ من رسول اللہ ﷺ، فهو ما أخبر اللہ
تعالیٰ به نبیہ بالالهام او بالمنام فأخبر علیہ السلام عن
ذلك بعبارة نفسه، فالقرآن مفضل علیہ لان لفظہ منزل
ایضاً. (۱)

حدیث قدسی وہ ہے جو معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو اور لفظ کے اعتبار سے رسول اکرم ﷺ کی جانب سے، اس نص کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو الہام کے ذریعہ یا خواب میں دی پھر حضور علیہ السلام نے اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر کیا، حدیث قدسی پر قرآن کو بہر حال فضیلت ہے کیوں کہ قرآن کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

الحديث القدسي هو ما يرويه صدر الرواة و بدر الثقات عليه الفضل الصلوة و اكمل التحيات عن الله تبارك و تعالی تارة بواسطة جبريل عليه السلام و تارة بالوحي و الالهام او المنام، مفوضاً إليه التعبير بأي عبارة شاء من انواع الكلام. (۲)

حدیث قدسی وہ ہے جس کو رسول اکرم ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کریں۔ (یہ روایت) کبھی جبریل علیہ السلام کے واسطے سے ہوتی ہے، کبھی وحی، الہام یا خواب کے واسطے سے، اس کے نص کی تعبیر حضور علیہ السلام کے سپرد ہوتی ہے کہ جن الفاظ میں چاہیں اس کو بیان کریں۔

میر سید شریف جرجانی اور ملا علی قاری کی تعریفات میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے سوائے اس معمولی فرق کے کہ جرجانی نے حدیث قدسی کے القاء کو صرف الہام یا خواب میں منحصر کیا ہے جب کہ ملا علی قاری نے ان دو کیفیتوں کے علاوہ حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے کا بھی اضافہ کیا ہے، لیکن اس فرق کو اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ محض لفظی فرق ہے کیوں کہ ”الہام“ اپنے وسیع معنی میں اس صورت کو بھی شامل ہے۔ ان دونوں

تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث قدسی ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کیا جائے اور اس کی تعبیر حضور علیہ السلام اپنے الفاظ میں کریں۔ چونکہ ان احادیث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اس لئے ان کو ”احادیث قدسیہ“ یا ”احادیث الہیہ“ یا ”احادیث ربانیہ“ بھی کہا جاتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ - یہاں ایک شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی وہ تمام احادیث جن کا تعلق دینی اور اخروی امور سے ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی القاء شدہ اور وحی الہی سے ماخوذ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى. (۳)

ترجمہ:- اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، یہ تو وحی ہے جو انھیں کی جاتی ہے۔

اور خود حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:-

الا والى اوتيت الكتاب و مثله معه. (۴)

پیشک مجھے کتاب (قرآن) اور اس کے ساتھ اس کی مثل (اس کا بیان یعنی احادیث) عطا فرمایا گیا ہے۔

مذکورہ آیت اور حدیث کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ احادیث نبویہ بھی منجانب اللہ ہیں اور ان کی بنیاد بھی وحی الہی پر ہے، پھر صرف احادیث قدسیہ ہی کو وحی الہی سے ماخوذ کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

اس شبہ کے جواب میں علما نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ احادیث قدسیہ اور غیر قدسیہ دونوں منجانب اللہ ہوتی ہیں، لیکن باقی حدیثوں کے مقابلہ احادیث قدسیہ اس لئے ممتاز ہوتی ہیں کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے، مثلاً حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اللہ نے ارشاد فرمایا“ باقی احادیث میں یہ خصوصیت نہیں ہوتی بلکہ ان کی نسبت حضور علیہ

السلام کی طرف کی جاتی ہے۔

قاضی محمد شریف الدین فاروقی اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

الفرق بان الحديث القدسي مضاف إلى الله تعالى و مروي عنه بخلاف غيره. وقد يفرق بان القدسي ما يتعلق بتنزيه ذاته و صفاته الجلالية والجمالية. قال الطيبي القرآن هو اللفظ المنزل به جبريل على النبي ﷺ والقدسي اخبار الله معناه بالالهام او المنام فاخبر النبي عليه السلام امته بعبارة نفسه و سائر الاحاديث لم يصفها إلى الله ولم يروها عنه. (۵)

(دیگر احادیث اور حدیث قدسی میں) فرق اس طرح کیا جائے گا کہ حدیث قدسی کی نسبت اللہ کی جانب ہوتی ہے اور وہ اللہ سے مروی ہوتی ہے برخلاف دوسری احادیث کے، اور کبھی اس طرح بھی فرق کیا جاتا ہے کہ حدیث قدسی اللہ کی تنزیہ ذات اور اس کی صفات جلالیہ و جمالیہ سے متعلق ہوتی ہے۔ طیبی نے کہا کہ قرآن وہ لفظ منزل ہے جو جبریل (علیہ السلام) کے واسطے سے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اور حدیث قدسی وہ ہے کہ اللہ نے الہام یا خواب کے ذریعہ جس کا معنی بھی حضور علیہ السلام کو بتایا پھر حضور علیہ السلام نے اپنے الفاظ میں امت کو اس کی خبر دی باقی دیگر احادیث اللہ کی جانب منسوب نہیں کی جاتیں اور نہ ہی حضور علیہ السلام ان کو اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عزالدین ابراہیم لکھتے ہیں:-

التسميز بين الحديث القدسي والحديث النبوي: فالنبوي ينتهي بسنده إلى الرسول ﷺ، بينما يرتفع القدسي إلى

الله عز وجل فالقول فيه له جل جلاله. و كثيرا ما يكون بضمير المتكلم كما في حديث تحريم الظلم: يا عبادي اني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرماً فلا تظالموا وهذا لا ينفي ان الحديث النبوي يستند في مجموعته إلى وحى الله. (۶)

حدیث نبوی اور حدیث قدسی میں تمیز اس طور پر ہوگی کہ حدیث نبوی کی سند حضور (علیہ السلام) پر جا کر ختم ہوتی ہے جب کہ حدیث قدسی کی سند اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہوتا ہے، زیادہ تر اس میں متکلم کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ تحریم ظلم والی حدیث میں فرمایا ”اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو آپس میں ظلم مت کرو“ اور یہ بات اس کے منافی نہیں ہے کہ حدیث نبوی کی بنیاد بھی بالجملہ وحی الہی پر ہو۔

قرآن کریم اور احادیث قدسیہ میں فرق - قرآن کریم بھی اللہ کی جانب سے ہے اور احادیث قدسیہ کا معنی بھی منجانب اللہ ہوتا ہے، ان دونوں میں فرق کس طرح کیا جائے گا؟
ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

وهي تغاير القرآن الحميد والفرقان المجيد بان نزوله لا يكون إلا بواسطة الروح الامين، ويكون مقيداً باللفظ المنزل من اللوح المحفوظ على وجه التعيين، ثم يكون نقله متواتراً قطعياً في كل طبقة وعصر وحين. (۷)
قرآن حمید فرقان مجید احادیث قدسیہ سے اس طور پر مختلف ہے کہ

قرآن کا نزول صرف روح امین کے واسطے سے ہوا ہے، اور متعین طور پر لوح محفوظ سے اس کے الفاظ نازل ہوئے ہیں، پھر یہ کہ قرآن کریم ہر طبقے اور ہر زمانے میں تواثر کے ساتھ نقل ہوتا رہا۔

قرآن کریم اور احادیث قدسیہ میں یہی بنیادی فرق ہے، اس فرق کی بنیاد پر ان دونوں میں جو فردی فرق مرتب ہوتے ہیں ان کو ملا علی قاری نے ”احادیث القدسیۃ الاربعینۃ“ میں حافظ ابن حجر المہشی نے ”شرح الفتح المبین“ میں، محمد علی فاروقی نے ”کشاف الاصطلاحات الفنون“ میں اور ڈاکٹر عز الدین ابرہیم نے ”الاربعمون القدسیۃ“ میں بیان کیا ہے۔ ان علماء کے بیان کردہ اصولی فرق اور ان پر مرتب ہونے والے فردی فرق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) قرآن کریم لفظاً اور معنیاً معجزہ ہے کہ اس کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے۔ حدیث قدسی میں یہ شان اعجاز نہیں ہوتی۔

(۲) قرآن کریم پورا کا پورا حضرت جبریل کے واسطے سے نازل ہوا ہے جب کہ احادیث قدسیہ بعض حضرت جبریل کے واسطے سے حضور تک پہنچی ہیں اور بعض الہام یا خواب میں بتائی گئی ہیں۔

(۳) قرآن کریم کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل ہوئے ہیں برخلاف حدیث قدسی کے کہ اس کا صرف معنی منجانب اللہ ہے الفاظ حضور علیہ السلام کے ہیں۔

(۴) قرآن کریم متواتر ہے جب کہ احادیث قدسیہ اخبار احاد کے ضمن میں آتی ہیں۔ اسی لئے ان میں بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔

(۵) قرآن کریم کسی بھی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ ہے اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم میں لی ہے، احادیث قدسیہ ایسی نہیں ہیں۔

(۶) قرآن کریم کی تلاوت پر ہر لفظ کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے حدیث قدسی کی یہ شان نہیں ہے۔

(۷) حدیث قدسی نماز میں نہیں پڑھی جاسکتی اس سے نماز باطل ہو جائے گی۔

(۸) قرآن کریم کے مختلف اجزا کو ”سورۃ“ اور ”آیت“ سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ احادیث قدسیہ کو ان ناموں سے موسوم نہیں کیا جاسکتا۔

(۹) چونکہ قرآن متواتر ہے اس لئے اس کا انکار کرنے والا کافر ہوگا برخلاف حدیث قدسی کے کہ اس کا منکر کافر نہیں۔

(۱۰) ناپاکی کی حالت میں قرآن کریم کو چھونا اور پڑھنا جائز نہیں ہے برخلاف حدیث قدسی کے۔

حدیث قدسی کی اقسام - احادیث قدسیہ الفاظ اور اپنے موضوعات کی بنیاد پر چند قسموں کی ہوتی ہیں۔ کچھ احادیث قدسیہ ایسی ہوتی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی قول منقول ہوتا ہے، کچھ احادیث میں اس بات کی صراحت تو نہیں ہوتی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے مگر سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول باری عزوجل ہے، کچھ احادیث میں کوئی قول نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل بیان کیا جاتا ہے۔ احادیث قدسیہ کی ایک قسم یہ ہے کہ ان کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک طویل حدیث ہوتی ہے جس میں قیامت یا عالم آخرت کے احوال بیان کئے جاتے ہیں اور حدیث کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل مذکور ہوتا ہے۔ یہ احادیث قدسیہ کی مختلف اقسام ہیں ہم یہاں ان تمام اقسام کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کریں گے:-

(۱) احادیث قدسیہ کی سب سے اہم دو قسم ہے جن میں مذکور قول یا فعل کی نسبت صراحۃً اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ ایسی احادیث کو محدثین مندرجہ ذیل طریقوں سے روایت کرتے ہیں اگرچہ معنی و مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

الف: یقول النبی ﷺ فیما یرویہ عن ربہ عزوجل

نبی کریم ﷺ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرماتے

ہیں

قرآن کا نزول صرف روح امین کے واسطے سے ہوا ہے، اور متعین طور پر لوح محفوظ سے اس کے الفاظ نازل ہوئے ہیں، پھر یہ کہ قرآن کریم ہر طبقے اور ہر زمانے میں تواثر کے ساتھ نقل ہوتا رہا۔

قرآن کریم اور احادیث قدسیہ میں یہی بنیادی فرق ہے، اس فرق کی بنیاد پر ان دونوں میں جو فردی فرق مرتب ہوتے ہیں ان کو ملا علی قاری نے ”احادیث القدسیۃ الاربعینہ“ میں حافظ ابن حجر کشیشی نے ”شرح الفتح المبین“ میں، محمد علی فاروقی نے ”کشاف الاصطلاحات الفنون“ میں اور ڈاکٹر عز الدین ابرہیم نے ”الاربعون القدسیہ“ میں بیان کیا ہے۔ ان علماء کے بیان کردہ اصولی فرق اور ان پر مرتب ہونے والے فردی فرق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) قرآن کریم لفظاً اور معنایاً معجزہ ہے کہ اس کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے۔ حدیث قدسی میں یہ شان اعجاز نہیں ہوتی۔

(۲) قرآن کریم پورا کا پورا حضرت جبریل کے واسطے سے نازل ہوا ہے جب کہ احادیث قدسیہ بعض حضرت جبریل کے واسطے سے حضور تک پہنچی ہیں اور بعض الہام یا خواب میں بتائی گئی ہیں۔

(۳) قرآن کریم کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل ہوئے ہیں برخلاف حدیث قدسی کے کہ اس کا صرف معنی منجانب اللہ ہے الفاظ حضور علیہ السلام کے ہیں۔

(۴) قرآن کریم متواتر ہے جب کہ احادیث قدسیہ اخبار احاد کے ضمن میں آتی ہیں۔ اسی لئے ان میں بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔

(۵) قرآن کریم کسی بھی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ ہے اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم میں لی ہے، احادیث قدسیہ ایسی نہیں ہیں۔

(۶) قرآن کریم کی تلاوت پر ہر لفظ کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے حدیث قدسی کی یہ شان نہیں ہے۔

(۷) حدیث قدسی نماز میں نہیں پڑھی جاسکتی اس سے نماز باطل ہو جائے گی۔

(۸) قرآن کریم کے مختلف اجزا کو ”سورۃ“ اور ”آیت“ سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ احادیث قدسیہ کو ان ناموں سے موسوم نہیں کیا جاسکتا۔

(۹) چونکہ قرآن متواتر ہے اس لئے اس کا انکار کرنے والا کافر ہوگا برخلاف حدیث قدسی کے کہ اس کا منکر کافر نہیں۔

(۱۰) ناپاکی کی حالت میں قرآن کریم کو چھونا اور پڑھنا جائز نہیں ہے برخلاف حدیث قدسی کے۔

حدیث قدسی کی اقسام - احادیث قدسیہ الفاظ اور اپنے موضوعات کی بنیاد پر چند قسموں کی ہوتی ہیں۔ کچھ احادیث قدسیہ ایسی ہوتی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی قول منقول ہوتا ہے، کچھ احادیث میں اس بات کی صراحت تو نہیں ہوتی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے مگر سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول باری عزوجل ہے، کچھ احادیث میں کوئی قول نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل بیان کیا جاتا ہے۔ احادیث قدسیہ کی ایک قسم یہ ہے کہ ان کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک طویل حدیث ہوتی ہے جس میں قیامت یا عالم آخرت کے احوال بیان کئے جاتے ہیں اور حدیث کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل مذکور ہوتا ہے۔ یہ احادیث قدسیہ کی مختلف اقسام ہیں ہم یہاں ان تمام اقسام کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کریں گے:-

(۱) احادیث قدسیہ کی سب سے اہم وہ قسم ہے جن میں مذکور قول یا فعل کی نسبت صراحۃً اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ ایسی احادیث کو محدثین مندرجہ ذیل طریقوں سے روایت کرتے ہیں اگرچہ معنی و مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

الف: یقول النبی ﷺ فیما یروہ عن ربہ عزوجل

نبی کریم ﷺ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرماتے

ہیں

ب: قال الله تعالى فيما رواه عنه رسول الله ﷺ
الله نے ارشاد فرمایا (اس حدیث میں) جو رسول اللہ ﷺ نے اس
سے روایت کی

ج: قال رسول الله ﷺ قال الله تبارك وتعالى
الله کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے

یہ اور اس قسم کے بعض دوسرے الفاظ میں بھی حدیث قدسی روایت کی جاتی ہے، ان میں اس
بات کی صراحت ہے کہ آگے والے قول یا فعل کا تعلق اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہے۔ ان میں
کبھی اللہ تعالیٰ صیغہ متکلم سے کلام فرماتا ہے اور کبھی صیغہ غائب کے ساتھ، مثال کے طور پر:-

الف: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول
الله ﷺ قال الله تبارك وتعالى انا اغني الشركاء عن
الشرك من عمل عملا اشرك فيه غيري تركته و
شركه. (۸)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا میں شریک
سے بے نیاز ہوں جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا
ہے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

ب: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی
ﷺ يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا
ذكرني. (۹)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں
اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں

اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

ج: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی ﷺ
فيما يروى عن ربه عز وجل قال ان الله كتب الحسنات
والسيئات ثم بين ذلك فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها
الله له عنده حسنة كاملة، فان هو هم بها فعملها كتبها الله
له عنده عشر حسنات إلى سبعمائة ضعف إلى اضعاف
كثيرة ومن هم بسيئة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة
كاملة فان هو هم بها فعملها كتبها الله سيئة واحدة. (۱۰)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان کو بیان کر دیا تو جو شخص کسی نیکی
کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے لئے
ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور
اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر
سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ
کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے
اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے اور پھر اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ
اس کے بدلے صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔

(۲) حدیث پاک کے ابتدائی حصہ میں تو اس بات کی صراحت نہیں ہوتی کہ یہ حدیث
قدسی ہے مگر درمیان میں صراحتاً اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہوتا ہے۔

عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت
رسول الله ﷺ يقول يعجب ربك من راعي غنم، في

رأس شظية الجبل يؤذن بالصلاة و يصلى فيقول عز و
جل انظر و اإلى عبدى هذا يؤذن و يقيم الصلاة يخاف
منى قد غفرت لعبدى و ادخلته الجنة. (۱۱)

ترجمہ:- حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اسی طرح مسلم شریف کی وہ حدیث جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان کی امت کے سلسلہ میں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور گریہ فرمایا پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی مغفرت کی دعا کی۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:-

فقال الله عز و جل يا جبرئيل اذهب الى محمد، و ربك اعلم فسنله: ما يبكيك؟ فأتاه جبرئيل عليه السلام فسأله فآخبره رسول الله ﷺ بما قال وهو اعلم فقال الله يا جبرئيل اذهب الى محمد فقل انا ستر ضيک فی امتک ولا نسؤک. (۱۲)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ حالانکہ تمہارا رب زیادہ جانتا ہے مگر ان سے پوچھو آپ کو کس چیز نے رلایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف

لائے اور ان سے پوچھا حضور علیہ السلام نے ان کو بتایا، پھر حضرت جبرئیل نے جا کر اللہ کو سب ماجرا بتایا حالانکہ اللہ زیادہ جانتا ہے تو اللہ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملہ میں تمہیں راضی کر لیں گے، اور تمہیں رنجیدہ نہیں کریں گے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے بعض اقوال یا افعال کسی حدیث کے ضمن میں مذکور ہیں ان اقوال و افعال کی نسبت اللہ کی جانب نہیں ہوتی بلکہ یہ مجہول کے صیغہ میں وارد ہوتے ہیں لیکن سیاق و سباق اس بات پر قطعی طور پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول یا فعل ہے۔ مثال کے طور پر:-

عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه ان رسول الله ﷺ قال تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله شيئا الا رجلا كانت بينه وبين اخيه شحنة، فيقال انظروا هذين حتى يصطلحا انظروا هذين حتى يصطلحا، انظروا هذين حتى يصطلحا. (۱۳)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں پھر ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، سوا ان دو لوگوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں، ندا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں (یہ ندامتیں ہار کی جاتی ہے)

اس حدیث پاک میں یہ جملہ کہ ”ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو“، اس میں اگرچہ مغفرت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ بصیغہ مجہول وارد ہے لیکن قطعی طور

پر یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے کیوں کہ ”مغفرت کرنا“ اس کی شان ہے اور اسی کے لائق ہے۔ اسی طرح یہ جملہ کہ ”نہا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔“ اس میں اگرچہ صراحت نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ ان کو مہلت دو بلکہ یہاں بھی صیغہ مجہول والا ہے تاہم سیاق و سباق اور جملے کی عظمت و ہیبت سے قطعی طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

اسی طرح شفاعت کی وہ طویل اور مشہور حدیث جو صحیحین میں وارد ہے، اس میں ہے کہ جب لوگ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سے مایوس ہو کر شافع محشر کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور آپ سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو آپ بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہو جائیں گے، آگے حدیث کے الفاظ ہیں:-

ثم يقال لى ارفع راسك سل تعطه وقل بسمع وانشع
تشفع (۱۴)

ترجمہ:- پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ، ہانگو عطا کیا جائے گا، کہو (تمہاری بات) سنی جائے گی، شفاعت کرو قبول کی جائیگی۔

یہاں بھی مجہول کا صیغہ ہے کہ ”پھر مجھ سے کہا جائے گا“ لیکن اسلوب بیان بتا رہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔

احادیث قدسیہ کی تعداد - ذخیرہ احادیث میں احادیث قدسیہ کی تعداد کوئی بہت زیادہ نہیں ہے اور ان میں صحیح احادیث کی تعداد تو اور بھی کم ہے۔ اب تک احادیث قدسیہ کے جو مجموعہ ہماری نگاہ سے گزرے ہیں (جن کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے) ان میں شیخ محمد محمود الدردی کی الانحاف السنیۃ بالاحادیث القدسیۃ تعداد حدیث کے اعتبار سے سب سے زیادہ ضخیم اور جامع ہے۔ اس میں بھی اختلاف روایات کی وجہ سے بکثرت کمرات ہیں اور مصنف نے صحیح و ضعیف ہر طرح کی احادیث قدسیہ جمع کر دی ہیں اس کے باوجود اس میں موجود احادیث قدسیہ کی تعداد ۸۵۳ سے زائد نہ ہو سکی۔ اگر اختلاف روایات

سے قطع نظر کر لی جائے اور صرف صحیح حدیث کا التزام کیا جائے تو احادیث قدسیہ کی تعداد ۸۵۳ سے بہت کم ہوگی۔ ہمیں ذاتی طور پر اس بات کا تجربہ اس وقت ہوا جب ہم نے احادیث قدسیہ پر کتاب مرتب کرنے کا ارادہ کیا، ہم نے طے کیا کہ اس کتاب میں صرف صحیح احادیث درج کرنے کا اہتمام کیا جائے، اس التزام و اہتمام کے ساتھ جب تلاش و تحقیق شروع کی تو اپنی کتاب میں ہمیں احادیث قدسیہ کی تعداد ۱۰۰۰ تک پہنچانا مشکل ہو گیا (اس میں ہماری کم علمی اور ناقص مطالعہ کو بھی یقیناً دخل ہے) ایک انداز سے کے مطابق صحیح احادیث قدسیہ ۱۰۰۰ اور ۱۵۰۰ کے درمیان ہوں گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

احادیث قدسیہ کے موضوعات - جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ احادیث قدسیہ کی تعداد کوئی بہت زیادہ نہیں ہے، لہذا ان کے موضوعات بھی محدود ہیں، ان میں کوئی شرعی قوانین یا حرام و حلال وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔ احادیث قدسیہ میں جن موضوعات کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے ان کا ایک سرسری جائزہ درج ذیل ہے:-

(۱) اثبات توحید اور رد شرک - عقیدہ توحید نجات کے لئے ضروری عقیدہ ہے اور اسلام کے عقائد میں سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ ہے، بلکہ جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں مبعوث فرمائے گئے ان سب کی دعوت کی بنیاد عقیدہ توحید پر ہی تھی۔ اسی طرح گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہے۔ چنانچہ احادیث قدسیہ میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے توحید کا اثبات، اہل توحید کا انعام و ثواب، شرک کی مذمت اور اہل شرک کے انجام اور ان کے عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر:-

عن انس یرفعه ان اللہ یقول لاھون اھل النار عذاباً لو ان
لک ما فی الارض من شئی کنت تفتدی بہ؟ قال نعم قال
فقد سالتک ماھو اھون من ہذا وانت فی صلب آدم ان
لا تشرک بی ابیت الا الشرک. (۱۵)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو جہنم میں سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا فرمائے گا کہ اگر زمین کی تمام چیزیں تیری ملکیت میں ہوتیں تو کیا جہنم سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے تو وہ سب دے دیتا؟ وہ کہے گا ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا جب تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بٹھرا مگر تو نے نہیں مانا اور شرک کیا۔

(۲) عظمت و تقدیس الہی - احادیث قدسیہ کا دوسرا اہم موضوع اللہ تعالیٰ کی عظمت و عزت، بہت و قدرت اور کبریائی و بے نیازی کا اظہار و اعلان ہے۔ ان احادیث میں بڑے عمدہ پیرائے، پُر جلال لہجے اور پُر عظمت اسلوب میں اللہ عز و جل کی عظمت و کبریائی کا بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بے نیازی، بے پرواہی اور شان استغناء کا اظہار فرمایا ہے، مثال کے طور پر یہ احادیث پیش کی جاسکتی ہیں:-

عن ابي ذر عن النبي ﷺ فيما روى عن الله تبارك و تعالى انه قال يا عبادي اني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرماً فلا تظالموا، يا عبادي كلکم ضال الا من هديته فاستهدوني اهدکم، يا عبادي کلکم جائع الا من اطعمته فاستطعموني اطعمکم، يا عبادي کلکم عار الا من کسوته فاستکسوني اکسکم، يا عبادي انکم تخطون باللیل والنهار وانا اغفر الذنوب جميعاً فاستغفروني اغفر لکم يا عبادي انکم لن تبلغوا ضری فتضروني ولن تبلغوا نفعی فتنفعوني يا عبادي لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد ذلک فی ملکي شيئاً، يا عبادي

لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد مانقص ذلک من ملکي شيئاً، يا عبادي لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم قاموا فی صعيد واحد فسألوني، فاعطيت کل انسان مسألته مانقص ذلک مما عندی الا کما ينقص المغيط اذا ادخل البحر، يا عبادي انما هي اعمالکم احصیها لکم ثم اوفیکم ايهاها، فمن وجد خيراً فليحمد الله و من وجد غیر ذلک فلا يلمن الا نفسه. (۱۶)

ترجمہ:- حضرت ابو ذر روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے اس لئے باہم ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گم کردہ راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھانا دوں تو تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو سوائے اس کے جس کو میں کپڑا پہناؤں تو تم مجھ سے کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخشا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں معاف کروں گا۔ اے میرے بندو! تمہاری دسترس میں یہ نہیں کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ تمہاری دسترس میں یہ ہے کہ تم مجھے فائدہ پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور تمام انسان و جنات تم میں سب سے

متقی شخص کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے اور پچھلے اور انسان و جنات سب کے سب تم میں سے سب سے بُرے آدمی کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں اس سے کوئی کمی نہیں آ سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کسی ایک میدان میں کھڑے ہو کر مانگیں اور میں سب کی حاجت پوری کر دوں تب بھی میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں ہو سکتی جتنی سمندر میں سوئی ڈالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال میں جن کو میں تمہارے لئے شمار کر رہا ہوں اور ان کی جزاء تمہیں پوری پوری دیتا ہوں، تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملا مت نہ کرے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں اپنی جو دو سخا اور اپنے خزانوں کا اعلان فرماتا ہے:-
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: قال اللہ عز وجل اَنْفِقْ اَنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدِ اللّٰهِ مَا لَمْ يَلَا نَغِيضْهَا نَفَقَةً سَخَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ اُرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مِنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَغْفِي مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ. (۱۷)
ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم (لوگوں پر) خرچ کرو میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے، خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی، شب و روز

نعتوں کو بہاتا ہے، پھر فرمایا دیکھ لو جب سے اس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ نعمتیں تقسیم کر رہا ہے اور اس تقسیم سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی اور یہ تقسیم اس وقت سے ہے جب اس کا تخت پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے، کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے۔

ایک اور حدیث قدسی میں اپنی بادشاہت کا اعلان ان لفظوں میں فرماتا ہے:-

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ يقول يقبض الله الارض ويطوى السموات بيمينه ثم يقول انا الملك ابن ملوك الارض. (۱۸)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی منگی (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میں پکڑ لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میں پکڑ لے گا پھر ارشاد فرمائے گا میں آج بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

(۳) شان رحمت و مغفرت - احادیث قدسیہ میں جو موضوع سب سے زیادہ غالب ہے وہ اللہ عز و جل کی شان رحمت اور بخشش و مغفرت ہے، وہ کیسا رحیم و کریم اور کیسا معاف اور درگزر کرنے والا ہے اس کا اظہار احادیث قدسیہ میں کثرت کے ساتھ ایسے پیرائے میں کیا گیا ہے کہ ہم جیسے گناہ گاروں اور خطا کاروں کو بھی اپنی بخشش و مغفرت کی امید بندھ جاتی ہے۔ ان احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس درجہ محبت کرتا ہے، کس کس انداز سے ان کی بخشش فرماتا ہے اور کیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بخش اپنی رحمت سے مغفرت فرما دیتا ہے۔ یہاں ہم چند احادیث درج کرتے ہیں، جن کو پڑھ کر ایمان میں

عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال يدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار ثم يقول الله تعالى اخرجوا من النار من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان، فيخرجون منها قد اسودوا، فيلقون في نهر الحيا او الحياة شك مالک. فينبون كما ثبتت الحبة في جانب السيل. الم تر انها تخرج صفراء ملوثة. (۱۹)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، جب وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ جل کر بالکل سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو ان پر ازسرنو بالیدگی آجائے گی جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ زرد اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ لما قضى الله الخلق كتب في كتابه فهو عنده فوق العرش ان رحمتي غلبت غضبي. (۲۰)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمادیا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش کے

اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص يقول قال رسول الله ﷺ ان الله سيخلص رجلاً من امتي على رؤوس السجالات يوم القيامة، فينشر عليه تسعة وتسعين سجلاً كل سجل مثل مد البصر، ثم يقول اتذكر من هذا شيئاً، اظلمتک کتبتی الحافظون؟ فيقول لا يا رب، فيقول اظلمتک عذر؟ فيقول لا يا رب، فيقول بلنى ان لك عندنا حسنة، فإنه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله، فيقول احضر وزنك فيقول يا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟ فقال انك لا تظلم قال فتوضع السجلات في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يشغل مع اسم الله شئ. (۲۱)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن کر الگ کر لے گا، پھر اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر کی لمبائی تاحد نگاہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے ان میں سے کسی (گناہ) کا انکار ہے؟ کیا میرے لکھنے والے حافظوں (کراما کاتبین) نے تجھ پر ظلم کیا؟ بندہ عرض کرے گا نہیں میرے رب۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ اللہ سبحانہ فرمائے گا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا

جائے گا۔ پھر ایک رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ میں گواہی
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ
کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ
اپنے ترانہ کے پاس حاضر ہو، وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار ان
دفتروں کے مقابلہ میں اس رقعہ کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ
پر کوئی ظلم نہیں کیا جائیگا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر اس کے بعد وہ
سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ رقعہ ایک پلے میں
رکھا جائے گا، دفتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور رقعہ والا پلہ بھاری ہو
جائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی ﷺ انی
لا اعلم آخر اهل النار خروجا منها و آخر اهل الجنة
دخولا، رجل يخرج من النار كبوا فيقول الله اذهب
فادخل الجنة فيا تيهها فيخيل اليه انها ملأى. فيرجع
فيقول يا رب وجدتها ملأى، فيقول اذهب فادخل الجنة
فيأتيتها فيخيل اليه انها ملأى، فيرجع فيقول يا رب
وجدتها ملأى فيقول اذهب فادخل الجنة فان لك مثل
الدنيا و عشرة امثالها او ان لك مثل عشرة امثال الدنيا
فيقول تسخر مني او تضحك مني وانت المملك؟
فلقد رأيت رسول الله ﷺ ضحك حتى بذت نواجذه
و كان يقول ذاك ادنى اهل الجنة منزلة. (۲۲)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ

والسلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں
دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ وہ شخص
گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جنت میں
داخل ہو جا، وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہوگا کہ جنت
بھری ہوئی ہے وہ لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار
جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ پھر فرمائے گا جنت میں چلا
جا، وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اس کو پھر ایسا لگے گا کہ جنت بھری
ہوئی ہے، وہ پھر لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت
بھری ہوئی ہے، اللہ ارشاد فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا، تیرے
لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد وسعت وہاں ہے، وہ
عرض کرے گا اے رب کریم کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو
بادشاہ ہے، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ
فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے
اندر کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا یہ شخص مرتبہ میں سب
سے ادنیٰ جنتی ہوگا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت النبی
ﷺ قال ان عبداً اصاب ذنباً وربما قال اذنب ذنباً فقال
رب اذنبتُ وربما قال اصبت فاغفر لی فقال ربہ اعلم
عبدی ان له رباً یغفر الذنوب و یاخذ به غفرت لعبدی، ثم
مکث ما شاء اللہ، ثم اصاب ذنباً فقال رب اذنبت
أو اصبت آخر فاغفره لی فقال اعلم عبدی ان له رباً
یغفر الذنوب و یاخذ به غفرت لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ

ثم اذنب ذنباً و ربما قال اصاب ذنباً قال قال رب اصب
ارقال اذنبت آخر فاغفره لي، فقال اعلم عبي ان له رباً
يغفر الذنوب ويأخذ به غفرت لعبدي ثلاثاً فليعمل
ما شاء. (۲۳)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے
رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے
اے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے معاف فرما دے۔ اللہ فرماتا ہے کہ
میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس
سے مواخذہ کرتا ہے، میں نے اس کو بخش دیا، پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر
گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد
ہوا ہے تو اس کو معاف فرما دے، اللہ ارشاد فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا
ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے،
میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا اور پھر کوئی گناہ
کر لیتا ہے پھر اللہ سے عرض کرتا ہے اے پروردگار میں نے گناہ کر لیا
ہے تو اس کو معاف فرما دے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ جانتا
ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر
مواخذہ کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا بخش دیا بخش دیا اب
وہ جو چاہے کرے۔

ان احادیث کو پڑھ کر بندے کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے، توبہ و رجوع کا شوق پیدا
ہوتا ہے، گناہوں کی مغفرت کی امید قوی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان رحمت و مغفرت
پر ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔

(۴) اعمال کا ثواب اور نیکیوں کی جزاء- احادیث قدسیہ میں ایک بڑی تعداد ایسی

احادیث کی ہے جن میں مختلف اعمال اور نیکیوں کے ثواب اور ان کی جزاء کا ذکر ہے۔ ان
احادیث میں ان اعمال کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ مثال کے طور پر یہ احادیث بخشش کی جاسکتی
ہیں:-

عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ انہ اخبرہ انہ سمع رسول
اللہ ﷺ يقول انما بقاؤکم فیما سلف قبلکم من الامم
کما بین صلاة العصر الى غروب الشمس اوتی اهل
النوراة النوراة فعملوا حتی اذا انتصف النهار عجزوا،
فاعطوا قیراطاً قیراطاً، ثم اوتی اهل الانجیل الانجیل
فعملوا الى صلاة العصر ثم عجزوا فاعطوا قیراطاً
قیراطاً، ثم اوتینا القرآن فعملنا الى غروب الشمس
فاعطينا قیراطین قیراطین، فقال اهل الکتابین ای ربنا
اعطیت هؤلاء قیراطین قیراطین واعطيننا قیراطاً قیراطاً
ونحن کما اکثر عملاً؟ قال قال اللہ عز و جل هل
ظلمتکم من اجرکم من شیء؟ قالوا لا قال فهو فضلی
اوتیه من اشاء. (۲۴)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ
السلام سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ قوموں کے مقابلہ
میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت نماز عصر اور غروب آفتاب
کے درمیان ہوتا ہے۔ اہل توریت (یعنی یہود) کو توریت عطا کی گئی تو
انھوں نے اس پر دو پہر تک عمل کیا اس کے بعد وہ عاجز ہو گئے لہذا ان
کو (اس عمل کے بدلے میں) ایک قیراط اجر دیا گیا، پھر اہل انجیل کو
انجیل دی گئی تو انھوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے،

لہذا ان کو بھی ایک ایک قیراط اجر و ثواب دیا گیا۔ پھر ہمیں قرآن کریم عطا فرمایا گیا اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک کام کیا، لہذا ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا، (یہ دیکھ کر) یہود و نصاریٰ نے عرض کیا اے رب! تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں ایک ایک قیراط، حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے اجر و ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کچھ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ کل عمل ابن آدم له إلا الصیام فإنه لی وأنا أجزی بہ والصیام جنۃ وإذا کان یوم صوم أحدکم فلا یفرث ولا یصخب، فإن سابه أحد أو قاتله فلیقل إني امرؤ صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحہما إذا افطر فرح وإذا بقی ربه فرح بصومه. (۲۵)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے، کیوں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، روزے (جہنم سے بچانے کے لئے) ڈھال ہیں، تم میں سے کوئی جب روزہ سے ہو تو اس دن نہ تو بخش سکے (نہ عورت کے ساتھ بے لباس ہو) نہ شور و غل کرے، اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو اس سے کہہ دے میں آج روزے سے

ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر اور اچھی ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ کھوتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت النبی ﷺ یقول ان اللہ تعالیٰ اذا ابتلیت عبدی بحبیبتہ فصبر عوضته منها الجنة یرید عینیہ. (۲۶)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں، دو پیاری چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔

عن جندب ان رسول اللہ ﷺ حدث ان رجلاً قال واللہ لا یغفر اللہ لفلان وإن اللہ تعالیٰ قال من الذی یتألی علی ان لا اغفر لفلان فانی قد غفرت لفلان واحبطت عملک او کما قال. (۲۷)

ترجمہ:- حضرت جندب روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم، اللہ تبارک و تعالیٰ فلاں شخص کی مغفرت نہیں فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں گا، بن لے میں نے اس شخص کو بخش دیا اور تیرے (قسم کھانے

والے کے) اعمال رائیگاں کر دیئے۔

(۵) مکارم اخلاق - احادیث قدسیہ کا ایک بڑا حصہ بندوں کو مکارم اخلاق، حسن معاملہ، انسان دوستی اور صالحین سے محبت اور الفت کی تعلیم دیتا ہے، مثال کے طور پر یہ احادیث پیش کی جاسکتی ہیں:-

عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال قال الله تبارك وتعالى انا خصمهم يوم القيامة رجل اعطى بي ثم غدر، ورجل باع حراً فاكل ثمنه ورجل استاجر اجيراً فاستوفى منه ولم يعط اجراً. (۲۸)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا، ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بد عہدی کی، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھالی، تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لے لیا مگر مزدور کو مزدوری نہیں ادا کی۔

عن ابي هريرة رفعه قال ان الله يقول انا ثالث الشريكين ما لم يخن احدهما صاحبه فاذا خاناه خروجا من بينهما. (۲۹)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ (کاروبار میں) دو شریکوں کے درمیان میں تیسرا ہوتا ہوں، جب تک ایک شریک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے جدا ہو جاتا ہوں۔

احادیث قدسیہ کے موضوعات کا یہ ایک اجمالی تعارف ہے، ورنہ اس کے علاوہ بھی دیگر موضوعات پر احادیث قدسیہ موجود ہیں، مثال کے طور پر رسول کریم ﷺ کی شفاعت کا بیان، درود پاک پڑھنے کی فضیلت و جزاء، راضی ہر ضا ہونے کی تلقین، اعمال میں اخلاص اور حسن نیت پیدا کرنے کی تلقین، تصنع اور ریاکاری کی خاطر عبادت کرنے والوں کا انجام، جنت کی نعمتوں کا ذکر، جہنم کی ہولناکیوں کا ذکر اور مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے بے پناہ احسان و انعام کا تذکرہ بھی احادیث قدسیہ میں جا بجا نظر آتا ہے، لیکن ہم نے جو پانچ موضوعات ذکر کئے ہیں دراصل یہی احادیث قدسیہ کے اساسی موضوعات ہیں اور ان احادیث کا ایک بڑا حصہ انہیں موضوعات پر مشتمل ہے۔

موضوع احادیث قدسیہ - وضع حدیث کا ابتدا ابتدائی عہد میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کے مختلف مذہبی اور سیاسی اسباب تھے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، جن اسباب کی خاطر حدیثیں وضع کی گئیں ان میں ایک سبب ترغیب و ترہیب بھی تھا یعنی لوگوں کو اعمال خیر کی طرف دعوت دینا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا، اس مقصد کے تحت بھی بہت سی حدیثیں گڑھی گئیں۔ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:-

ان كذبوا علي ليس ككذب علي احد منكم من كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار. (۳۰)

میرے اوپر جھوٹ بیان کرنا دوسروں پر جھوٹ بیان کرنے کی طرح نہیں ہے جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

جب حدیثیں گڑھنے کا چلن شروع ہوا تو احادیث قدسیہ بھی اس سے محفوظ نہیں رہیں اور لوگوں نے بہت سی حدیثیں گڑھ کر احادیث قدسیہ کے نام سے پھیلا دیں، ناقدین حدیث نے اس پر بحث کر کے ان موضوع احادیث قدسیہ کی نشاندہی کر دی ہے۔ مثال کے طور پر ہم یہاں چند موضوع احادیث قدسیہ کی نشاندہی کریں گے:-

من احدث ولم يتوضأ فقد جفانی ومن لم يتوضأ ولم
يصل فقد جفانی ومن صلى ولم يدعني فقد جفانی ومن
دعاني ولم اجبه فقد جفوتہ ولست برب جاف.

جس کو حدیث لاحق ہوا اور اس نے وضو نہیں کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا،
جس نے وضو کیا اور نماز نہیں پڑھی اس نے مجھ پر ظلم کیا، جس نے نماز
پڑھی اور مجھ سے دعا نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے مجھ سے
دعا کی اور میں قبول نہ کروں تو میں نے اس پر ظلم کیا اور میں خشک رب
نہیں ہوں۔

اس حدیث کو اگرچہ شیخ اکبر محمد بن الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں ذکر کیا ہے (۳۱) لیکن
ناقدین حدیث نے اس کو ”موضوع“ قرار دیا ہے (۳۲)
اسی طرح ایک اور بہت مشہور حدیث قدسی ہے:-

ما وسعتني ارضي ولا سمانى بل وسعتني قلب عبدی
المومن

میری زمین اور میرا آسمان میری وسعت کو نہیں پاسکتے ہاں البتہ میں
اپنے مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔

یہ حدیث قدسی اتنی مشہور ہوئی کہ اس کو خواجہ میر درد نے شعری قالب عطا کر دیا۔
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پاسکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

اس حدیث کو بھی شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ شیخ سہروردی نے
عوارف المعارف میں اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں یہ حدیث درج کی ہے، لیکن
ماہرین حدیث اور ناقدین فن کے نزدیک یہ حدیث ”موضوع“، ”باطل“ اور ”بے اصل“
ہے۔ حوالوں سے قطع نظر یہاں صرف اس قدر اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں کہ اس کو موضوع،

باطل اور بے اصل کہنے والوں میں امام سیوطی، ملا علی قاری، امام عجلونی، طاہر نقوی اور امام
زرکشی شامل ہیں۔

عن الحذیفۃ انه قال سألت النبی ﷺ عن علم الباطن
ماهو فقال سألت جبریل عنه فقال عن اللہ سرینہ وبین
احبائی واولیائی واصفیائی اودعه فی قلوبہم لا یطلع
علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں
نے علم باطن کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو
آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کے بارے میں جبریل سے پوچھا،
جبریل نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا کہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ایک راز
ہے جو میرے اور میرے دوستوں، اولیا اور اصفیا کے درمیان ہے میں
نے اس راز کو ان کے دلوں میں رکھ دیا ہے اس پر کوئی مقرب فرشتہ اور
کوئی نبی مرسل مطلع نہیں ہو سکتا۔

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے (۳۳) ویسے بھی اس کے الفاظ بتا رہے ہیں
کہ یہ صادق و مصدق کی زبان مبارک سے صادر ہونے والا کلام نہیں ہے۔

ضمنی طور پر یہ اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ یہاں گفتگو بطریق محدثین ہو رہی ہے فی
الحال صوفیا اور ان کا معیار رد و قبول ہمارے دائرہ بحث سے خارج ہے، چونکہ احادیث کے
رد و قبول کے سلسلہ میں صوفیا کرام کا اپنا ایک الگ مزاج و مذاق ہے، جس طرح یہ ضروری
نہیں کہ صوفیا کی صحیح قرار دی ہوئی حدیث محدثین اور ناقدین فن کے نزدیک بھی صحیح ہو اسی
طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ محدثین نے جس حدیث کو موضوع قرار دیا ہو وہ صوفیا کے
ز نزدیک بھی موضوع ہو۔ وللناس فیما یعشقون مذاہب

اردو میں ابھی تک کوئی ایسی کتاب میری نظر سے نہیں گزری جس میں موضوع، باطل

اور مکرر احادیث قدسیہ کو یکجا کیا گیا ہو، اس قسم کی احادیث قدسیہ موضوعات پر لکھی جانے والی کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔ کوئی مرد میدان سامنے آئے اور اس نچ پر ایک تحقیقی و تنقیدی کتاب مرتب کرے تو اردو میں موضوعات پر لکھی جانے والی کتابوں پر یقیناً یہ ایک اضافہ ہوگا، اللہ عز وجل کی قدرت کاملہ سے کوئی بعید نہیں کہ وہ حدیث کی یہ خدمت ہندوستان میں رہنے والے حدیث کے ایک معمولی طالب علم سے لے لے۔

احادیث قدسیہ پر بعض اہم کتابیں - احادیث قدسیہ اپنی ایک الگ شناخت اور ایک خاص رنگ و آہنگ رکھنے کی وجہ سے ابتداء سے ہی علماء و محدثین کا مرکز توجہ رہی ہیں، محدثین نے ان کو اپنے شیوخ سے روایت کیا اور اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا، لیکن عہد تہذیب میں کسی محدث نے ان احادیث قدسیہ کو الگ کتابی شکل میں جمع کیا ہو اس کا سراغ مجھے اپنے محدود و ناقص مطالعہ کی وجہ سے نہ مل سکا، یہ احادیث مختلف کتابوں میں مختلف ابواب اور مسانید کے تحت بکھری ہوئی تھیں۔ ہاں حدیث کی جو کتابیں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے مرتب کی گئیں ان میں وہ تمام احادیث جن کی ابتداء ”قال اللہ تعالیٰ“ (اللہ نے فرمایا) سے ہوتی تھی باب القاف کے تحت یکجا ہو گئیں۔ مثال کے طور پر امام سیوطی کی ”الجامع الکبیر“ اور ”الجامع الصغیر“ پیش کی جاسکتی ہے، ان دونوں کو حروف تہجی کی ترتیب پر تالیف کیا گیا ہے، چنانچہ ”الجامع الصغیر“ میں باب القاف کے تحت ۶۶ احادیث قدسیہ یکجا کر دی گئی ہیں جن کی ابتداء ”قال اللہ تعالیٰ“ یا ”قال ربکم“ سے ہوئی ہے، جبکہ الجامع الکبیر میں ۱۳۳ احادیث قدسیہ یکجا ہیں۔ امام سیوطی نے چونکہ اس میں صحت کا التزام نہیں کیا ہے اس لئے ان احادیث میں بعض ضعیف احادیث بھی درج ہو گئی ہیں، جن کی طرف امام سیوطی نے لفظ ”ضعف“ سے اشارہ کر دیا ہے۔ الجامع الصغیر کے باب القاف میں موجود احادیث قدسیہ کی تعداد ۶۶ ہے ان میں ۶۴ کی ابتداء ”قال اللہ تعالیٰ“ سے ہوئی ہے اور ”قال ربکم“ سے شروع ہوئی ہیں۔ ان ۶۶ احادیث میں بقول امام سیوطی ۴۳ صحیح ہیں، ۶ حسن ہیں، ۱۳ ضعیف ہیں اور ۴ کے بارے میں امام سیوطی نے کوئی حکم نہیں لگایا۔

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا کہ عہد متاخرین میں احادیث قدسیہ کو الگ کتاب میں جمع کرنے کا ذوق پیدا ہوا اور علماء نے نہ صرف یہ کہ احادیث قدسیہ کے مجموعے تالیف کئے بلکہ ان کی شروح و حواشی اور ان پر مختلف زاویوں سے تحقیقی بحث بھی قلم بند ہونے لگی۔ حافظ ابن حجر المہندی لکھتے ہیں:-

القدسية اكثر من مائة وقد جمعها بعضهم في جزء كبير. (۳۴)

احادیث قدسیہ سو سے زیادہ ہیں، بعض علماء نے ان کو ایک بڑے جز میں جمع کر دیا ہے۔

یہاں ہم احادیث قدسیہ کے بعض مجموعوں اور ان پر لکھی جانے والی کچھ کتابوں کا ایک سرسری جائزہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں:-

(۱) مشکاة الانوار فیما روی عن اللہ سبحانہ من الاخبار -

یہ شیخ محی الدین ابن عربی (م ۶۳۸ھ) کی تالیف ہے، اس میں ایک سو ایک احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں، یہ حلب سے ۱۹۲۷ء/ ۱۳۴۶ھ میں شائع ہوئی (۳۵) کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے شیخ ابن عربی (م ۶۳۸ھ) کی ایک اور کتاب کا ذکر کیا ہے جس کا نام ”الرياض الفردوسية فی الاحادیث القدسیة“ ہے (۳۶) معلوم نہیں یہ دونوں ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں یا الگ الگ دو کتابیں ہیں۔

(۲) الاحادیث القدسیة الاربعینیة -

یہ بلا علی قاری کی تصنیف ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں ۴۰ احادیث قدسی جمع کی گئی ہیں۔ یہ کتاب بھی المطبعة العلمية حلب سے ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔

(۳) الاتحاف السنیة فی الاحادیث القدسیة -

یہ امام عبدالرؤف المناوی کی تالیف ہے اور ۱۲۷۲ھ احادیث قدسیہ پر مشتمل ہے۔ اس کو امام مناوی نے دو ابواب پر جمع کیا ہے پہلے باب میں وہ احادیث ہیں جن کی ابتداء ”قال اللہ

تعالیٰ“ سے ہوتی ہے، اور دوسرے باب میں وہ احادیث ہیں جن کا آغاز ”قوله تعالیٰ“ سے ہوتا ہے۔ یہ کتاب بیروت اور قاہرہ سے کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے، ہمارے پیش نظر نسخہ بیروت سے ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوا ہے۔

(۴) الاتحافات السنية بالاحادیث القدسیة -

یہ شیخ محمد محمود المدنی (م ۱۲۰۰ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں مصنف نے امام سیوطی کی جمع الجوامع (الجامع الکبیر) کو بنیاد بنایا ہے اور ۸۵۳ احادیث قدسیہ جمع کی ہیں۔ اس کتاب کو تین ابواب پر ترتیب دیا گیا ہے پہلے باب میں وہ احادیث ہیں جو ”قال اللہ تعالیٰ“ سے شروع ہوئی ہیں، دوسرے باب میں وہ احادیث ہیں جن کی ابتداء ”بقول اللہ“ سے ہوئی ہے اور تیسرے باب میں وہ احادیث ہیں جن کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول مذکور ہے۔ مصنف نے اس میں بکثرت کمرات درج کر دی ہیں جس کی وجہ احادیث قدسیہ کے الفاظ اور روایات کا اختلاف ہے، اسی وجہ سے اس کتاب میں احادیث قدسیہ کی تعداد ۸۵۳ تک پہنچ گئی ہے ورنہ درحقیقت احادیث قدسیہ اس عدد سے بہت کم ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس میں مصنف نے ضعیف بلکہ موضوع احادیث بھی درج کر دی ہیں لیکن ایسی احادیث کے ساتھ مصنف نے ان کے موضوع یا ضعیف ہونے کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔ یہ کتاب مصر سے بھی طبع ہوئی ہے لیکن فی الوقت جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے وہ دارۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد سے ۱۳۲۳ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس کے آخر میں کتاب کے مصحح قاضی محمد شریف الدین فاروقی کا چار صفحات کا ایک مضمون ”الخاتمة فی شرح معنی الحدیث القدسی“ کے نام سے درج ہے، جس میں حدیث قدسی کے اوپر مختصر مگر جامع بحث کی گئی ہے۔

(۵) الاحادیث القدسیة -

مصر کی المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیة کے ماتحت ادارے ”لجنة القرآن والحديث“ نے یہ مجموعہ شائع کیا ہے۔ اس میں صحاح ستہ اور مؤطا امام مالک سے ۴۰۰ احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں۔ احادیث کی تعداد چار سو تک اس لئے پہنچ گئی کیوں کہ اس

میں بھی الفاظ حدیث کی مختلف روایات کو درج کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۸۹ھ میں المجلس الاعلیٰ کے زیر اہتمام قاہرہ سے شائع ہوا۔

(۶) الاحادیث القدسیة الصحيحة وشرحها -

یہ کتاب ڈاکٹر محمد محمد تاجر اور استاذ عبدالعزیز مصطفیٰ کے اشتراک سے تالیف کی گئی ہے اس میں صرف بخاری، مسلم اور ترمذی میں وارد صحیح احادیث قدسیہ کا التزام کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تقریباً ۹۰ احادیث قدسیہ درج کی گئی ہیں۔ جگہ جگہ حدیثوں کے اختلاف روایات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے، دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں ہر حدیث کے ساتھ فتح الباری، شرح مسلم للنووی اور تحفۃ الاحوذی وغیرہ سے حدیث کی شرح بھی درج کر دی گئی ہے۔ یہ کتاب ۴۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اور دار الفکر کی قاہرہ سے ۲۰۰۰ء میں طبع ہوئی ہے۔

(۷) الاربعون القدسیة -

یہ ڈاکٹر عز الدین ابراہیم اور نو مسلم اسکالر عبدالودود (اسلام سے قبل کا نام ڈینس جانسن ڈیوس) کے اشتراک سے ترتیب دی گئی ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں ۴۰ احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں، ایک صفحہ پر حدیث کا عربی متن ہے اور اس کے مقابل دوسرے صفحہ پر اس کا انگریزی ترجمہ۔ حسب ضرورت بعض جگہ حاشیہ میں بعض الفاظ کی تشریح بھی کر دی گئی ہے، مؤلفین نے عربی اور انگلش میں ایک وقیع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے اس بات کا اظہار نہ کرنا علمی خیانت ہوگی کہ ہم نے اس مقدمہ سے بھرپور استفادہ کیا ہے، یہ کتاب ۱۹۷۹ء میں تالیف کی گئی اور ۱۹۸۰ء میں پہلی بار شائع ہوئی، ہمارے سامنے جو نسخہ ہے وہ دار القرآن الکریم بیروت سے ۱۹۹۹ء میں شیخ زاید بن سلطان آل نہیان (امیر متحدہ عرب امارات) کے خرچ پر مفت تقسیم کرنے کے لئے شائع کیا گیا ہے یہ کتاب کا دسواں ایڈیشن ہے۔

(۸) الاحادیث القدسیة -

یہ استاذ مصطفیٰ عاشور نے ترتیب دی ہے اس میں ۶۰ احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں، اس کو

استاذ مصطفیٰ عاشور نے امام نووی کی طرف منسوب کیا ہے لیکن امام نووی کی تصنیفات کے ذیل میں ہم نے اب تک اس کتاب کا نام نہیں دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ کتاب قاہرہ سے ۱۳۹۷ھ میں شائع ہوئی۔

(۹) مفتاح الكنوز و مصباح الدموز -

یہ شیخ محمد بن احمد بن محمد الترمیزی کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کا تذکرہ کیا ہے (۳۷) اس میں ۴۰ احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں اور صوفیاء کے ذوق و منہج پر ان کی شرح کی گئی ہے، بقول صاحب کشف الظنون اس میں ”اسرار عرفانیہ اور علوم لدنیہ“ کی روشنی میں احادیث قدسیہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر احمد الشرباصی کی کتاب ”ادب الاحادیث القدسیہ“ اور ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل کی کتاب ”الاحادیث القدسیہ و منزلتها فی الشریع“ بھی قابل ذکر اور قابل مطالعہ ہیں لیکن فی الحال یہ دونوں کتابیں ہمارے پیش نظر نہیں ہیں۔ یہ صرف ان چند کتابوں کا سرسری جائزہ تھا جو ہمارے علم و مطالعہ میں آسکیں، ظاہر ہے کہ احادیث قدسیہ کے سلسلہ میں یہ کوئی حتمی اور مکمل فہرست نہیں ہے۔

اردو میں اب تک صرف دو کتابیں نظر سے گزریں ایک مولانا احمد سعید دہلوی کی جونی الحال پیش نظر نہیں ہے، غالباً اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، دوسری مولانا ابو مسعود اظہر ندوی کی ”احادیث قدسیہ“۔ یہ مجموعہ عرب علما کی ایک ٹیم نے ترتیب دیا تھا، جس کو دارالکتب العلمیہ بیروت نے شائع کیا ہے، ندوی صاحب نے اسی کی از سر نو ترتیب و تدوین کی ہے، کتاب کی ضخامت کم کرنے کے لیے اس میں عربی متن درج نہیں کیا گیا صرف احادیث کے اردو ترجمے پر اکتفا کیا گیا ہے، شروع میں ایک مقدمہ بھی ہے جس میں احادیث قدسیہ پر بہت مختصر گفتگو کی گئی ہے، اس کے بعد صحاح ستہ کے مصنفین کے حالات و رتبہ کئے گئے ہیں، یہ کتاب مکتبہ اشاعت القرآن دہلی سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔

مراجع

- (۱) سید شریف الجرجانی: التعریفات، ص: ۳۵، الدار التونسیہ للنشر تونس ۱۹۷۱ء
- (۲) ملا علی قاری: الاحادیث القدسیہ الاربعینیہ، ص: ۳، المطبعة العلمیہ، حلب ۱۹۲۷ء
- (۳) النجم ۴، ۳
- (۴) سنن ابی داؤد: کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ
- (۵) البخاری: فی شرح معنی الحدیث القدسی مشمولہ الاتحاد السنیہ للمدنی، ص: ۲۳۶، دائرة المعارف النظامیہ، حیدرآباد ۱۳۲۳ھ
- (۶) الاربعون القدسیہ، ص: ۳۶، دارالقرآن الکریم، بیروت ۱۹۹۹ء
- (۷) الاحادیث القدسیہ الاربعینیہ، ص: ۲، المطبعة العلمیہ، حلب ۱۹۲۷ء
- (۸) مسلم: کتاب الزہد و الرقائق، باب نحریم الریا
- (۹) بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ و یحذرکم اللہ نفسہ
- (۱۰) بخاری: کتاب الرقاق، باب من ہم بحسنہ أو سیئہ
- (۱۱) سنن ابی داؤد: کتاب الصلاۃ، باب الادان فی السمر
- (۱۲) مسلم: کتاب الایمان، باب دعاء الخیر لامتنع
- (۱۳) مسلم: کتاب البر و الصلۃ و الادب، باب النهی عن الشحناہ و الشہار
- (۱۴) بخاری: کتاب انفاق، باب صفۃ الجنة و النار
- (۱۵) بخاری: کتاب الانبیاء، باب خلق آدم و ذریئہ
- (۱۶) مسلم: کتاب البر و الصلۃ، باب تحریم الظلم
- (۱۷) بخاری: کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ و کان عرشہ علی الماء
- (۱۸) بخاری: کتاب التفسیر، سورۃ زمر، باب قول اللہ تعالیٰ و الارض جمیعاً قبضتہ یوم القیامۃ
- (۱۹) بخاری: کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال
- (۲۰) بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قولہ تعالیٰ و هو الذی بدأ الخلق ثم بعیدہ
- (۲۱) ترمذی: کتاب الایمان، باب ما جاء فی موت و هو یشہد ان لا اله الا اللہ
- (۲۲) بخاری: کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنة و النار
- (۲۳) بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یدخلوا کلام اللہ
- (۲۴) بخاری: کتاب موافقت الصلاۃ، باب من ادرك رکعة من العصر قبل العروب

(۲۵) بحاری: کتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شئتم

(۲۶) بحاری: کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره

(۲۷) مسلم: کتاب البر والصلة، باب النهی عن تقطیع الانسان من رحمة الله تعالى

(۲۸) بحاری: کتاب البیوع، باب اثم من باع حراً

(۲۹) ابو داؤد: کتاب البیوع، باب فی الشریعة

(۳۰) بحاری: کتاب الجنائز، باب یکره من المناجاة علی العیت

(۳۱) الفتوحات المکیة، ج ۳/ص ۵۲۹، دار الکتب العربیة مصر

(۳۲) الف - الصحافی: الموضوعات، ج ۱ ص ۴۳، دار المأمون للتراث بیروت ۱۴۰۵ھ

ب - المجلد فی: کشف الخفاء، ج ۲ ص ۲۹۲، مؤسسة الرسالة بیروت ۱۴۰۵ھ

(۳۳) الکتاب فی: تنزیه الشریعة، ج ۱ ص ۲۸، دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۹۹ھ

(۳۴) ابن حجر اشعری: الفتح المبین، ج ۲ ص ۲۰۱، دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۷۸ھ

(۳۵) ذاکر عزالدین ابراہیم: الاربعون القدسیة، ص ۳۰، دار القرآن الکریم بیروت ۱۹۹۹ھ

(۳۶) حاجی خلیفہ: کشف الظنون، باب الرءاء، دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۳ھ

(۳۷) مرجع سابق: ج ۲ ص ۱۰۳۸

☆☆☆

احادیث قدسیہ اور صفات باری

مولانا منظر الاسلام ازہری

ڈائریکٹر اسلامک سینٹر آف بائی بوائسٹ

نارتھ کیرولینا، امریکہ

میرے کرم فرما تخلص دوست مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (اطال اللہ عمرہ) نے اپنی کتاب ”احادیث قدسیہ“ پر مجھ سے ایک مبسوط علمی مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی ہے، خاص طور پر یہ فرمایا کہ بہت ساری ایسی حدیثیں ہیں جو بظاہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے جسم و جسمانیات ثابت کرتی ہیں اس لئے اس مسئلہ کو ہی مد نظر رکھ کر مقدمہ تحریر کیا جائے۔ میں اگرچہ اپنے آپ کو اس عظیم کام کا اہل نہیں پاتا مگر ان کی محبت نے مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ میں نے اس ضمن میں صحابہ و تابعین اور عصر اول کے ائمہ کے اقوال کا مطالعہ کیا اور فلسفیانہ مباحث سے قطع نظر خالص محدثین کے طرز پر اپنا حاصل مطالعہ پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔

فاقولہ وباللہ التوفیق۔

حدیث قدسی ایسی حدیث ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے جبریل، الہام، یا خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو۔ احادیث قدسیہ متعدد مضامین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ معنی کی تعبیر کے لئے دیگر احادیث کی طرح ان میں بھی مختلف الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید اور شان رحمت کا بیان دیگر احادیث کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے، اس لئے ان میں ایسے الفاظ کا استعمال بھی کثرت کے ساتھ ہوا ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے ہے۔ بلفظ دیگر قرآن کریم میں جس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے بعض ایسے الفاظ مثلاً ”ید“، ”وجہ“، ”استواء“ موجود ہیں اسی طرح

احادیث قدسیہ میں بھی ”نزول“، ”قدم“، ”ضحک“ وغیرہ کے الفاظ کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں مثلاً امام بخاری نے اپنی سند سے یہ روایت نقل کی ہے:-

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول من يدعوني فأستجيب له، من يستلني فأعطيه من يستغفرني فأغفر له.

(صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الدعاء، فی الصلاة من آخر الليل)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف ”نزول“ فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے جو شخص مجھ سے دعاء مانگے گا میں اس کی دعاء قبول کروں گا جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو مجھ سے اپنی بخشش طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔

ایک اور حدیث جس کو امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

قال الله عز وجل اذا تقرب عبدی منی شبرا تقربت منه ذراعاً، واذا تقرب منی ذراعاً تقربت منه باعاً، واذا أتانی یمشی أتیتہ ھرولة.

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر والدعاء، والتقرب إلى الله تعالى)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا

ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہو جاتا ہوں۔ جب مجھ سے ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باغ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

اس طرح کی متعدد حدیثیں اس مجموعہ میں اور اس کے علاوہ دیگر احادیث قدسیہ کے مجموعوں میں موجود ہیں۔ پہلی حدیث میں ”نزول“ اور دوسری حدیث میں ”مشی“ اور ہرولہ“ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنے، جانے اور دوڑنے وغیرہ صفات سے منزہ ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفتیں ہیں جو حادث ہیں اور جن پر فنا طاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس پر کبھی فنا اور حدوث طاری نہیں ہو سکتا۔ ان احادیث میں دو طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ عربی قواعد کی روشنی میں متن کا ایسا ترجمہ جو نقدیہ اللہ اور تنزیہ باری پر مشتمل ہو اور سمجھ میں بھی آجائے۔ یہ کام مؤلف نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے۔ تمام حدیثوں بالخصوص ان جیسی حدیثوں کا ترجمہ عربی قواعد کی روشنی میں اتنا حسین انداز میں کیا ہے جس سے توحید پر کوئی حرف نہیں آتا ہے۔ مخلوق اور خالق کا فرق بھی واضح ہے، اور شان الوہیت کا پورا پورا لحاظ بھی موجود ہے۔ اس سے مؤلف کی عربی اور اردو زبان پر دسترس بھی معلوم ہوتی ہے۔

دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ان احادیث سے متعلق اہل ایمان کا نقطہ نظر کیا ہونا چاہئے؟ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جس کا تعلق ایمان اور عقیدہ سے ہے۔

اس سے متعلق اہل علم کے چار نظریات ہیں:

(۱) ان آیتوں اور حدیثوں کا معنی اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ اس نظریہ کو سلف کا عقیدہ کہا جاتا ہے۔

(۲) جن آیتوں اور حدیثوں میں باری تعالیٰ کی ایسی صفات وارد ہوئی ہیں ان کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تاہم الفاظ و قرائن اگر اجازت دیں تو اس کا ایسا معنی بیان

کیا جاسکتا ہے جو شریعت کی روح کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم کے بھی موافق ہو۔ اس نظریہ کو ”تاویل“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۳) ان آیتوں اور حدیثوں کو اس کے معنی لغوی حقیقی پر محمول کیا جائے گا۔ اس نظریہ کو ”تشبیہ و تجسیم“ کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے ماننے والوں کو مشبہ اور مجسمہ کہا جاتا ہے۔

(۴) باری تعالیٰ کی جو اس قسم کی صفات وارد ہوئی ہیں ان کا اثبات کیا جائے گا یعنی جہاں ”ید“ ہے اس کا مطلب ”ید“ ہی ہے، جہاں ”وجہ“ ہے اس کا مطلب وجہ ہی ہے مگر انسانی ید (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کی طرح نہیں۔ اس نظریہ کے شیع بعض محدثین اور ابن تیمیہ ہیں۔

پہلا اور دوسرا نظریہ نہایت اہم ہے اس لئے ہم اس پر تفصیلی بحث کریں گے۔ تیسرا نظریہ سرے سے باطل ہے اور چوتھا نظریہ بھی غور و فکر کے بعد تیسرے کے مشابہ ہے، اس لئے اس کے بطلان میں بھی کچھ شک نہیں۔ لہذا تیسرے پر مختصری روشنی ڈالیں گے۔

تفویض:

سلف صالحین نے قرآن کریم اور احادیث رسول کی سماعت نہایت متدین ماحول میں کی۔ وہ آیات و تشابہات اور احادیث صفات کا جب ذکر کیا کرتے یا پڑھتے تو بلا چون و چرا ان مقامات سے گذر جاتے اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں وارد ”استواء“، ”ید“، ”وجہ“ اور حدیث پاک بالخصوص احادیث قدسیہ میں مذکور ”زود“، ”قدم“، ”جلوس“ جیسے الفاظ سے متعلق ان کا نظریہ یہ تھا کہ اس کا حقیقی معنی و مراد اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ انسانی عقل ان الفاظ کے معانی کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس لئے انہوں نے کہا یہ الفاظ جس طرح وارد ہوئے ہیں اسی طرح پڑھ کر گذر جایا جائے۔ ان کا یہ جملہ ”امروہا کما جاءت“ اہل علم کے درمیان بڑا مشہور ہے۔

امام بغوی نے اپنی تفسیر میں حضرت سفیان ثوری، امام اوزاعی، لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن مبارک جیسے قد آور ائمہ حدیث و فقہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ ”ان آیتوں کو بغیر کسی کیف کے پڑھ کر گذر جانا چاہئے“۔

امام بیہقی نے یحییٰ بن یحییٰ کے حوالہ سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے:

كُنَّا عِنْدَ الْإِمَامِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ "الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى كَيْفَ اسْتَوَاهُ؟ فَأُطْرَقَ مَالِكٌ بِرَأْسِهِ حَتَّى عَلِقَهُ الرَّحْضَاءُ، ثُمَّ قَالَ: الْإِسْتَوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ وَالْكَيفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ وَالْإِيمَانُ بِهِ وَاجِبٌ وَالسُّوَالُ عَنْهُ بَدْعَةٌ، وَمَا أَرَاكَ إِلَّا مُبْتَدِعًا

ہم لوگ امام مالک کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور ان سے آیت استواء پڑھ کر پوچھنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا استواء کس طرح سے ہے؟ امام مالک نے سر جھکا لیا یہاں تک کہ آپ کے چہرہ پر پسینہ نمودار ہو گیا۔ پھر فرمایا استواء معلوم ہے، اس کی کیفیت عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے، اس سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، میرا خیال ہے کہ تم بدعتی ہو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر امام مالک نے اس شخص کو مسجد سے باہر نکلوا دیا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے:

كُلُّ مَا وَصَفَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ نَفْسَهُ فِي كِتَابِهِ فَتَفْسِيرُهُ تَلَاوْتُهُ وَالسَّكُوتُ عَنْهُ

اللہ تعالیٰ نے کلام مقدس میں جس طرح اپنی صفت بیان کی ہے اس کی توضیح یہی ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اس پر خاموشی اختیار کی

جائے۔

امام شہرستانی نے سلف کی ایک جماعت کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان الفاظ کی تاویل سے یہ کہہ کر توقف کیا ہے کہ جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان کا معنی ہمیں معلوم نہیں ان آیتوں کی تاویل اور تفسیر کے بھی ہم مکلف نہیں، ہم یہ عقیدہ رکھنے کے مکلف ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں، اس کی طرح کوئی شئی نہیں۔ امام شہرستانی کہتے ہیں کہ متقدمین سلف کے مذہب میں ہی سلامتی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا کہ جو کچھ کتاب و سنت میں وارد ہوا ہے ان سب پر ہمارا ایمان ہے، ان میں سے کسی لفظ کی تاویل میں ہم نہیں پڑتے اور یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کے مشابہ نہیں (ملخصا الملل والنحل)

امام شہرستانی کے قول کی تائید حضرت عمر کے اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس کو امام دارمی نے اپنی سنن میں اور نصر مقدسی نے کتاب الحجة میں سلیمان بن یسار سے روایت کیا:

ان رجلا يقال له صبيغ قدم المدينة، فجعل يسئل عن متشابه القرآن، فأرسل اليه عمر وقد أعد له عراجين النخل، فقال من أنت؟ قال أنا عبد الله صبيغ فأخذ عمر عرجونا من تلك العراجين فضربه وقال أنا عبد الله عمر، فجعل له ضربا حتى دمی رأسه فقال يا أمير المؤمنين حسبك قد ذهب الذي كنت أجد في رأسي.

(سنن دارمی ۶۶/۶۷، دار الكتاب العربی، بیروت، سنة ۱۴۰۶ھ)

صبیغ نامی ایک شخص مدینہ طیبہ آکر قرآن میں موجود آیات متشابہات سے متعلق سوال کرنے لگا، حضرت عمر نے اسے بلا بھیجا اور سمجھوڑ کی سبز ٹہنی کی ایک چھڑی تیار کی، پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام عبد اللہ صبیغ ہے، حضرت عمر نے فرمایا میں عبد اللہ عمر ہوں، حضرت

عمر نے سمجھوڑ کی چھڑی سے اسے اس قدر مارا کہ اس کا سر لہو لہان ہو گیا،

اس نے کہا امیر المؤمنین بس کیجیے میرے دماغ کا فوراً ختم ہو گیا۔

دارمی نے ایک دوسری سند سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جس میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر نے اسے تین مرتبہ مارا۔ ہر بار مار کر چھوڑ دیتے تھے جب درد میں راحت ہوتی پھر مارتے۔ دارمی نے صفحہ ۶۷ پر نافع کے حوالہ سے مزید تفصیل درج کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ دیکھنا لوگ اس کی ہم نشینی اختیار نہ کریں۔ کہتے ہیں کہ لوگوں کا اس کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کرنا اس پر بڑا گراں گذرا اور وہ نائب ہو گیا، ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر کو اس کی توبہ کی تفصیل لکھی، حضرت عمر نے پھر لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

ابن خلدون نے صفات باری سے متعلق عصر اول کے لوگوں کے نظریات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

ويدل على أن التأويل فيها غير معلوم للبشر ان الألفاظ اللغوية انما يفهم منها المعاني التي وضعها العرب لها فاذا استحال اسناد الخبر الى مخبر عنه جهلنا مدلول الكلام حينئذ وان جائقنا من عند الله فوضنا علمه اليه ولا نشغل أنفسنا بمدلول نلتسمه فلا سبيل لنا الى ذلك. وقد قالت عائشة رضي الله تعالى عنها اذا رئيتم الذين يجادلون في القرآن فهم الذين عنى الله "فاحذروهم" هذا مذهب السلف في الآيات المتشابهة. وجاء في السنة ألفاظ مثل ذلك حملها عندهم محمل الآيات لأن المنبع واحد.

(تاریخ ابن خلدون ۳۳/۱ الفصل السادس عشر فی كشف الغطاء، عن المتشابه من الكتاب والسنة)

ضبل سے مروی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو خلال نے اپنی کتاب ”السنن“ میں اس طرح روایت کیا ہے:

قال حنبل سألت أبا عبد الله عن الأحاديث التي تروى أن الله تبارك وتعالى ينزل إلى سماء الدنيا، وأن الله يُرى، وأن الله يضع قدمه في النار، وما شابه هذه الأحاديث فقال أبو عبد الله نؤمن بها ونصدق بها ولا كيف ولا معنى ولا نرد منها شيئاً، ونعلم أن ماجاء به الرسول ﷺ إذا كان بأسمائيد صحاح ولا نرد على الله قوله، ولا يوصف الله تبارك وتعالى بأكثر مما وصّف به نفسه بلا حد ولا غاية، ليس كمثله شئ.

ضبل کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام احمد بن حنبل) سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا جن میں یہ ہے کہ ”اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل فرماتا ہے“، ”اللہ دیکھا جائیگا“، ”اللہ اپنے قدم کو جہنم میں رکھے گا“، اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں، امام نے جواب دیا ہم ان پر ایمان لاتے ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہیں، اس کے ساتھ ہم کسی کیفیت اور معنی کو ثابت نہیں مانتے مگر ان الفاظ کی تردید بھی نہیں کرتے ہیں، ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ اللہ کے رسول جو کچھ لے کر آئے اگر اس کی اسانید صحیح ہیں تو وہ حق ہے۔ اللہ کے کسی قول کی تردید نہیں کرتے ہیں، بغیر حد اور غایت کے اللہ تعالیٰ کی صفت اس سے زیادہ نہیں بیان کرتے جتنا کہ اس نے خود بیان کی ہے۔ اس کی طرح کوئی چیز نہیں۔

قرون اولیٰ میں تاویل کا ثبوت نہیں ملتا، الفاظ سے وہی معنی سمجھ جائیں گے جن کے لئے عرب نے ان کو وضع کیا ہے، جب خبر کی اسناد متبرعہ کی طرف ممکن نہ ہو تو اس وقت ہم کلام کے مدلول سے واقف نہیں ہو پائیں گے، جب کلام اللہ میں اس قسم کے الفاظ آئیں گے تو ہم اس کا معنی اللہ ہی کے سپرد کر دیں گے اور ہم ان معانی تک پہنچنے میں خود کو نہیں الجھائیں گے جن تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب تم دیکھو کہ لوگ قرآن میں مجادلہ اور بحث و نزاع کر رہے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے بچو۔ آیات متشابہات میں یہی سلف صالحین کا مذہب ہے، اس قسم کے کچھ متشابہ الفاظ حدیث میں بھی آئے ہیں، ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو آیات کے ساتھ کیا گیا کیوں کہ دونوں کا منبع و مصدر ایک ہی ہے۔

یہاں یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے تفویض کا معنی یہ سمجھ لیا کہ الفاظ کے معنی کو ثابت مانا جائے اور کیفیت کی تشریح نہ کر کے اسے علم الہی کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ بات قطعاً لغت اور ائمہ کی تشریح کے خلاف ہے۔ اہل لغت نے جہاں ”تفویض“ کا معنی بیان کیا ہے، اس میں کہیں سے کہیں تک یہ قید نہیں لگائی کہ حقیقت کو ثابت مان لیا جائے اور صفت کو کسی کے سپرد کر دیا جائے۔ علامہ جوہری مختار الصحاح میں، مادہ ”فوض“ کے تحت لکھتے ہیں:

فوض اليه الأمر تفويضاً، رده اليه.

(مختار الصحاح، باب الفاء، ص ۵۱۷)

معاملہ اس کے سپرد کر دیا یعنی اس کی طرف لوٹا دیا۔

سلف نے بھی تفویض کا معنی لغت کے عین مطابق سمجھا ہے۔ اس کی تائید امام احمد بن

عقیدہ سے متعلق حنبلی مذہب کی متعدد کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اخبار و آثار جن میں اللہ تعالیٰ کے لئے جسم اور چیز کا شہد ہوتا ہے، ان میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریات سے متعلق دو گروہ ہیں۔ یہ بات بڑی واضح طور پر حسن بن احمد عطار ہمدانی (۳۸۸ھ - ۵۶۹ھ) کی کتاب "فتیاء و جوابہا"، ابو یعلیٰ حنبلی کی کتاب "ابطال التاویلات فی اخبار الصفات" اور ابن جوزی حنبلی کی کتاب "دفع شبه التشبیہ بأکف التنزیہ" وغیرہ میں مذکور ہے۔ ابن تیمیہ اور ان کے حامی علماء امام احمد سے متعلق یہی قول کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک احادیث میں وارد صفاتی الفاظ اپنے معنی حقیقی پر محمول ہیں مگر امام ان صفات کی کیفیت کی تعیین نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ معتدل حنبلی علماء نے اس فکر کا سختی سے انکار کیا ہے اور اپنی جماعت کے مذکورہ نظریہ رکھنے والوں کو مذہب حنبلی کا باغی گردانا ہے اور ان کی باتوں کا دلائل و براہین کی روشنی میں رد کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد کی طرف یہ باتیں سراسر گڑھ کر منسوب کر دی گئی ہیں۔ ان باتوں سے امام کا کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے نزدیک یہی دوسری رائے رائج ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیس کا پورا لحاظ کیا گیا ہے اور ایک جلیل القدر، حامی سنت امام سے ایسی ہی امید بھی رکھی جاسکتی ہے۔ اس فکر کے مؤید حنبلی علماء میں علامہ ابن جوزی سرفہرست ہیں۔ ان کی ایک عبارت کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے:

"میں نے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ جنہوں نے مذہب کے اصول میں ایسا کلام کیا جو مذہب سے بالکل میل نہیں کھاتا۔ تین لوگ ابو عبد اللہ بن حامد، ان کے ساتھی قاضی اور ابن زاغوانی نے کتابیں لکھیں اور مذہب کو بالکل ہی داغدار کر دیا۔ یہ لوگ عوام کے درجہ میں اتر کر کلام کرنے لگے، صفات الہی کو جس کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی، انہوں نے جب یہ عبارت دیکھی "اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا" تو ذات باری کے لئے صورت، وجہ، آنکھیں، منہ، ہاتھ، انگلیاں، ہتھیلی، سیدہ، قدم وغیرہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کر دی۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ ذات باری کو چھونا جائز ہے، وہ ان نصوص کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے جن میں تقدیس الہی کا بیان ہے۔ انہوں نے اس کا بالکل ظاہری معنی ثابت کرنا شروع کر دیا، اس سب کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ وہی اہلسنت والجماعت ہیں۔ عوام میں کچھ لوگوں نے ان کی اتباع بھی کر لی۔ میں نے تابع اور متبوع دونوں ہی کو نصیحت کی اور کہا دوستو آپ ایسے امام کے اصحاب ہو جنہوں نے نقل پر پورا اعتماد کیا ہے، آپ کے امام، امام اکبر احمد بن حنبل کی یہ شان تھی کہ کوڑوں کی زد میں بھی یہ کہتے رہے "میں ایسا کیسے کہہ سکتا ہوں جو اللہ نے خود نہیں فرمایا"۔

اگر آپ اس حد تک کہتے کہ ہم احادیث صفات پڑھ کر خاموش رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو کوئی کچھ نہیں کہتا مگر آپ نے ان تمام احادیث صفات کو ظاہری معنی پر محمول کر دیا جو نہایت قبیح ہے۔ خدا را آپ اس نیک سلفی شخص کے مذہب کو پراگندہ نہ کریں۔ آپ نے تو اس حد تک مذہب کو ناپاک کر دیا ہے کہ حنبلی کا نام سنتے ہی یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ یہ محمد کی جماعت ہے۔ (ترجمہ مخلصانہ فیہ شبه التشبیہ، ص ۱۰۲، تحقیق حسن السقا، مطبع دار الامام نووی، اردن) ابو محمد رزق اللہ تسمی حنبلی نے تو ابو یعلیٰ حنبلی کی کتاب کے بارے میں یہاں تک کہا ہے کہ ابو یعلیٰ نے حنابلہ پر اتنا پیشاب کر دیا ہے کہ سمندر کا پانی بھی اس کو نہیں دھو سکتا۔ اس بات کو ابن اثیر نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

وفی شہر رمضان منہا توفی أبو یعلیٰ محمد بن الحسین بن الفراء الحنبلی، ومولده سنة ثمانین وثلاث مائة وعنه انتشر مذهب أحمد وكان الیہ قضاء الحریم ببغداد بدار الخلافة وهو مصنف کتاب "الصفات" الذی فیہ بكل عجیبة وترتیب أبوابہ یدل علی التجسیم المحض تعالی اللہ عن ذلک وكان ابن

تسمی الحنبلی یقول لقد خری أبو یعلی الفراء علی
الحنبلة خریة لا یفسلها الماء۔

(الکامل فی التاریخ ۳۷۸/۸، دار الکتب العلمیة، بیروت، سنة
۱۴۱۵ھ، تحقیق عبد الله القاضی)

ابو یعلی حنبلی نے رمضان میں وفات پائی، ان کی پیدائش ۳۸۰ھ میں
ہوئی تھی۔ حنبلی مذہب کا ان سے فروغ ہوا، وہ دار الخلافت بغداد حرم
کے قاضی تھے، یہ ”الصفات“ کے مصنف بھی ہیں، اس کتاب میں
انہوں نے عجیب و غریب باتوں کا بیان کیا ہے، کتاب کے ابواب کو
جس طرح مرتب کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی جسمانیات کا پوری طرح
ثبوت ہوتا ہے، اللہ ان چیزوں سے پاک ہے۔ ابن حمس حنبلی نے تو
اس کتاب سے متعلق اپنا تاثر یہ کہہ کر ظاہر کیا کہ ابو یعلیٰ نے حنبلیہ پر
اس قدر پیشاب کر دیا ہے کہ اس کو پانی بھی صاف نہیں کر سکتا۔

الحاصل امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اخبار صفات سے متعلق ابن تیمیہ
اور ان کے حامی جن باتوں کو منسوب کرتے ہیں مذہب حنبلی میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام
احمد بن حنبل ان صفات سے متعلق معانی کے اثبات کے قائل کبھی نہیں تھے۔ ان کا نظریہ تھا
کہ معنی اور کیف دونوں ہی علم الہی کے سپرد ہے۔

سلف کے قول ”امرار اللفظ علی ظاہرہ“ کی توضیح:

ہم نے سفیان بن عیینہ، زہری، کچول، مالک، اوزاعی، ثوری اور لیث بن سعد جیسے
اسلاف کا قول معمولی اختلاف کے ساتھ پڑھا کہ جب بھی اخبار صفات کی بات ان کے
سامنے آئی ان سب نے کہا ”امروہا کما جانت“ یعنی ان لفظوں کا کوئی معنی بیان نہ کیا
جائے۔ اہل تجسیم نے اسلاف کی ان عبارتوں کی توضیح اس طرح کی کہ ظاہری لفظ کو اس کے
محمل پر رکھا جائے گا بایں طور کہ بظاہر جو معنی لفظ سے متبادر ہے اس کی تشریح کی جائے گی مثلاً

یہ کا معنی ”ہاتھ“ لیا جائے گا۔ قدم کا معنی ”پاؤں“ لیا جائے گا۔ نزول کا معنی ”اترنا“ لیا جائے
گا، مگر یہ توضیح اسلاف کے نظریہ کی ترجمانی نہیں کرتی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ لغت میں
امرار کا معنی کسی چیز کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دینا ہے تاکہ وہ آسانی سے گذر جائے۔
القاموس میں ہے:

أمره علی الجسر: سلکھ فیہ۔ وأمره به جعله يمر به۔

(القاموس المحيط، باب الرأ، فصل المیم)

”أمره علی“ کا معنی ہے پل پر سے چلنا یا گذرنا۔ ”أمره به“ کا معنی ہے

اس نے اسے گذر جانے دیا۔

انہی میں ایک حدیث کے تحت ہے:

أمرت الشئی أمره امراراً، اذا جعلته يمر ای یذهب۔

(النهاية حرف ميم، باب الميم مع الرأ)

امررت الشئی کا معنی ہے جب کسی چیز کو جانے دیا جائے۔

ان لغوی تصریحات کی روشنی میں امروہا کو لازم پڑھا جائے یا متعدی دونوں ہی
صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ ان الفاظ کو پڑھ کر گذر جایا جائے، ان میں کسی طرح کا تعرض
نہ کیا جائے، لہذا جو لوگ ”امروا“ کا معنی یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ کو ظاہری معنی پر محمول کر دیا جائے
لغت کی تصریح ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ عربی کلام کو سمجھنے کا ایک بڑا ذریعہ لغت ہے اس لئے
ان کی بات کا اعتبار بھی نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ سلف نے اپنے اس
قول سے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اس کا ظاہر مراد ہے تو بھی ان حضرات کا مقصد
حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ ظاہر کا لغت اور اصول میں مختلف استعمال ہے، اس کا ایک معنی
غریب کا مقابل ہے جس کا مفہوم ہے کہ لفظ اگر بطریق مشہور مردی ہے تو اس کو محض زبان
سے ادا کیا جائے۔ ماضی قریب کے ترکی النسل محقق علامہ زاہد کوثری حنفی ابن قتیبہ کی کتاب

الاختلاف في اللفظ" کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:

أما يروى عن بعض السلف من اجراء أحاديث الصفات ومرارها على ظاهرها فليس بمعنى الظاهر المصطلح في أصول الفقه الذي يبقى حين ترجع الاحتمال الآخر بالدليل كالنجم عند شروق الشمس، ولا بمعنى ما يظهر للعامّة من اللفظ، بل بالمعنى المقابل للغريب الذي يتفرد بلفظه راو في إحدى الطبقات فيكون بمعنى امرار اللفظ على اللسان واجرائه عليه اذا كان اللفظ مرويا بطريق الظهور والشهرة في جميع الطبقات كما وقع اطلاق الظاهر بهذا المعنى في كلام الامام مالك وغيره. وقد يغالط بعضهم في ذلك فيضل ويضل فلزم التنبيه على ذلك. (تبد يد الظلام المخيم من نونية ابن القيم حاشية على السيف الصقيل في الرد على ابن زفيل للامام السبكي. ص ۱۹۲)

اسلاف سے احادیث صفات سے متعلق ان کو ظاہر پر محمول کرنے کی جو روایت آئی ہے اس کا معنی وہ نہیں ہے جو اصول فقہ میں دلیل کی بنیاد پر ایک احتمال کو رائج قرار دینے کے بعد باقی رہتا ہے جیسا کہ ستاروں کا سورج نکلنے کے بعد باقی رہنا ہے۔ نہ ”ظاہر“ کا معنی یہ ہے کہ جو عام لوگوں کو لفظ سے سمجھ میں آجاتا ہے بلکہ ”ظاہر“ کا معنی یہاں اس غریب کا مقابل ہے جس کی روایت کے کسی طبقہ میں کوئی راوی اپنے مروی الفاظ میں تہارہ گیا ہو۔ لہذا ایسی صورت میں یہ معنی ہوتا ہے کہ اگر وہ لفظ روایت کے تمام طبقات میں بطریق ظہور اور شہرت

مروی ہے (اور کسی طبقہ میں انفرادہ گیا ہے) تو اس لفظ کو زبان پر جاری رکھا جائے گا۔ اسی معنی کے اعتبار سے ”ظاہر“ کا اطلاق امام مالک اور دیگر ائمہ کے کلام میں واقع ہوا ہے۔ بعض لوگ اس میں غلطی کر جاتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں لہذا اس پر تنبیہ ضروری تھی۔

تاویل:

آیات صفات اور احادیث صفات سے متعلق دوسرا موقف تاویل کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جہاں کوئی بات واضح نہ ہو اس میں غور و فکر کر کے لفظ کے محتمل معانی میں سے کسی معنی کو قرینہ کی بنیاد پر متعین کر دیا جائے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث کی زبان عربی ہے، عرب اپنے کلام میں استعارہ اور کنایہ، حقیقت اور مجاز کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں، اس لئے ہر جگہ لفظ کا اگر حقیقی معنی مراد لیا جائے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو ایسے صفات سے متصف کرنا لازم آئے گا جو اس کی شان کے خلاف ہے۔ جبکہ ایک گروہ آیات صفات اور احادیث صفات میں شدت کے ساتھ تاویل کا مخالف ہے، اس کا ماننا ہے کہ سلف میں تاویل کا رواج نہیں تھا اس لئے ہمیں بھی تاویل سے دور ہی رہنا چاہئے۔ اس نظریہ کے حامی بعض حنابلہ، ابن تیمیہ اور ان کے تبعین ہیں۔ جبکہ پہلا موقف اشاعرہ اور ماتریدیہ کا ہے۔ بلفظ دیگر اہلسنت والجماعت کا موقف ہے۔ ہر ایک نے اپنے موقف پر دلائل دیئے ہیں اور دوسرے موقف کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ دونوں نظریات کے دلائل کا خلاصہ اور ان کا تحقیقی جائزہ درج ذیل ہے:

تاویل کا لغوی معنی:

مشہور لغوی علامہ ازہری (۳۷۰ھ) نے اپنی کتاب ”تہذیب اللغة“ میں ”اَوَّل“ کا درج ذیل مطلب بیان کیا ہے:

۱۔ اول، یؤل، تأویل، ثلاثی: آل یؤول اس کا معنی لوٹنا، واپس ہونا ہے۔

احمد بن حنبل سے ”تاویل“ اور ”تغییر“ کا معنی پوچھا گیا تو کہا اللہ الشئی، جمعته، و أصلحته، علامہ ازہری کہتے ہیں گویا تاویل کا معنی یہ ہوا کہ چند مشکل معنی کی توضیح ایسے الفاظ سے کی جائے جس میں پھر کوئی خفا نہ رہ جائے۔

بعض عرب نے اس کا استعمال یوں کیا ہے أول الله عليك أمرک یعنی اللہ آپ کے معاملات کو جمع کرے۔

جب کسی شخص کا کوئی سامان گم ہو جائے تو اس کے لئے بولتے ہیں أول الله عليك یعنی اللہ تعالیٰ آپ کا کھویا ہوا سامان لوٹا دے اور اسے جمع کر دے۔

عرب بولتے ہیں تسأولت فی فلان الأجر یعنی میں نے اس سے اجرت کا سوال کیا۔

علامہ لیث نے کہا التأول والتأویل، تفسیر الکلام الذی تختلف معانیہ ولا یصح الا بیان غیر لفظہ ایسا کلام جس کے چند معانی ہوں اس کی تفسیر دوسرے لفظ سے کی جائے۔

بجھ آ گئے لکھتے ہیں:

قال أبو عبيدة في قول الله تعالى وما يعلم تأويله الا الله (آل عمران ۷) التأويل المرجع والمصير مأخوذ من آل يؤل الى كذا أى صار اليه وأولته صيرته

(تہذیب اللغة ج ۱۵ ص ۳۲۹، ۳۳۰)

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ تاویل اور تفسیر کا فرق بتاتے ہوئے علامہ ابو منصور ازہری نے کئی اقوال ذکر کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ”تاویل“ اور تفسیر میں کوئی فرق نہیں، ساتھ ساتھ ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے:

وقال بعضهم التفسير كشف المراد عن اللفظ المشكل والتأويل رد أحد المحتملين الى ما يطابق الظاهر (تہذیب اللغة ۱۲/۲۸۳)

بعض لوگوں نے تفسیر اور تاویل کا معنی الگ الگ بتایا ہے، تفسیر کا مطلب لفظ مشکل کی مراد کو واضح کرنا اور تاویل کا مطلب لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی کو ایسے معنی کی طرف پھیر دینا ہے جو ظاہری سیاق کے مطابق ہو۔

علامہ ازہری کی ان عبارتوں کا مفاد یہ ہے کہ چوتھی ہجری میں تاویل کا دو معنی مستعمل تھا۔ اول معنی لوٹنا، لوٹانا، بکھری ہوئی چیزوں کو اکٹھا کرنا، نیز کسی لفظ کے چند معانی ہوں مگر اس کا معنی اول واضح نہ ہو تو دوسرے آسان لفظ سے اس کی تشریح کر دینا۔

دوم: کسی لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی ایک کو ظاہری سیاق کی بنیاد پر رائج قرار دینا۔

لسان العرب میں تاویل کا معنی: علامہ ابن منظور افریقی نے تاویل کے تمام مشتقات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، ہر ایک پر قرآن کریم، حدیث رسول اور اقوال صحابہ و اصحاب لغت سے استشہاد بھی پیش کیا ہے۔ ان تمام معانی کا مفاد بھی مذکورہ دو معانی یعنی (۱) لوٹنا اور (۲) تفسیر کرنا، ہے۔ لکھتے ہیں:

أول: الأول، الرجوع آل الشئی يؤول أولا ومألا رجع وأول اليه الشئی رجعه وألت عن الشئی ارتددت وأول الكلام وتأوله دبره وقدره، وأوله وتأوله فسرہ وفي حديث ابن عباس اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل

قال ابن الأثير هو من آكل الشئ يؤول الى كذا أي
رجع وصار اليه والمراد بالتأويل نقل ظاهر اللفظ
عن وضعه الأصلي الى ما يحتاج الى دليل لولاه ماترك
ظاهر اللفظ.

(لسان العرب، ابن منظور أفريقي: ج ١١ ص ٣٣، حرف اللام،
فصل الهزء)

اول کا معنی "لوٹنا" ہے، اول الکلام و تأولہ کا مطلب "اندازہ
لگانا، تدبیر کرنا، تفسیر کرنا" ہے۔ ابن عباس کی حدیث میں ہے اے
اللہ انہیں (ابن عباس کو) دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما۔ ابن اثیر
نے "آل الشئ" کا معنی بتایا کہ "لوٹنا اور پھرنا" اور "تادیل" کا
مطلب یہ بتایا دلائل و قرائن کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو معنی وضعی یا اصلی
سے کسی ایسے دوسرے معنی کی طرف نقل کر دیا جائے کہ دلیل نہ ہو تو
اس معنی کی طرف نقل کر درست نہ ہو۔

تاج العروس میں ہے:

التأويل فهو تبیین معنی المتشابه والمتشابه هو ما لم
يقطع بفحواه من غير تردد فيه وهو النص

وقال الراغب التأويل، رد الشئ الى الغاية المرادة منه
قولا كان او فعلا

وفى جمع الجوامع هو حمل الظاهر على المحتمل
المرجوح فان حمل لدليل فصحيح أولا يظن دليل
ففساد أولا لشئى فلعلم لا تأويل

قال ابن الكمال التأويل صرف الآية عن معناها

الظاهر الى معنى تحتمله اذا كان المحتمل الذى
تصرف اليه موافقا للكتاب والسنة

قال ابن جوزى التأويل نقل الكلام عن موضعه الى
ما يحتاج فى اثباتها الى دليل لولاه ماترك ظاهر اللفظ
وقال بعضهم التأويل رد أحد المحتملين الى ما يطابق
الظاهر (تاج العروس لمرتضى لتأويل رد أحد
المحتملين الى ما يطابق الظاهر

(تاج العروس لمرتضى حسن الزبيدي ٢٨٠/٣٣)

تساہیات کے معنی کی تعیین کرنے کو تاویل کہتے ہیں۔

علامہ راغب کے مطابق کسی چیز کو معنی مقصود کی طرف قولاً یا فعلاً لوٹا دینا
تاویل ہے۔

صاحب جمع الجوامع نے تاویل کی تعریف میں کہا ظاہری لفظ کو کسی محتمل
مرجوح معنی پر محمول کر دیا جائے اگر کسی دلیل کی بنیاد پر محمول کیا گیا
تو درست ہے، محض دلیل کا ظن ہونے پر محمول کیا گیا تو فاسد ہے اور
اگر بغیر دلیل کی بنیاد پر لفظ کو کسی دوسرے معنی پر محمول کیا جائے تو کھلواڑ
ہوگا تاویل نہیں۔

ابن کمال کہتے ہیں آیت کو معنی ظاہر سے معنی محتمل کی طرف اس طور پر
لوٹا دیا جائے کہ وہ معنی محتمل کتاب و سنت کے مطابق ہو۔

ابن جوزی کہتے ہیں کلام کو اپنے موضع اصلی سے دلیل کی بنیاد پر ایسی
طرف پھیر دیا جائے جس کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے اگر دلیل نہ
ہوتی تو ظاہری لفظ کا ترک درست نہیں ہوتا۔

بعض لغویوں نے کہا لفظ کے دو مختلف معانی میں سے کسی ایسے معنی کی طرف پھیر دیا جائے جو ظاہر کے مطابق ہو۔

مذکورہ علماء لغت کے اقوال کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ تاویل کے تین معنی ہیں :
اول : مرجع، مصیر اور انجام۔ دوم : تفسیر، توضیح اور بیان۔ سوم : دلیل کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو چھوڑ کر ایسے معانی کی طرف پھیر دیا جائے جس کا اثبات ضروری ہو۔

تاویل میں علماء کی رائے :

تاویل سے متعلق محققین کی دو رائے ہیں ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آیات اور احادیث متشابہات میں تاویل کرنا کسی طرح درست نہیں جبکہ دوسرا گروہ آیات و احادیث متشابہات میں تاویل کو ضروری سمجھتا ہے۔ ذیل میں ہر ایک کی دلیل اور مذہب کی تفصیل ملاحظہ کیجئے :

تاویل کرنا درست ہے :

آیات و احادیث متشابہات میں تاویل کرنا جمہور اشاعرہ اور ماتریدیہ کا موقف ہے۔ یہی نظریہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔ ”تاویل“ کے ثبوت میں وہ قرآن، احادیث اور آثار سے دلائل پیش کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا حضرت عبداللہ ابن عباس کے لئے یہ دعا کرنا ”اے اللہ انہیں فقہ کی سمجھ اور قرآن کی تاویل کا علم عطا فرما“ تاویل کے جواز میں سب سے بڑی دلیل ہے۔ ترتیب وار تمام دلائل ملاحظہ کریں :

تاویل کے جواز پر قرآن سے دلیل :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نسوا اللہ فتنسہم (۶/۹) انا نسیناکم (۳۲/۱۴)

ان دونوں آیتوں میں ”نسیان“ کی تاویل ”ترک“ سے کی گئی ہے، یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ترک کر دیا، کیونکہ ”نسیان“ کو معنی حقیقی پر محمول کرتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ اس صفت سے متصف ہے مگر اس کا نسیان ہمارے نسیان کی

طرح نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ اپنی ذات سے صفت ”نسیان“ کی نفی اس طرح کی ہے وما کان ربک نسیا (۱۹/۶۳) (آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے) اسی طرح وہ تمام آیتیں یا احادیث جن میں سمع، بصر، حرکت، نزول، یہ وارد ہوئے ہیں کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اللہ ان تمام صفات سے متصف ہے مگر ہماری طرح نہیں بلکہ ان سب کے معنی کی صحیح تاویل کی جائے گی اور اس کا معنی حقیقی اللہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

تاویل کے جواز پر حدیث سے دلیل :

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

یما ابن آدم مرضت فلم تعدنی، قال کیف أعودک أنت

رب العالمین، قال أما علمت أن عبدی فلانا مرض فلم

تعدہ، أما علمت أنك لو عدته لوجدتني عنده، الخ

اس حدیث کے معنی میں بھی یہ کہنا کسی طرح درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں مریض کے پاس موجود ہوتا ہے نہ ہی یہ کہنا درست ہوگا کہ اللہ بیمار ہوتا ہے مگر اس کی بیماری ہماری طرح نہیں جیسا کہ تاویل نہ کرنے والوں نے کہا، اس لئے لاحال ان الفاظ کی تاویل کرنی ہی پڑے گی اور لفظ کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر تاویل کا سہارا یقیناً لینا پڑے گا۔ امام نووی نے اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا :

معنی وجدتنی عنده أى وجدت ثوابی وکرامتی

(شرح مسلم للمنوی ۱۲/۱۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۹۲ھ)

”تو مجھے اس کے پاس پاتا“ کے معنی یہ ہے کہ تو میرا ثواب اس کے

پاس پاتا۔

آثار صحابہ و تابعین سے تاویل کا جواز :

آثار صحابہ و تابعین اسی جانب اشارہ کرتے ہیں، امام مجتہد، مفسر، لغوی علامہ طبری کی

تفسیر، امام بخاری کی صحیح، امام تہقی کی الاسماء والصفات اور فخر بن معلم کی ”نجم المہندی“ میں صحابہ و تابعین کے درجنوں ایسے اقوال ملیں گے جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بعض اسلاف نے بھی آیات و احادیث صفات میں تاویل کا موقف اپنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یوم یکشف عن ساق وید عون الی السجود (۳۲/۶۸) امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال جماعة من الصحابة والتابعین من أهل التأویل یبدو عن أمر شدید عن ابن عباس قال هو یوم حرب وشدّة.

عن سعید بن جبیر قال عن شدّة الأمر.

عن قتادة قال عن أمر فظیع جلیل.

(تفسیر جامع البیان للطبری، سورة القلم، آية ۴۱، ۴۲)

تاویل کرنے والے صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”ساق“ سے مراد قیامت کے دن کی ہولناکی اور شدت ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

قال عبد الرزاق عن معمر عن قتادة فی قوله ”یوم یکشف عن ساق“ قال عن شدّة أمر.

وعند الحاكم من طریق عکرمۃ عن ابن عباس قال هو یوم کرب وشدّة. قال الخطابی فیکون المعنی یکشف عن قدرته الی تنکشف عن الشدّة والکرب و ذکر غیر ذلك من التأویلات قال الاسماعیلی هذه أصح لموافقته لفظ القرآن فی الجملة، لا یظن عن أن الله

تعالیٰ ذو أعضاء وجوارح لما فی ذلك من مشابهة المخلوقین، تعالیٰ الله عن ذلك لیس کمثله شئی۔

(فتح الباری، کتاب تفسیر القرآن، باب یوم یکشف عن ساق ۳۲۸/۱۲)

عبدالرزاق نے معمر، انھوں نے قتادہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا قول ”یوم یکشف عن ساق“ کا مطلب معاملہ کی ہولناکی نقل کیا ہے۔

حاکم نے ابن عباس کے حوالہ سے اس کا مطلب ”بختی کا دن“ روایت کیا ہے۔ علامہ خطابی نے کہا اللہ کی قدرت کا ظہور بختی اور کرب کی صورت میں ہوگا، اس کی اور کئی تاویلیں بیان کی گئی ہیں۔

علامہ اسماعیلی نے کہا یکشف عن ساق کی مذکورہ تاویلیں سب سے اصح ہیں کیونکہ اس میں الفاظ قرآن کی پوری موافقت ہو رہی ہے۔ یہ شبہ بھی نہیں ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح سے متصف ہے، جیسا کہ اس معنی میں مخلوق سے اللہ کی مشابہت لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اس جیسا کچھ بھی نہیں۔

آیت کریمہ ”والسما بنیناها بأید وانا لموسعون“ (۲۷/۵۱) کے تحت

علامہ طبری فرماتے ہیں:

والسما رفعناها بقوة قال أهل التأویل، ذکر من قال ذلك حدثنی علی، قال ثنا أبو صالح، قال ثنی معاویة، عن علی، عن ابن عباس، قوله ”والسما بنیناها بأید“ یقول بقوة.

حدثنی محمد بن عمرو، قال ثنا أبو عاصم، قال ثنا عیسیٰ وحدثنی الحارث، قال ثنا الحسن، قال ثنا

ورقاً جميعاً عن ابن أبي نجیح، عن مجاهد، قوله
"بأيدٍ قال بقوة".

حدثنا يزيد قال ثنا سعيد، عن قتادة "والسما بنيناها
بأيدٍ" أي بقوة.

حدثنا بشر، قال ثنا يزيد، قال ثنا سعيد، عن قتادة
"والسما بنيناها بأيدٍ" أي بقوة.

حدثنا ابن المثنى قال ثنا محمد بن جعفر، قال ثنا
شعبة عن منصور أنه قال في هذه الآية والسما
بنيناها بأيدٍ قال بقوة.

حدثني يونس، قال أخبرنا ابن وهب، قال قال ابن
زيد، في قوله "والسما بنيناها بأيدٍ" قال بقوة.

حدثنا ابن حميد، قال ثنا مهران، عن سفيان "والسما
بنيناها بأيدٍ" قال بقوة.

(تفسير طبري)

"ايد" کا معنی مذکورہ آیت میں "قوت" ہے۔ علماء تاویل میں ابن
عباس، مجاهد، منصور، ابن زید اور سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا
یہی معنی بتایا ہے۔

آیت فالیوم ننسأهم کما نسأ لقاء یومهم هذا (۵۱/۷) کے تحت علامہ طبري
فرماتے ہیں:

حدثنا وكيع، قال أبی عن سفيان عن جابر عن
مجاهد فالیوم ننسأهم قال نسأ نسأ فی العذاب.

حدثنا محمد بن عبد الأعلى قال ثنا محمد بن ثور
عن معمر عن ابن أبي نجیح عن مجاهد "فالیوم
ننسأهم" قال نتركهم کما تركوا لقاء یومهم هذا.

مجاہد نے اس کی تاویل میں کہا آج (روز قیامت) انہیں ایسا ہی چھوڑ
دیں گے جیسا کہ انہوں نے روز قیامت کا ذکر بھلا دیا تھا۔

حدثني المثنى، قال ثنا عبد الله بن صالح قال ثني
معاوية عن علي عن ابن عباس "فالیوم ننسأهم کما
نسأ لقاء یومهم هذا" قال نتركهم من الرحمة کما تركوا
أن يعملوا اللقاء یومهم هذا.

ابن عباس نے فرمایا انہیں رحمت سے دور رکھیں گے جیسا کہ دنیا میں
انہوں نے روز قیامت کی تیاری سے اپنے آپ کو دور رکھا تھا۔

آپنا اور بعد علامہ طبري فرماتے ہیں:

وتأويل الكلام فالیوم نتركهم فی العذاب کما تركوا
العمل فی الدنيا لقاء الله یوم القيامة وكما كانوا
بأسیات الله یسجدون، وهی حججه التي احتج بها
عليهم من الأنبياء والرسل والكتب وغير ذلك.

(جامع البیان فی تفسیر القرآن، الأعراف ۵۱)

آیت کی تاویل یہ ہے ہم کافروں کو عذاب میں چھوڑ دیں گے جس
طرح کہ انہوں نے دنیا میں روز قیامت اللہ سے ملنے کی تیاری کا عمل
چھوڑ دیا تھا، اور جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے
تھے۔ یہ وہی حجت ہے انبیاء و رسل اور کتب وغیرہ بھیج کر جس کے

ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دلیل قائم فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”وجاء ربك والملك صفا صفا“ (۲۲/۸۹)
حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت امام احمد بن حنبل کا قول علامہ بیہقی کے حوالہ سے
اس طرح بیان کیا:

روى البيهقي عن الحاكم، عن أبي عمرو بن السماك،
عن حنبل، أن أحمد بن حنبل تأول قول الله تعالى
”وجاء ربك“ (۲۲/۸۹) أنه جاء ثوابه ثم قال البيهقي
وهذا اسناد لا غبار عليه.

(البدایة والنهاية ۳۶۱/۱۰)

امام احمد بن حنبل نے مذکورہ آیت کی تاویل میں کہا اس کا (اللہ تعالیٰ
کا) ثواب آیا۔ ابن کثیر بیہقی کے حوالہ سے کہتے ہیں امام احمد بن حنبل
تک یہ بالکل مستند حوالہ سے پہنچتی ہے اور اس سند میں کوئی شک نہیں۔
علامہ ابن کثیر کی یہ عبارت بھی امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے قابل مطالعہ ہے جو اس
عبارت سے چند سطر پیشتر مذکور ہے:

نكر البيهقي كلام الامام أحمد، في رؤية الله في الدار
الأخرة، واحتج بحديث صهيب في الرؤية وهي زيادة و
كلامه في نفى التشبيه وترك الخوض في الكلام، والتمسك
بما ورد في الكتاب والسنة عن النبي ﷺ وأصحابه
(مرجع سابق)

بیہقی نے امام احمد بن حنبل کا کلام آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت سے
متعلق ذکر کیا ہے، اور رویت سے متعلق حدیث صہیب سے دلیل

پیش کی ہے۔ یہ متن میں زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تشبیہ کی نفی اور اس
بارے میں کلام نہ کرنا امام کا موقف ہے اور یہ کہ قرآن اور سنت میں
نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب سے جو مروی ہے وہی ان کے
نزدیک دلیل ہے۔

قال الامام ابن دقيق العيد رحمة الله تعالى في العقيدة
نقول في الصفات المشكلة انها حق وصدق على المعنى
الذي اراده الله ومن تأولها نظرنا فان كان تأويله قريبا
على مقتضى لسان العرب لم ننكر عليه وان كان بعيدا
توقفنا عنه ورجعنا الى التصديق مع التنزيه، وما كان
منها معناه ظاهرا مفهوما من تخاطب العرب حملناه عليه
كقوله تعالى يا حسرتى على ما فرطت في جنب الله.

امام ابن دقیق السعید نے کہا اللہ تعالیٰ کے جو مشکل صفات نصوص میں
وارد ہوتے ہیں وہ حق اور سچ ہیں۔ ان کا وہی معنی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ
نے لیا ہے۔ اگر اس میں کوئی تاویل کرتا ہے تو ہم اس میں غور کریں
گے کہ اس کی تاویل عربی لغت سے قریب ہے یا نہیں، اگر قریب ہے تو
اس کا انکار نہیں کریں گے اور اگر عربی زبان کے متفقین سے بعید ہوگی تو
توقف کریں گے اور ہمارا موقف تصدیق مع التنزیہ کا ہوگا۔ نصوص میں
جن کا معنی ظاہر اور کلام عرب میں سمجھنے کے قابل ہوگا اس کو اسی پر محمول
کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ”یا حسرتی“ میں معنی ظاہر اور
منہوم ہے۔

تاویل اور صفات سے متعلق ہم علامہ ابن حجر کے اس قول فیصل پر اپنی بات ختم کرتے

فمن أجرى الكلام على ظاهره أفضى به الى التجسيم
ومن لم يتضح له وعلم أن الله منزّه عن الذي يقتضيه
ظاهرها وأما أن يكذب نقلتها أما أن يؤولها
(فتح الباری ۱۳/۱۸۳، ۴۳۲)

جس نے کلام کو ظاہر پر محمول کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت
کر دیا۔ جن کے لئے ان نصوص کا معنی واضح نہیں ہو سکا انہوں نے یہ
مانا کہ ان نصوص کے ظاہر سے جو متبادر ہے اللہ تعالیٰ ان سے پاک
ہے۔

وفيه دليل أيضا على أن التشابه لا ينبغي لأن يذكر
عند العامة وضابط ذلك أن يكون ظاهر الحديث يقوى
البدعة وظاهره في الأصل غير مراد فالامساك عنه عند
من يخشى عليه الأخذ بظاهره مطلوب. والله تعالى أعلم
(فتح الباری ۲۲۵/۱، بیروت)

اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ تشابہات کا ذکر عام لوگوں کی
محفل میں نہ کیا جائے۔ اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ حدیث کا ظاہر
اگر بدعت کو تقویت دیتا ہے اور فی الحقیقت وہ مراد نہیں تو اس کے ظاہر
سے استدلال کرتے ہوئے ان کے سامنے اس کو بیان کرنے سے
گریز کیا جائے گا۔

اس تفصیل کی روشنی میں باسانی کہا جاسکتا ہے کہ مطلقاً یہ سمجھنا درست نہیں کہ ”تفویض“
سلف کا مذہب ہے اور ”تاویل“ خلف کا مذہب ہے بلکہ سلف نے بھی بعض جگہ تاویل سے
کام لیا ہے، اور خلف کے نزدیک دونوں رجحان موجود ہیں، تاہم اتنا ضرور ہے کہ سلف میں

”تفویض“ کا رجحان زیادہ اور خلف میں ”تاویل“ کا رجحان زیادہ ہے۔ دونوں ہی
نظریات سالم ہیں۔ لہذا جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ایسے صفات وارد ہوئے ہیں جن
سے تشبیہ لازم آتی ہے ان میں تاویل و تفویض دونوں ہی سلف کا طریقہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
امام بخاری اور تاویل:

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک حدیث ذکر کی ہے، جس میں ایک انصاری کی مہمان
نوازی کا تذکرہ ہے، صبح جب انصاری بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ
نے فرمایا لقد ضحك الله الليلة، أو عجب، من فعلكما ”تم لوگوں نے رات
جس طرح مہمان نوازی کا حق ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ضحک فرمایا۔“

ضحک کا حقیقی معنی ہے ہنسنا مگر امام بیہقی امام بخاری کے حوالہ سے اس حدیث کی تخریج
کرنے کے بعد لکھتے ہیں قال البخاری: معنى الضحك ”الرحمة“ امام بخاری نے
کہا کہ ضحک کا معنی ”رحمت“ ہے۔ (الاسماء والصفات ۲/۲۱۸، دارالکتب العربی، بیروت ۱۹۹۳ء)
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

روى الفريبري، عن محمد بن اسماعيل البخاري
رحمه الله تعالى أنه قال معنى الضحك فيه ”الرحمة“
(مرجع سابق)

فريبري نے امام بخاری سے روایت کیا کہ حدیث میں ”ضحک“ کا معنی
”رحمت“ ہے۔

بیہقی نے امام بخاری کی تائید میں امام ابوسلیمان کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال أبو سليمان قول أبي عبد الله قريب، وتأويله
على معنى الرضى لفعلهما أقرب وأشبه، ومعلوم أن
الضحك من ذوى التمييز يدل على الرضى والبشر،
والاستهلال منهم دليل قبول الوسيلة، ومقدمة انجاح

الطلبة، والكرام يوصفون عند المسئلة بالبشر وحسن اللقاء، فيكون المعنى في قوله يضحك الله الى رجلين أي نجذل العطاء لهما لأنه موجب الضحك ومقتضاه (الأسماء والصفات ۲۱۸/۲، دار الكتاب العربي، بيروت، سنة ۱۹۹۳ء) امام ابو سليمان نے فرمایا ابو عبد اللہ (امام بخاری) کی بات قریب ہے۔ لفظ ضحک کی تاویل ”رضا“ سے کرنا انصاری میزبان کے فعل سے قریب ترین ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ کسی عاقل کے ”ضحک“ کا مطلب اس کی رضا ہوتی ہے، اس کی جانب سے اس کی ابتداء عا کے حصول کی دلیل ہوتی ہے۔ معززین کا یہ طریقہ ہے کہ جب ان سے کچھ سوال کیا جاتا ہے تو ان کے چہرہ پر خوشیوں کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس تشریح کے بعد حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر اپنی نوازشات کے دروازے کھول دیے کیونکہ ”ضحک“ کا تقاضا ہی یہی ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابو سليمان نے نہ صرف یہ کہ امام بخاری کی تائید کی بلکہ اس کی ایک اور تاویل ”رضا“ سے بھی کی۔

علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

نسبة الضحك والتعجب الى الله تعالى مجازية والمراد بهما ”الرضا بصنيعهما“

(فتح الباری، ۷/ کتاب المناقب، باب قول الله تعالى ويؤثرون على أنفسهم) ”ضحک اور تعجب“ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مجاز ہے، اس کا مطلب ان دونوں کے فعل پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

امام خضر بن شميل اور تکويل:

بخاری اور مسلم میں انس بن مالک سے ایک حدیث مروی ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

لا تزال جهنم يلقى فيها وتقول هل من مزيد؟ حتى يضع رب العزة فيها قدمه فينزوي بعضها الى بعض فتتمثلن۔

(دفع شبه التشبيه بألف التنزيه اراء دار الامام النووي، اردن ۱۹۹۲) جہنمی جہنم میں ڈالے جاتے رہیں گے جہنم مزید اور مزید کا سوال کرتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قدم پا کر رکھے گا پھر جہنم سکڑ جائے گی اور وہ بھر جائے گی۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

روى أبو بكر البيهقي عن النضر بن شميل أنه قال القدم ههنا الكفار الذين سبق في علم الله أنهم من أهل النار وقال أبو منصور الأزهري القدم هم الذين قدم الله بتخليد هم في النار۔

(مرجع سابق)

نضر بن شميل کہتے ہیں ”قدم“ سے مراد کفار ہیں جن کا جہنمی ہونا علم الہی میں پہلے سے موجود ہے۔ ابو منصور ازہری نے کہا ”قدم“ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ جہنم کے لئے مقدم کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے حضرت حسن بصری کے حوالہ سے بھی ”قدم“ کا یہی معنی مزید تشریح کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں قدم سے مراد ایسے برے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جہنم میں مقدم رکھے گا۔

واضح رہے کہ ابن شميل دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں پیدا ہوئے ہیں اور

حسن بصری حضرت عمر کی خلافت کے آخری دور میں پیدا ہوئے۔ ابن جوزی نے امام بیہقی کی عبارت بالمعنی نقل کی ہے۔ اصل عبارت "الاسماء والصفات" ج ۲ ص ۸۷ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

اسی حدیث کی تشریح میں امام حافظ، محدث ابن حبان نے "قدم" سے مراد جہنم لیا ہے، فرماتے ہیں:

قال أبو حاتم هذا الخبر من الأخبار التي أطلقت بتمثيل المجاورة وذلك أن يوم القيامة يلقي في النار من الأمم والأمكنة التي يعصى الله عليها فلا تزال تستزيد حتى يضع الرب جل وعلا موضعا من الكفار والأمكنة في النار فتتلتى فتقول قط قط تريد حسبى حسبى لأن العرب تطلق في لغتها اسم القدم على الموضع قال الله جل وعلا لهم قدم صدق عند ربهم. يريد موضع صدق لأن الله جل وعلا يضع

قدمه في النار ربنا وتعالى عن مثل هذا وأشباهه (صحيح ابن حبان ۵۰۲/۱، ذكر خبر شنع به أهل البدع على أئمتنا حيث حرموا التوفيق لاندراك معناه، حديث رقم: ۲۶۸)

امام مالک اور تاویل:

امام مالک نے حدیث نزول میں "نزول" کا معنی "نزول امر" بتایا ہے۔ علامہ ذہبی نقل کرتے ہیں:

قال ابن عدي حدثنا محمد بن هارون بن حسان حدثنا صالح بن أيوب، حدثنا حبيب بن أبي حبيب حدثني مالك، قال يتنزل ربنا تبارك وتعالى أمره،

فأما هو فدائم لا يزول. قال صالح فذكرت ذلك ليحيى بن بكير فقال حسن والله ولم أسمع من مالك قلت لا أعرف صالحا، وحبيب مشهور والمحفوظ عن مالك رحمه الله رواية الوليد بن مسلم أنه سأله عن أحاديث الصفات، فقال أمرها كما جاءت بلا تفسير فيكون للامام في ذلك قولان ان صححت رواية حبيب (سير أعلام النبلاء ۱۰۴/۸)

مالک کہتے ہیں کہ نزول باری کا معنی امر باری کا نزول ہے، کیونکہ ذات باری صفت دوام سے متصف ہے اس کو زوال نہیں۔ صالح کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن بکیر سے امام مالک کی اس بات کا تذکرہ کیا، انہوں نے کہا بخدا بہت خوب توضیح ہے، میں نے تو مالک سے نہیں سنا۔

(امام ذہبی کہتے ہیں) اس سند میں مذکور صالح کو میں نہیں جانتا، حبیب معروف ہیں۔ مسئلہ صفات میں امام مالک کا محفوظ قول وہی ہے جس کو ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ انہوں نے امام مالک سے احادیث صفات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ان عبارتوں کو اپنے حال پر رہنے دو۔ ان کی تفسیر کی کوئی ضرورت نہیں۔ ذہبی کہتے ہیں اگر حبیب کی روایت کو صحیح مان لیا جائے تو اس مسئلہ میں امام مالک کے دو قول ہوں گے۔

میری رائے یہ ہے کہ علامہ ذہبی نے صالح پر کلام کر کے ولید بن مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے مگر میری ناقص رائے میں امام مالک کا یہی قول رائج ہے کیونکہ یہ ایک دوسری معتد سند سے بھی مذکور ہے جس کا ذکر امام ابن عبد البر نے کیا ہے۔ اس روایت کے معتمد ہونے

ہی کی وجہ سے امام نووی نے بھی اپنی شرح میں ذکر کیا۔ دونوں ائمہ کی عبارت یکے بعد دیگرے ملاحظہ کیجئے، ابن عبد البر فرماتے ہیں:

وأما قوله في هذا الحديث ينزل تبارك وتعالى إلى سماء الدنيا فقد أكثر الناس التنازع فيه، والذي عليه جمهور أئمة أهل السنة أنهم يقولون ينزل كما قال رسول الله ﷺ ويصدقون بهذا الحديث ولا يكيفون والقول في كيفية النزول كالقول في كيفية الاستواء والمجئ، والحجة في ذلك واحدة، وقد قال قوم من أهل الأثر أيضا أنه ينزل أمره، وتنزل رحمته، وروى ذلك عن حبيب كاتب مالك وغيره وأنكر منهم آخرون وقالوا هذا ليس بشئ لأن أمره ورحمته لا يزالان ينزلان أبدا في الليل والنهار، وتعالى الملك الجبار الذي إذا أراد أمرا قال له كن فيكون في أي وقت شاء، ويختص برحمته من يشاء، متى شاء، لا اله الا هو الكبير المتعال. وقد روى محمد بن علي الجبلي وكان من ثقات المسلمين بالقيروان، قال حدثنا جامع بن سودة بمصر، قال حدثنا مطرف عن مالك بن أنس أنه سئل عن الحديث ان الله ينزل في الليل إلى سماء الدنيا، فقال مالك يتنزل أمره. وقد يحتمل أن يكون كما قال مالك رحمه الله.

(التمهيد لما في الموطأ من الأسانيد ١٤٣/٧)

علامہ ابن عبد البر نے امام مالک سے منسوب ایک معتمد سند ذکر کرنے کے علاوہ اہل روایت کی ایک قوم کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی ہے، لہذا امام مالک کا یہی قول رائج مانا

جائے گا اور علامہ ذہبی کے کلام کا کوئی اثر بھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ دوسری سند معتمد ہے۔ امام نووی کی عبارت یہ ہے:

تأولوا هذا الحديث تأويلين أحدهما تأويل مالك بن أنس وغيره، معناه تنزل رحمته وأمره وملائكته كما يقال فعل السلطان كذا إذا فعله أتباعه بأمره والثاني أنه على الاستعارة ومعناه الاقبال على الداعين بالاجابة والطف (المنهاج شرح مسلم بن الحجاج ٣٧٦/٦ دار احياء التراث العربى، بيروت، ١٣٩٩هـ)

اس حدیث کی علماء نے دو تاویل کی ہیں۔ ایک تاویل مالک بن انس اور ان کے علاوہ علماء کی ہے انہوں نے کہا کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا امر، اس کی رحمت اور فرشتوں کا اترنا، جیسا کہ اگر بادشاہ کے خدام اس کے حکم سے کوئی کام کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے بادشاہ نے ایسا کیا۔ دوسری تاویل اس کی یہ ہے کہ اس میں بطور استعارہ وعاء کی قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔

امام ترمذی اور تاویل:

روز قیامت سے متعلق ایک طویل حدیث جس میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا بیان ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں:

وقد روى عن النبي ﷺ روايات كثيرة مثل هذا ما يذكر فيه أمر الرؤية أن الناس يرون ربهم، وذكر القدم وما أشبه هذه الأشياء والمذهب في هذا عند أهل العلم من الأئمة مثل سفيان الثوري ومالك بن أنس وسفيان بن عيينة وابن المبارك ووكيع وغيرهم أنهم رويوا هذه

الأشياء وقالوا تروى هذه الأحاديث وتؤمن بها ولا يقال كيف، وهذا الذي اختاره أهل الحديث أن يرووا هذه الأشياء كما جاءت، ويؤمن بها ولا تفس، ولا يتوهم، ولا يقال كيف، وهذا أمر أهل العلم الذي اختاروه وذهبوا إليه ومعنى قوله في الحديث فيعرفهم نفسه يعني يتجلى لهم.

(سنن الترمذی ۴ ریاب ماجا، فی خلود أهل الجنة وأهل النار)

امام ترمذی نے اس عبارت میں اسلاف کا موقف ذکر کرنے کے بعد ”يعرفهم نفسه“ کے معنی کی تیسریں ”يتجلى لهم“ سے کی ہے۔ بالفاظ دیگر عرفان کی تاویل تجلی سے کی ہے۔ جن ائمہ کا موقف امام ترمذی نے اوپر بیان کیا ان سے بھی قرآن کریم کی بعض آیتوں کی تاویل منقول ہے، امام ذہبی نے امام سفیان ثوری کی سوانح کے ضمن میں لکھا:

أن معدان سأل الثوري عن قوله تعالى وهو معكم أينما كنتم، فقال بعلمه

(سير أعلام النبلاء، ۷/۲۷۴)

تشبیہ:

اس عقیدہ کی بنیاد قرآن وحدیث میں وارد الفاظ تشابہات کے ظاہر پر ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ لفظ سے جو معنی مراد متبادر ہے وہی مقصود بھی ہے۔ لہذا قرآن کریم میں وارد ”یہ“ ”وجہ“ ”استواء“ یونہی حدیث میں ”صورة“ وغیرہ جیسے الفاظ اپنے معنی حقیقی پر محمول ہیں۔ اس نظریہ کے علمبردار عام طور پر شیعوں کا غالی فرقہ اور محدثین کی حشویہ سے تعلق رکھنے والی جماعت ہے۔ اس نظریہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا روح اور جسم سے مرکب ایک کامل انسان ہونا لازم آتا ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنے رب سے لیس و مصافحہ کو بھی جائز قرار دیا ہے

بلکہ وہ اس حد تک تسلیم کرتے ہیں کہ مخلص اہل ایمان ریاضت و مجاہدہ کی وجہ سے آخرت کیا دنیا میں بھی سناٹہ کر سکتے ہیں۔

اس عقیدہ کی گراہی کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ”لیس کمثلہ شئی“ ہی کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ فکر حشوی اللہ تعالیٰ کو کامل انسان مانتی ہے جو نقل اور عقل کسی بھی اعتبار سے درست نہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں:

وقد قال بعض العلماء المحققين التوحيد اثبات ذات غير مشبهة للذوات ولا معطلة من الصفات وزاد الواسطي رحمه الله تعالى بيانا فقال ليس كذاته ذات ولا كاسمه اسم، ولا كفعله فعل ولا كصفته صفة الا من جهة موافقة اللفظ، وجلت الذات القديمة أن يكون لها صفة حديثة، كما استحال أن يكون للذات المحدثه صفة قديمة، وهذا كله مذهب أهل الحق والسنة والجماعة رضى الله تعالى عنهم.

(الجامع لاحكام القرآن، سورہ شورہ، زیر آیت: ۱۱)

بعض محققین علماء نے فرمایا توحید یہ ہے کہ ذات باری کا ثبوت کسی دوسری ذات کی مشابہت کے بغیر تسلیم کیا جائے اور نصوص میں وارد صفات سے عاری بھی نہ سمجھا جائے۔ علامہ واسطی نے مزید توضیح کے ساتھ فرمایا ذات باری کی طرح کوئی اور ذات نہیں، اس کے نام کی طرح کوئی اور نام نہیں، اس کے فعل کی طرح کوئی اور فعل نہیں اور اس کی صفت کی طرح کوئی اور صفت نہیں، صرف اس قدر ہے کہ جہت لفظ سے ان کی موافقت ہو۔ ذات باری قدیم ہے، محال ہے کہ اس کی کوئی

حادث صفت ہو اسی طرح جیسا کہ یہ محال ہے کہ کسی حادث ذات کے لئے قدیم صفت ہو۔ یہ اہل حق اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے۔

الحاصل قرآن کریم، احادیث نبویہ بالخصوص احادیث قدسیہ میں ایسی صفتوں کا ذکر ہے جن کا ظاہر تشبیہ اور تجسیم کو ثابت کرتا ہے۔ اہل حق ان صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے معانی میں غور و خوض نہیں کرتے۔ بعض ایسی صفتیں ہیں جن میں سلف صالحین، صحابہ و تابعین سے اور ائمہ مجتہدین سے ان کی تاویل مروی ہے، اور خلف کے نزدیک ان صفات کی تاویل اور ان کا ایسا معنی جو ذات باری کی شان کے لائق ہے کارہ تجان کثرت سے پایا جاتا ہے۔

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری کی کتاب ”احادیث قدسیہ“ علم حدیث بالخصوص حدیث موضوعی سے متعلق ایک اچھی کتاب ہے۔ معتمد اور صحیح حدیثوں کے جمع کا التزام کر کے مؤلف نے اپنی کتاب کی افادیت دو بالا کر دی ہے کیونکہ عام طور پر احادیث سے متعلق ہندوستان میں اس کا اہتمام خال خال ہی نظر آتا ہے۔ غرض کتاب میں علماء ائمہ سے لے کر خطباء اور طلبہ تک کے لئے مواد موجود ہے۔ کسی بھی طبقہ کے لئے اس سے استغناء نہیں۔ مرتب نے کتاب کے شروع میں احادیث قدسیہ پر ایک جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جو لائق مطالعہ اور قابل استفادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث رسول ﷺ کے انوار سے مستفید فرمائے اور مؤلف کو ان کی کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

منظر الاسلام از ہری

۲۰ شوال ۱۴۲۹ھ

☆☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

عقیدہ و ایمان

تجھے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا :

عن انس یرفعه إن الله یقول لاهون اهل النار عذاباً لو ان لك مافی الارض من شیء کنت تفتدی به ؟ قال نعم قال فقد سألتک ما هو اھون من هذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرك بی ابیت إلا الشرب۔

(بخاری، کتاب الانبیاء، باب خلق آدم و ذریئہ)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو جہنم میں سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا فرمائے گا کہ اگر زمین کی تمام چیزیں تیری ملکیت میں ہوتیں تو کیا جہنم سے چھکارہ حاصل کرنے کے لئے تو وہ سب دے دیتا؟ وہ کہے گا ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا جب تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بھر اگر تو نے میرا حکم نہیں مانا اور شرک کیا۔

میری بندگی سے سچ کھا میری سوا کوئی معبود نہیں :

عن الاعز ابو مسلم انه شهد علی ابی ہریرۃ وابی سعید انھما شهدا علی رسول اللہ ﷺ قال اذا قال العبد لا الہ الا اللہ واللہ اکبر قال یقول اللہ عز وجل صدق عبدی لا الہ الا انا وانا اکبر واذا قال

العبد لا إله إلا الله وحده قال صدق عبدی لا إله إلا أنا وحدی وإذا قال لا إله إلا الله لا شريك له قال صدق عبدی لا إله إلا أنا ولا شريك لی وإذا قال لا إله إلا الله له الملك وله الحمد قال صدق عبدی لا إله إلا أنا لی الملك ولی الحمد وإذا قال لا إله إلا الله ولا حول ولا قوة إلا بالله قال صدق عبدی لا إله إلا أنا ولا حول ولا قوة إلا بی۔ قال ابو اسحاق ثم قال الأعز شيئاً لم أفهمه قال فقلت لابی جعفر ما قال فقال من رزقهن عند موتہ لم تمسه النار۔

(ابن ماجہ کتاب الادب، باب فضل لا إله إلا الله)

ترجمہ : حضرت اعجاز ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے لا إله إلا الله والله أكبر (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ پھر جب بندہ کہتا ہے لا إله إلا الله وحده (اللہ واحد ویکتا کے علاوہ کوئی معبود نہیں) تو اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یکتا و تنہا ہوں، جب بندہ کہتا ہے لا إله إلا الله لا شريك له (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں) تو اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی میرا شریک ہے اور جب بندہ کہتا ہے لا إله إلا الله له الملك وله الحمد (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ساری بادشاہت اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں) اللہ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میری ہی بادشاہت ہے اور میرے ہی لئے تمام تعریف ہے، جب بندہ کہتا ہے لا إله إلا الله ولا حول ولا قوة إلا بالله (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں برائی سے رکنے کی صلاحیت اور بھلائی کرنے کی طاقت اللہ ہی سے ملتی

ہے) اللہ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور (برائی سے) رکنے کی صلاحیت اور (بھلائی کرنے کی) طاقت صرف مجھ سے ملتی ہے۔

راوی حدیث ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ پھر اعجاز ابو مسلم نے کچھ فرمایا جسے میں سمجھ نہیں سکا، میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ انھوں نے کیا کہا تھا، ابو جعفر نے جواب دیا کہ جس شخص کو موت کے وقت ان تسبیحات کی توفیق نصیب ہوئی اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ستاروں کی تاثیر :

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحَدِيثِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيَّ النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطَرِّدًا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوَكِبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بَنُو كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوَكِبِ۔

(بخاری کتاب الاستسقاء، باب قوله تعالى وتجعلون رزقكم انكم تكذبون)

ترجمہ : حضرت زید بن خالد الجہنی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو بارش ہوئی اور صبح کو حدیبیہ کے مقام پر حضور علیہ السلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا ارشاد فرما رہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بعض بندوں نے ایمان کی حالت میں صبح کی اور بعض بندوں نے کفر کی حالت میں، جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں (کی تاثیر) کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں کی تاثیر کا اقرار کیا۔

ابن آدم نے مجھے گالی دی :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال النبي ﷺ أراه قال الله تعالى يشتمني ابن آدم وما ينبغي له أن يشتمني ويكذبني وما ينبغي له، أما شتمه فقله إن لي ولداً وأما تكذيبه فقله ليس يعيدني كما بدأني۔

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى وهو الذي يبدأ الخلق ثم يعيده) ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ مجھے گالی دے، ابن آدم نے مجھے جھٹلایا جبکہ یہ مناسب نہیں تھا، اس کا گالی دینا تو یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے پیٹا ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ اس نے کہا جس طرح اللہ نے مجھے ابتداء میں پیدا کیا تھا اب دوبارہ ویسے پیدا نہیں کر سکتا۔

میں ہی زمانے کا پھیرنے والا ہوں :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ قال الله عز وجل يؤذيني ابن آدم يسب الدهر، وأنا الدهر بيدى الامر اقلب الليل والنهار۔

(بخاری: کتاب التفسیر، باب وما يهلكنا إلا الدهر)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے آدمی مجھے ایذا دیتا ہے، وہ زمانے کو برا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ (کا پھیرنے والا) ہوں، تمام معاملات میرے ہی ہاتھ میں ہیں اور میں ہی دن رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔

انسان کو وہی ملتا ہے جو مقدر میں ہے :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال النبي ﷺ لا يأتي ابن آدم النذر بشئ لم يكن قدراً له، ولكن يلقيه النذر إلى القدر قد

قدّر له فيستخرج الله به من البخيل، فيؤتى عليه ما لم يكن يؤتى عليه من قبل۔

(بخاری: کتاب الايمان والنذر، باب الوفاء بالنذر)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آدمی نذر مان کر وہ چیز حاصل نہیں کر سکتا جو اس کے لئے مقدر نہیں ہے، بلکہ نذر سے صرف وہی چیز حاصل ہوتی ہے جو اس کے لئے مقدر کر دی گئی ہے۔ ہاں نذر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بخیل کے ہاتھ سے خرچ کر دیتا ہے جو وہ نذر سے پہلے خرچ نہیں کرتا۔

یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے :

عن انس بن مالك عن رسول الله ﷺ قال قال الله عز وجل إن امتك لا يزالون يقولون ما كذا ما كذا حتى يقولوا هذا الله خلق الخلق فمن خلق الله۔

(مسلم: کتاب الايمان، باب بيان الوسوسة في الايمان وماذا يفعل من وجدها)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری امت کے لوگ یہ کہتے رہیں گے یہ ایسا یہ ایسا یہاں تک کہ کہیں گے یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں :

عن ابن عباس رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال اخذ الله الميثاق من ظهر آدم بنوعمان يعني عرفة فاخرج من صلبه كل ذرية ذره ها فنشروهم بين يديه كما النذر ثم كلمهم قبلا قال ألسنت بربكم قالوا بلى شهدنا ان تقولوا يوم القيمة انا كنا عن هذا غافلين أو تقولوا إنما اشرک آباءنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدهم افتهلکنا بما فعل المبطلون۔

(مسند احمد بن حنبل: ج ۱/ ص ۲۷۲)

عظمت پروردگار

اللہ کا خزانہ بھرا ہوا ہے :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ان رسول الله ﷺ قال قال الله عز وجل انفق عليك وقال يد الله ملأى لا تغيضها نفقة سحاء الليل والنهار وقال أرايتم ما انفق منذ خلق السماء والأرض، فإنه لم يغنص ما في يده وكان عرشه على الماء ويده الميزان يخفض ويرفع.

(بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله تعالى وكان عرشه على الماء)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم (لوگوں پر) خرچ کرو میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے، خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی، شب و روز نعمتوں کو بہاتا ہے، پھر فرمایا، دیکھ لو جب سے اس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ نعمتیں تقسیم کر رہا ہے اور اس تقسیم سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی اور یہ تقسیم اس وقت سے ہے جب اس کا تخت پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے، کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے۔

میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يقول تيقض الله الأرض ويطوى السموات بيمينه ثم يقول انا الملك اين ملوك الأرض.

(بخاری: کتاب التفسیر (سورہ زمر)، باب قول الله تعالى والأرض جميعاً قبضته يوم القيامة)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی منگی (جیسا کہ اس کی شان کے لائق

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پشت آدم میں مقام نعمان یعنی عرفات میں عہد لیا لہذا ان کی پشت سے اولاد کو نکالا، ان کو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے سامنے چوٹیوں کی طرح پھیلا دیا پھر ان سے گفتگو فرمائی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، انھوں نے کہا کیوں نہیں ہم گواہی دیتے ہیں (یہ گواہی اس لئے ہے) کہ کہیں قیامت کے دن تم یہ کہہ دو کہ ہم اس سے غافل تھے یا تم یہ کہہ دو کہ شرک تو صرف ہمارے آباء اجداد نے کیا ہم تو بعد کی ذریت ہیں کیا تو ہمیں بروں کے جرموں کے باعث ہلاک کر دے گا۔

میں شرک سے بے نیاز ہوں :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ قال الله تبارك و تعالیٰ انا اغنى الشركاء عن الشرك من عمل عملاً اشرك فيه غیری تركته و شركه.

(مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب تحريم الرياء)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا میں شریک سے بے نیاز ہوں، جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اسی حال پر (یعنی شرک پر) چھوڑ دیتا ہوں۔

☆☆☆

(ہے) میں پکڑ لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میں پکڑ لے گا پھر ارشاد فرمائے گا میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

تم سب گمراہ، ننگے، بھوکے اور گناہگار ہو :

عن أبي ذر عن النبي ﷺ فيما روى عن الله تبارك وتعالى انه قال يا عبادي اني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرماً فلا تظالموا، يا عبادي كلکم ضال الا من هديته فاستهدوني اهدکم، يا عبادي کلکم جائع الا من اطعمته فاستطعموني اطعمکم، يا عبادي کلکم عار الا من کسوته فاستکسوني اکسکم، يا عبادي انکم تخطون باللیل والنهار وانا اغفر الذنوب جميعاً فاستغفروني اغفرلکم يا عبادي انکم لن تبلغوا ضری فتضروني ولن تبلغوا نفعی فتنفعوني يا عبادي لو ان اولکم و آخرکم وانسکم و جنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم مازاد ذلك فی ملکی شیئاً، يا عبادي لو ان اولکم و آخرکم وانسکم و جنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد مانقص ذلك من ملکی شیئاً، يا عبادي لو ان اولکم و آخرکم وانسکم و جنکم قاموا فی صعيد واحد فسألوني، فاعطيت کل انسان مسأله مانقص ذلك مما عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر، يا عبادي انما هي اعمالکم احصیها لکم ثم اوفیکم اتيها، فمن وجد خيراً فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا یلومن الا نفسه.

(مسلم: کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم)

ترجمہ : حضرت ابو ذر روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے اس لئے باہم ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گم کردہ

راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھاناؤں تو تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھاناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو سوائے اس کے جس کو میں کپڑا پہناؤں تو تم مجھ سے کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخشا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں معاف کروں گا۔ اے میرے بندو! تمہاری دسترس میں یہ نہیں کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ تمہاری دسترس میں یہ ہے کہ تم مجھے فائدہ پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور تمام انسان و جنات تم میں سب سے متقی شخص کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کے سب تم میں سے سب سے بُرے آدمی کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں اس سے کوئی کمی نہیں آسکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کی ایک میدان میں کھڑے ہو کر مانگیں اور میں سب کی حاجت پوری کر دوں تب بھی میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں ہو سکتی جتنی سمندر میں سوئی ڈالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال میں جن کو میں تمہارے لئے شمار کر رہا ہوں اور ان کی جزاء تمہیں پوری پوری دیتا ہوں، تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملامت نہ کرے۔

میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے :

عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه عن رسول الله ﷺ انه قال في هذه الآية "هو اهل التقوى و اهل المغفرة" قال قال الله عز وجل انا اهل ان اتقى، فمن اتقاني فلم يجعل معي الها فاننا اهل ان اغفرله.

(ترمذی: کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المدثر)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس آیت کریمہ ”هو اهل التقوى و اهل المغفرة“ (وہی اس کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور مغفرت فرماتا اسی کی شان ہے) کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، پس جو مجھ سے ڈرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو معبود نہیں بناتا تو یہ بات میرے شایان شان ہے کہ ایسے شخص کو بخش دوں۔

آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا :

عن بسر بن جحاش القرشي قال رسول الله ﷺ يقول الله عز وجل اني تعجزني ابن آدم وقد خلقتك من مثل هذه فإذا بلغت نفسك هذه و اشار إلى خلقه قلت أتصدق واني او ان الصدقة.

(ابن ماجہ: کتاب الوصایا، باب النهی عن الامساك فی الحیاة و التبذیر عند الموت) **ترجمہ :** حضرت بسر بن جحاش سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا؟ میں نے تجھے اس (تھوک جیسی چیز) سے پیدا کیا اور جب تیری جان یہاں تک پہنچ جاتی ہے (حضور نے حلق کی طرف اشارہ کیا) تو تو کہتا ہے کہ میں صدقہ کروں گا، لیکن اب کہاں صدقہ کا وقت رہ گیا ہے۔

بیشک عزت میرے لئے ہے :

عن عبد الله ابن مسعود عن النبي ﷺ قال يجي الرجل آخذا بيد الرجل فيقول يا رب هذا قتلني فيقول الله له لم قتلته فيقول قتلته لتكون العزة لك فيقول فانها لي، و يجي الرجل آخذا بيد الرجل فيقول ان هذا قتلني فيقول الله له لم قتلته فيقول لتكون العزة لفلان فيقول انها ليست لفلان فيبوء باثمه.

(الاسأى: كتاب التحريم الدم، باب تعظيم الدم)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا (قیامت کے دن) ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ قاتل کہے گا میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تا کہ تیری عزت کا بول بالا ہو، اللہ ارشاد فرمائے گا، بیشک عزت تو میرے ہی لئے ہے۔ ایک اور شخص ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور عرض کرے گا کہ اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ ارشاد فرمائے گا تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا فلاں کی عزت دسر بلندی کے لئے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا عزت فلاں کے لئے نہیں ہے، چنانچہ وہ اپنا گناہ کمالے گا۔ (یعنی اس گناہ کی وجہ سے برباد ہو جائے گا۔)

جبار و متکبر آج کہاں ہیں :

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ يطوى الله عز وجل السماوات يوم القيامة ثم يأخذون بيده اليمنى ثم يقول انا الملك اين الجبارون اين المتكبرون ثم يطوى الارضين بشماله ثم يقول انا الملك اين الجبارون اين المتكبرون.

(مسلم: كتاب صفة القيامة والجنة والنار)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا، پھر ان کو اپنے داہنے ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) سے پکڑ کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، جبر کرنے والے اور تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ پھر بائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) سے زمین کو لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا، میں بادشاہ ہوں، جبر کرنے والے اور ظلم کرنے والے کہاں ہیں۔

اگر پردہ ہٹا دیے تو اس کی تجلی مخلوق کو جلا دیے گی :

عن ابي موسى قال قام فينا رسول الله ﷺ بخمس كلمات فقال ان الله لا ينام ولا ينبغي ان ينام يخفض القسط ويرفعه ويرفع اليه عمل الليل قبل عمل النهار وعمل النهار قبل عمل الليل حجابه النور

لو كشفه لاحرقته سبحانه وجهه ما انتهى اليه بصره من خلقه.

(مسلم: کتاب الایمان، باب فی قوله عليه السلام ان الله لا ينام)

ترجمہ : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزیں ارشاد فرمانے کے واسطے کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رب العزت نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے وہ پلہ (رزق) جھکاتا اور اٹھاتا ہے اس کی بارگاہ میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں۔ اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اپنے پردہ نور کو کھول دے تو اس (کے وجہ کریم) کی تجلیات حدنگاہ تک مخلوق کو جلا دیں گی۔

کبریائی میری چادر ہے :

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ

عز وجل الکبریاء ردائی والعظمۃ إزاری فمن نازعنی واحدا منهما قذفته فی النار۔

(ابوداؤد: کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے فرمایا کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے تو جس نے ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے مقابلہ کیا تو اسے میں دوزخ میں ڈال دوں گا۔

☆☆☆

رحمت و مغفرت

راضی کے دانہ کے برابر ایمان :

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یدخل أهل الجنة الجنة وأهل النار النار ثم یقول اللہ تعالیٰ أخرجوا من النار من كان فی قلبه مثقال حبة من خردل من إیمان، فیخرجون منها قد استودوا، فیلقون فی نهر الحیا أو الحیاة شک مالمک، فینبئون کما تنبت الحبة فی جانب السیل۔ ألم تر أنها تخرج صفراء ملتویة۔

(بخاری: کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال)

ترجمہ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، جب وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ جل کر بالکل سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو ان پر از سر نو بالیدگی آجائے گی جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ زرد اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔

کوئی ہے جو گناہوں کی معافی چاہے ؟ :

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یُنزل ربنا تبارک وتعالیٰ کُلَّ لَیْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِینَ یَبْقَى ثُلُکَ اللَّیْلِ الْآخِرِ یَقُولُ مَنْ یَدْعُونِی فَاَسْتَجِیبْ لَهُ مَنْ یَسْأَلُنِی فَاُعْطِیْهِ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِی فَاَغْفِرْ لَهُ۔

(بخاری: کتاب التہجد، باب الدعاء والصلاة من آخر اللیل)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (یا تجلی فرماتا ہے) اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔

میں آج تیرے گناہ معاف کر رہا ہوں :

عن صفوان بن محرز المازنی قال بينما انا امشي مع ابن عمر رضي الله تعالى عنهما اخذ بيده اذ عرض رجل فقال كيف سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في النجوى؟ فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله يدني المؤمن فيضع عليه كنفه ويستتره فيقول اتعرف ذنبك كذا، اتعرف ذنب كذا، فيقول نعم اي رب حتى اذا قرره بذنوبه ورأى في نفسه انه هلك قال ستترتها عليك في الدنيا وانا اغفرها لك اليوم فيعطى كتاب حسناته واما الكافر والمنافقون فيقول الاشهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظالمين.

(بخاری: کتاب المظالم والغصب، باب قول الله تعالى الا لعنة الله على الظالمين) ترجمہ: حضرت صفوان مازنی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہیں جا رہا تھا، راستے میں ایک شخص ملا اور اس نے کہا کہ کیا تمہیں وہ فرمان نبوی یاد ہے جس میں سرگوشی کا ذکر ہے انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومن بندے کو اپنے قریب کرے گا اور اپنی رحمت کے سایہ میں چھپا کر فرمائے گا، کیا تجھ کو اپنے فلاں فلاں گناہ یاد ہیں، بندہ کہے گا اے رب یاد ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کا اسی سے اقرار کر والے گا، بندہ گمان کرے گا کہ اب میں ہلاک ہو گیا، اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے یہ سارے گناہ چھپائے تھے اور آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کر رہا ہوں اے اے اللہ کے بعد

نیکوں کا اعمال نامہ اس کو دیدیا جائے گا اور کافروں اور منافقوں کے بارے میں گواہ کہیں گے کہ یہ وہ ہیں جنھوں نے اپنے رب کو جھٹلایا تھا سن لو غلاموں پر خدا کی پھٹکار ہے۔

میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب في كتابه فهو عنده فوق العرش ان رحمتي غلبت غضبي.

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في قوله تعالى وهو الذي يبدأ الخلق ثم يعيد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمادیا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں:

ان رحمتي سبقت غضبي۔ میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرتی ہے۔

(بخاری: کتاب التوحيد، باب وكان عرشه على الماء)

رحمت الہی :

عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلاً كان

قبلكم رغبه الله مالاً فقال لبنیه لما حضر۔ ای اب کنت لکم؟ قالوا

خیرا، قال فإني لم اعمل خيراً قط فإذا مت فأحرقوني، ثم اسحققوني،

ثم ذروني فی يوم عاصف، ففعلوا، فجمعه الله عزو جل فقال ما

حملك؟ قال مخافتك، فتلقاه برحمته.

(بخاری: کتاب الانبياء، باب حديث الغار)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی امتوں میں ایک آدمی تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا فرمایا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے کہا

میں تمہارے لئے کیا باپ ثابت ہوا؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ بہت اچھے باپ ہیں۔ اس نے کہا میں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی، جب میں سر جاؤں تو مجھے جلا کر باریک پیس دینا اور پھر میری راکھ تیز آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ لڑکوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی راکھ جمع فرما کر دریافت کیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا، اس نے جواب دیا کہ تیرے خوف کی وجہ سے، اس جواب پر اللہ کو اس پر رحم آگیا۔

جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو اس کو دوزخ سے نکال لو :
عن انس عن النبی ﷺ قال يقول الله اخرجوا من النار من زكروني يوماً او خافني في مقام.

(ترمذی: کتاب صفة جہنم، باب ماجاء ان للنار نفسین)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو یا مجھ سے کسی جگہ بھی ڈرا ہو۔

کوئی چیز اللہ کے نام کے برابر نہیں :

عن عبد الله بن عمرو بن العاص يقول قال رسول الله ﷺ ان الله سيخلص رجلاً من امتي على رؤوس الخلائق يوم القيامة، فينشر عليه تسعة و تسعين سجلاً كل سجل مثل مد البصر، ثم يقول اتنكر من هذا شيئاً، اظلمتك كتبتي الحافظون؟ فيقول لا يارب، فيقول افلك عذر؟ فيقول لا يارب، فيقول بلى إن لك عندنا حسنة، فإنه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله، فيقول احضر و زك فيقول يا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟ فقال انك لا تعلم قال فتوضع السجلات في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يشغل مع اسم الله شئاً.

(ترمذی: کتاب الایمان، باب ماجاء فيمن يموت وهو يشهد ان لا اله الا الله)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن کر الگ کر لے گا، پھر اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر اتنا لمبا ہوگا جتنی دور تک نظر جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے ان میں سے کسی (گناہ) کا انکار ہے؟ کیا میرے لکھنے والے حافظوں (کرنا کا تہین) نے تجھ پر ظلم کیا؟ بندہ عرض کرے گا نہیں، میرے رب۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ اللہ سبحانہ فرمائے گا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر ایک دفتر نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده و رسوله (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں)۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اپنے ترانوے کے پاس حاضر ہو، وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! ان دفاتروں کے مقابلہ میں اس دفتر کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائیگا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر اس کے بعد وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ دفتر ایک پلے میں رکھا جائے گا، دفاتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور دفتر والا پلہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

اب کبھی میں تم سے ناراض نہ ہوں گا :

عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله تبارك و تعالى يقول لأهل الجنة يا اهل الجنة فيقولون لبيك ربنا و سعديك فيقول هل رضيتم؟ فيقولون وما لنا لا نرضى وقد اعطينا ما لم نُعطِ احداً من خلقك فيقول انا اعطيكم افضل من ذلك قالوا يا رب و اتى شئ افضل من ذلك فيقول أحل عليكم رضواني

فلا اسخط عليكم بعده ابداً.

(بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنت والو! وہ عرض کریں گے الہی! ہم حاضر ہیں، اللہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے، وہ عرض کریں گے الہی! ہم کیسے راضی نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں وہ چیز عطا فرمائی جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی، اللہ ارشاد فرمائے گا میں تم کو اس سے بھی بہتر اور افضل چیز عطا فرماؤں گا وہ عرض کریں گے اے پروردگار اس سے افضل و بہتر اب اور کیا چیز ہو سکتی ہے، اللہ فرمائے گا میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضا نازل کرتا ہوں اور اب کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

جا جنت میں داخل ہو جا :

عن عبد الله رضى الله تعالى عنه قال النبي ﷺ انى لأعلم آخر اهل النار خروجاً منها و آخر اهل الجنة دخولاً، رجل يخرج من النار كبواً فيقول الله اذهب فادخل الجنة فيأْتِيها فيخْتَلِ اليه انها ملأى. فيرجع فيقول يا رب وجدتها ملأى، فيقول اذهب فادخل الجنة فيأْتِيها فيخْتَلِ اليه انها ملأى، فيرجع فيقول يا رب وجدتها ملأى فيقول اذهب فادخل الجنة فإن لك مثل الدنيا و عشرة امثالها او ان لك مثل عشرة امثال الدنيا فيقول تسخر منى او تضحك منى وانت الملك؟ فليقد رأيت رسول الله ﷺ ضحك حتى بَدَتْ نواجذه و كان يقول ذاك ادنى اهل الجنة منزلة.

(بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں

جنت میں داخل ہوگا۔ وہ شخص گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا، وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ پھر فرمائے گا جا جنت میں چلا جا، وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اس کو پھر ایسا لگے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ پھر لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت بھری ہوئی ہے، اللہ ارشاد فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا، تیرے لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد وہاں وسعت ہے، وہ عرض کرے گا اے رب کریم کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا یہ شخص مرتبہ میں سب سے ادنیٰ جنتی ہوگا۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا، بخش دیا :

عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال سمعت النبي ﷺ قال ان عبداً اصاب ذنباً، وربما قال اذنب ذنباً فقال رب اذنبت. وربما قال اصببت. فاغفرلى فقال ربّه أعلم عبدى ان له رباً يغفر الذنوب ويأْخذ به، غفرت لعبدى، ثم مكث ماشاء الله، ثم اصاب ذنباً. فقال رب اذنبت. أو اصببت آخر فاغفره فقال اعلم عبدى ان له رباً يغفر الذنوب ويأْخذ به غفرت لعبدى ثم مكث ماشاء الله ثم اذنب ذنباً و ربما قال اصاب ذنباً فقال رب اذنبت او قال اصببت آخر فاغفره لى، فقال اعلم عبدى ان له رباً يغفر الذنوب ويأْخذ به غفرت لعبدى ثلاثاً فليعمل ماشاء.

(بخاری: کتاب التوحيد، باب قول الله تعالى يريدون ان يبذلوا كلام الله)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے معاف

فرمادے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس سے مواخذہ کرتا ہے، میں نے اس کو بخش دیا، پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کو معاف فرمادے، اللہ ارشاد فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا اور پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر اللہ سے عرض کرتا ہے اے پروردگار میں نے گناہ کر لیا ہے تو اس کو معاف فرما دے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر مواخذہ کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا بخش دیا بخش دیا اب وہ جو چاہے کرے۔

یوم عرفہ کی فضیلت :

قالت عائشة إن رسول الله ﷺ قال ما من يوم أكثر من أن يعتق الله فيه عبداً من النار من يوم عرفة وأنه ليدنو ثم يباهي بهم الملائكة فيقول ما أراد هؤلاء۔

(مسلم: کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفہ)

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن اللہ دوزخ سے بندوں کو آزاد نہیں فرماتا، عرفہ کے دن اللہ کی رحمت بندوں سے قریب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے مقابلہ میں بندوں کو بطور فخر پیش فرماتا ہے اور فرماتا ہے یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں۔

میں تجھے اس زمین کی وسعت کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا :

عن انس بن مالك قال سمعت رسول الله ﷺ يقول قال الله تبارك تعالیٰ یا ابن آدم انك مادعوتنی ورجوتنی غفرت لك على ما كان فيك ولا أبالي، یا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتنی

غفرت لك ولا أبالي، یا ابن آدم انك لو اتيتنی بقرب الارض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئاً لا تيتك بضرابها مغفرة۔

(ترمذی: کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبة والاستغفار)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھے بخشا رہوں گا اُس سب (گناہوں اور خطاؤں) کے باوجود جو تیرے اندر ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے، اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے معافی چاہے تو میں تجھے معاف کروں گا اور میں پرواہ نہیں کرتا، اے ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ میرے پاس لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہے تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔

یہ سب تیرے لئے ہے اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے :

عن أبي هريرة قال قال اناس يا رسول الله ﷺ هل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال هل تضارون في الشمس ليس دونها سحاب. قالوا لا يا رسول الله، قال هل تضارون في القمر ليلة البدر ليس دونه سحاب؟ قالوا لا يا رسول الله قال فإنكم ترونه يوم القيامة، كذلك يجمع الله الناس، فيقول من كان يعبد شيئاً فليتبعه فيتبع من كان يعبد الشمس، ويتبع من كان يعبد القمر، ويتبع من كان يعبد الطواغيت و تبقى هذه الامة فيها منافقوها، فيأتهم الله في غير الصورة التي يعرفون فيقول، أنا ربكم فيقولون نعوذ بالله منك، هذا مكاننا يأتينا ربنا، فإذا اتانا ربنا عرفناه، فيأتهم الله في الصورة التي يعرفون فيقول أنا ربكم، فيقولون انت ربنا فيتبعونه، ويضرب

الامانی فیقول له، هذا لك ومثله معه۔

(بخاری: کتاب الرقاق، باب الصراط جسر جہنم)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب سورج پراہند ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کوئی روک ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے فرمایا: چودھویں رات کے چاند پر اگر ابرہہ ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کچھ رکاوٹ ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو اسی طرح تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کر کے فرمائے گا جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اسی کے ساتھ ہو جائے، یہ سن کر سورج کی عبادت کرنے والے سورج کے ساتھ، چاند کی عبادت کرنے والے چاند کے ساتھ اور بتوں کی عبادت کرنے والے بتوں کے ساتھ ہو جائیں گے اور یہ امت (یعنی امت اسلامیہ) باقی رہے گی جس میں منافقین بھی ہوں گے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ گر ہوگا جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہوگی اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، وہ کہیں گے نعوذ باللہ منك ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ہم اس جگہ اپنے رب کے انتظار میں ہیں تاکہ وہ جلوہ گر ہو اور جب ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ گر ہوگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ دوسری مرتبہ ان کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ فرما ہوگا جس کو وہ اپنے اعتقاد کے مطابق پہچانتے ہوں، اللہ ارشاد فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، یہ دیکھ کر مسلمان کہیں گے کہ ہاں بیشک تو ہمارا رب ہے اور وہ اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ حضور نے فرمایا اس روز جہنم پر پل صراط رکھی جائیگی، میری امت اس کو سب سے پہلے عبور کرے گی، اور اس دن انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کی یہ دعا ہوگی السّلام السّلام اللّٰہمّ سلّم (اے اللہ بچا، اے اللہ بچا) اور جہنم میں نچے ہوں گے جو سعدان کے کائناتوں کی طرح ہوں گے، حضور علیہ السلام نے صحابہ سے پوچھا کیا تم نے سعدان کے

جسر جہنم۔ قال رسول اللہ ﷺ فاکون اول من یجیز ودعاء الرسل یومئذ اللّٰہمّ سلّم سلّم وبہ کلا لیب مثل شوك السعدان، اما رأیتم شوك السعدان؟ قالوا بلی یا رسول اللہ، قال فإنہا مثل شوك السعدان۔ غیر انہا لا یعلم قدر عظمتہا إلا اللہ فتخطف الناس بأعمالہم منهم الموبق بعملہ، ومنہم المحزول، ثم ینجوا حتی إذا فرغ اللہ من القضاء بین عبادہ و اراد ان یخرج من النار من اراد ان یخرج من النار ممن کان یشہد ان لا إله الا اللہ امر الملائکة ان یخرجوہم فیعرفونہم بعلامة آثار السجود، وحرّم اللہ علی النار ان تأکل من ابن آدم اثر السجود، فیخرجونہم قد امتحشوا فیصب علیہم ماء یقال له ماء الحیاة فینبتون نبات الحبۃ فی حمیل السیل، ویبقى رجل منهم مقبل بوجہہ علی النار فیقول یا رب قد قشبتنی ریحہا، وأحرقنی ذکائہا فاصرف وجہی عن النار فلا یزال یدعو اللہ، فیقول لعلک ان تسألنی غیرہ؟ فیقول لا وعزتک لا اسئلك غیرہ، فیصرف وجہہ عن النار، ثم یقول بعد ذلک یا رب قربسنى إلى باب الجنة، فیقول الیس قد زعمت ان لا تسألنی غیرہ، ویلک ابن آدم ما اغدرک، فلا یزال یدعوا فیقول، لعلی ان اعطیتک ذلک تسألنی غیرہ، فیقول لا وعزتک لا اسألك غیرہ فیعصی اللہ من عہود و میثاق ان لا یسأله غیرہ فیقر بہ إلى باب الجنة، فإذا رأى ما فیہا سکت ماشاء اللہ ان یسکت ثم یقول، رب اد خلنی الجنة، ثم یقول، او لیس قد زعمت ان لا تسألنی غیرہ ویلک یا ابن آدم ما اغدرک، فیقول یا رب لا تجعلنی اشقی خلقک فلا یزال یدعوا حتی یضحک، فإذا ضحک منه اذن له بالدخول فیہا فإذا دخل فیہا قیل له تمنّ من کذا فیتمنی، ثم یقال له تمنّ من کذا فیتمنی حتی تنقطع بہ

کانے دیکھے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے دیکھے ہیں، آپ نے فرمایا تو وہ بچے سعدان کے کانٹوں کی طرح (میزھے) ہوں گے، ہاں البتہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ بچے کتنے بڑے ہوں گے۔ لوگوں کی بد اعمالی کی وجہ سے یہ بچے لوگوں کو پل صراط کے اوپر سے دوزخ میں کھینچ لیں گے، چنانچہ بعض آدمی تو اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض آدمی بے ہوش ہو جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا، اور لا الہ الا اللہ کہنے والے جس شخص کو دوزخ سے نکالنا چاہے گا اس کو نکالنے کا فرشتوں کو حکم دے گا، فرشتے سجدوں کے نشانات دیکھ کر ان بندوں کو پہچان لیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ آدمی کے نشان عہدہ کو جلائے، چنانچہ فرشتے ان کو نکالیں گے، نکلتے وقت یہ لوگ جلتے جلتے ہوں گے، ان پر آب حیات ڈالا جائے گا، جس کی وجہ سے (ازسرنو) ایسے پیدا ہوں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں خود رو دانہ پیدا ہوتا ہے، ایک شخص باقی رہے گا جس کا رخ دوزخ کی طرف ہوگا، وہ عرض کرے گا: اے پروردگار جہنم کی بد بو نے مجھے تنگ کر دیا اور اس کی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا تو میرا چہرہ جہنم کی طرف سے پھیر دے، وہ بندہ یہی دعا کرتا رہے گا، بالآخر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں تیری حاجت پوری کر دوں تو کیا پھر کوئی سوال کرے گا؟ وہ بندہ عرض کرے گا، نہیں اے پروردگار تیری عزت کی قسم اس کے بعد اور کوئی سوال نہیں کروں گا، اس کا رخ دوزخ کی طرف سے پھیر دیا جائیگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کہے گا، اے رب کریم مجھے جنت کے دروازے کے تھوڑا قریب کر دے، اللہ فرمایا کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ میں اور کوئی درخواست نہیں کروں گا، اے ابن آدم تو کیسا عہد شکن ہے؟ مگر وہ بندہ برابر یہی دعاء مانگتا رہے گا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو ممکن ہے تو کوئی اور سوال کرے، وہ شخص عرض کرے گا نہیں میرے رب تیری عزت کی قسم اس کے علاوہ میں اور کوئی درخواست نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس بات کا عہد و اقرار لے گا کہ اب اور کوئی درخواست نہیں کرے گا اور اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دیا جائیگا، جب وہ

جنت کے اندر کی چیزیں دیکھے گا تو جتنی خدا کی مرضی ہوگی اتنی دیر وہ خاموش رہے گا پھر عرض کرے گا الہی تو مجھے جنت میں پہنچا دے، اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ مزید سوال نہیں کرے گا، اے انسان تو کس قدر عہد شکن ہے، وہ عرض کرے گا یا الہی تو اپنی مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ بد نصیب نہ کر اور وہ یہ دعا گاتا کرتا رہے گا، یہاں تک کہ رب کریم اس سے راضی ہو جائیگا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دیگا، جب وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس سے کہا جائے گا، کچھ تمنا اور آرزو کر، وہ تمنا کریگا (اس کی تمنا پوری کر دی جائیگی) پھر حکم ہوگا اور کوئی تمنا کر، وہ شخص تمنا کرے گا، وہ بھی پوری کر دی جائیگی یہاں تک کہ اس کے سب ارمان پورے ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ سب تو تیرے لئے ہے ہی اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے۔

جامیری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا :

قال ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کان رجلاً فی بنی اسرائیل متواخیین فکان احدهما یذنب والآخر مجتہد فی العبادة فکان لا یزال المجتہد یری الآخر علی الذنب فیقول اقصر فوجده یوما علی ذنب فقال له اقصر فقال خلّنی وربی ابعث علی رقیباً فقال واللہ لا یغفر اللہ لک اولا یدخل اللہ الجنۃ فقبض ارواحہما فاجتمعا عند رب العالمین فقال لہذا المجتہد کنت بی عالماً او کنت علی ما فی یدی قادراً وقال للمذنب اذهب فادخل الجنۃ رحمتی وقال للآخر اذهبوا بہ الی النار قال ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والذی نفسی بیدہ لتکلم بکلمۃ أو بقت دنیاء و آخرتہ۔

(ابوداؤد کتاب الادب، باب فی النهی عن البغی)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمیوں کے درمیان اخوت و محبت تھی، ان

میں ایک گناہ کیا کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشاں رہا کرتا تھا، عبادت کرنے والا آدمی جب دوسرے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو کہتا باز آ جاؤ، ایک دن عبادت گزار نے دوسرے کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھا تو اس سے کہا باز آ جاؤ، گناہگار نے جواب دیا میرا معاملہ میرے رب پر چھوڑ دو، کیا تمہیں اللہ نے میرے اوپر نگرانی کرنے والا بنایا ہے؟ عبادت گزار نے کہا خدا کی قسم اللہ تمہیں معاف نہیں کریگا یا یہ کہا کہ اللہ تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا، بالآخر ان دونوں کا انتقال ہوا اور دونوں رب العالمین کی بارگاہ میں جمع کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار شخص سے کہا کیا تو میرے بارے میں جانتا تھا (کہ میں گناہ معاف نہیں کروں گا) یا یہ کہا کہ کیا تو میرے اختیار پر قدرت رکھتا تھا، پھر گناہگار سے ارشاد فرمائے گا جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے کے بارے میں حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں ڈال دو۔ حضرت ابو ہریرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی قسم عبادت گزار شخص نے ایک جملہ ایسا کہہ دیا جس نے اس کی دنیا و آخرت برباد کر کے رکھ دی۔

تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی عطا کی جاتی ہے :

عن أبي ذر قال قال رسول الله ﷺ إني لأعرف آخر أهل النار خروجاً من النار و آخر أهل الجنة دخولاً الجنة يؤتى برجل فيقول سلوا عن صغار ذنوبه واخبثوا كبارها فيقال له عملت كذا وكذا يوم كذا وكذا وعملت كذا وكذا في يوم كذا وكذا قال فيقال له فإن في مكان كل سيئة حسنة قال فيقول يا رب لقد عملت أشياء ما أراها هاهنا قال فلقد رأيت رسول الله ﷺ ضحك حتى بدت نواجذه.

(ترمذی: کتاب صفة جہنم)

ترجمہ : حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہنم سے نکلنے والے سب سے آخری آدمی کو پہچانتا ہوں اور جنت میں داخل

ہونے والے سب سے آخری آدمی کو بھی پہچانتا ہوں۔ (قیامت میں) ایک شخص کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس سے اس کے چھوٹے گناہوں کے بارے میں پوچھو اور بڑے گناہوں کو چھپا دو۔ پھر اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا، فلاں دن فلاں کام کیا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا پھر اس سے کہا جائے گا جتنے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے، (یہ دیکھ کر) وہ کہے گا اے پروردگار میں نے ان کے علاوہ بھی بہت سے عمل (گناہ) کئے ہیں جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا۔ راوی حدیث حضرت ابو ذر فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہو گئے۔

رحمت الہی کے سو حصے :

عن أبي هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول جعل الله الرحمة مائة جزءاً فأمسك عنده تسعة وتسعين وانزل في الأرض جزءاً واحداً فمن ذلك الجزء تتراحم الخلائق حتى ترفع الدابة حافرهما عن ولدها خشية أن تصيبه.

(مسلم: کتاب التوبہ باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصہ بنائے ۹۹ اپنے پاس روک لئے اور ایک حصہ رحمت زمین پر نازل فرمایا (مخلوق میں تقسیم فرمایا) اس ایک حصہ سے ہی تمام مخلوقات (ایک دوسرے پر) رحم کرتی ہے یہاں تک کہ چوپایہ اپنے بچوں سے بڑھتا لیتا ہے اس اندیشے سے کہ اس کو ضرر نہ پہنچے۔ (یہ بھی اسی ایک رحمت کی وجہ سے ہے)

قیامت کے دن ۹۹ رحمتیں :

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال ان لله مائة رحمة أنزل منها رحمة واحدة بين الجن والإنس والبهائم والهوام فبها يتعاطفون وبها

يتراحمون وبها تعطف الوحش على ولدها واخر الله تسعين
رحمة يرحم بها عباده يوم القيامة.

(مسلم: كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى)
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی سورتیں ہیں ان میں ایک تو جناتوں، انسانوں، مویشیوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان تقسیم فرمادی جس کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچے کو پیار کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں محفوظ کر دی ہیں جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو؟

عن أبي هريرة روى عن رسول الله ﷺ قال مر رسول الله ﷺ على رهط من اصحابه وهم يضحكون فقال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيراً فأتاه جبريل فقال ان الله يقول لك لم تقنط عبادي؟ قال فرجع اليهم فقال سدوا وابشروا.

(صحیح ابن حبان: کتاب البر والاحسان، نکر الاخبار يجب علی المرء من لزوم التسديد)
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے وہ لوگ ہنس رہے تھے، آپ (ﷺ) نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں (یعنی اللہ کے قہر و عذاب کے بارے میں) اگر تم بھی جانتے تو بہت کم ہستے اور بہت زیادہ روتے، تو حضور علیہ السلام کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے ارشاد فرماتا ہے (اے حبیب) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہیں؟ (یہ سن کر) حضور علیہ السلام ان صحابہ کے پاس واپس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا درست راستہ اختیار کئے رہو تمہارے لئے (رحمت و مغفرت اور جنت کی) خوشخبری ہے۔

میری عزت و جلال کی قسم میں ان کو معاف کرتا رہوں گا:
عن ابي سعيد الخدري روى عن رسول الله ﷺ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان ابليس قال لربي بعزتك و جلالك لا ابرح اغوي بني آدم ما دامت الارواح فيهم فقال الله فبعزتي و جلالي لا ابرح اغفر لهم ما استغفروني.

(مسند احمد بن حنبل، ج ۳/ص ۲۹)
ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ابلیس (شیطان) نے اپنے رب سے کہا مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم میں آدم کی اولاد کو بہکا تا رہوں گا جب تک ان کی روحيں ان کے بدن میں ہیں (یعنی جب تک وہ زندہ ہیں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مجھے میری عزت و جلال کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے۔

اے حبیب! ملا، اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں:
عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ اتاني الليلة ربي تبارك و تعالى في احسن صورة، قال احسبه قال في المنام، فقال يا محمد هل تدري فيم يختصم الملا اعلی قال قلت لا قال فوضع يده بين كتفي حتى وجدت بردها بين ثديي او قال في نحري، فعلمت ما في السموات وما في الارض قال يا محمد هل تدري فيم يختصم الملا اعلی؟ قلت نعم قال في الكفارات والكفارات المكث في المساجد بعد الصلاة والمشي على الاقدام الى الجماعات، واسباغ الوضوء في المكاره ومن فعل ذلك عاش بخير ومات بخير، وكان من خطيئته كيوم ولدته امه، وقال يا محمد اذا صليت فقل "اللهم اني اسئلك فعل الخيرات، وترك المنكرات، وحب المساكين، واذا اردت بعبادك فتنة فاقضيني اليك غير مفتون" قال والدرجات افشاء السلام واطعام الطعام والصلاة

(ترمذی: کتاب التفسیر، باب ومن سورة ص)

ترجمہ : حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات میرا رب بہترین صورت میں جلوہ گر ہوا (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضور نے فرمایا تھا کہ خواب میں) اللہ نے فرمایا اے محمد! کیا تم جانتے ہو کہ ملائکہ اعلیٰ کے فرشتوں میں کس بات پر بحث ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نہیں جانتا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے بیچ رکھا (ایک روایت ہے کہ میرے گلے پر رکھا) جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے پر محسوس کی، جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب میں نے جان لیا۔ اللہ نے فرمایا اے محمد! کیا تم جانتے ہو کہ ملائکہ اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا کفار کے بارے میں، اور کفار رات یہ ہیں مسجدوں میں نمازوں کے بعد ٹھہرنا، جماعت کے لئے پیروں سے چل کر جانا، گراں محسوس ہونے والی حالتوں کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، جو ایسا کریگا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے جنا تھا۔ اللہ نے فرمایا اے محمد! جب نماز پڑھو تو یہ دعا بھی پڑھا کرو ”اے اللہ میں تجھ سے نیکی کرنے، برائیاں چھوڑنے اور مساکین سے محبت کرنے (کی توفیق) مانگتا ہوں اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس اٹھالے۔“

اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ درجات کی بلندی کے لئے یہ ہے کہ سلام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو اور رات میں اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں۔

☆☆☆

جنت و دوزخ

جنت میں کھیتی :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ان النبي ﷺ كان يوماً يحدث وعنده رجل من اهل البادية ان رجلاً من اهل الجنة استأذن ربه في الزرع فقال له، الست فيما شئت؟ قال بلى ولكن أحب ان ازرع قال فبذر فبذر الطرف نباته واستواؤه واستحصاده، فكان امثال الجبال فيقول الله دونك يا ابن آدم، فإنه لا يشبعك شئ، فقال الاعرابي والله لا نجده الا قريشياً أو انصارياً فإنهم اصحاب زرع واما نحن فلنسنا باصحاب الزرع فضحك النبي ﷺ

(بخاری: کتاب المزارعة، باب كراء الارض بالذهب والفضة)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے اور آپ کی مجلس میں ایک دیہات کا رہنے والا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا، آپ نے بیان فرمایا، ایک جنتی آدمی نے (جنت میں) کھیتی کرنے کی اجازت طلب کی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تیری دلی مرادیں پوری نہیں ہوئیں؟ اس نے جواب دیا کہ کیوں نہیں (میری تمام دلی مرادیں پوری ہو گئیں) مگر پھر بھی میں کھیتی کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے بیج بویا اور پلک جھپکتے ہی کھیتی تیار ہو گئی اور فصل کٹنے کے قابل ہو گئی اور اس کا ہر دانہ پہاڑ کے برابر ہوا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن آدم یہ لے مگر تجھے کوئی چیز سیر نہیں کر سکتی۔ (یہ سن کر) دیہاتی بولا خدا کی قسم وہ شخص یا تو قریشی ہوگا یا انصاری ہوگا، کیونکہ وہی لوگ کاشتکار ہیں ہم تو کھیتی کرتے نہیں۔ رسول اللہ ﷺ دیہاتی کی یہ بات سن کر مسکرائے۔

جنت میری رحمت ہے دوزخ میرا عذاب ہے :

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ تحاجت الجنة

والنار فقالت النار أوثرت بالمتكبرين والمتجبرين، وقالت الجنة مالي لا يد خلني إلا ضعفاء الناس و سقطهم قال الله تبارك وتعالى للجنة أنت رحمتي ارحم بك من أشاء من عبادي وقال للنار إنما أنت عذابي اعذب بك من أشاء من عبادي. ولكل واحدة منها ملؤها فأما النار فلا تمتلي حتى يضع رجله فتقول قط قط، فهنا لك تمتلي و يزوي بعضها إلى بعض، ولا يظلم الله عزوجل من خلقه احداً وأما الجنة فإن الله عزو جل ينشئ لها خلقاً.

(بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله تعالى و تقول هل من مزيد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جنت اور دوزخ میں باہم تکرار ہوئی۔ دوزخ نے کہا مجھے زبردست اور بڑے بنے والے لوگ دیئے گئے ہیں۔ جنت نے کہا یہ کیا بات ہے کہ میرے اندر مسکین اور کمزور طبقے کے لوگ ہی داخل ہوں گے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت سے ارشاد فرمایا تو میری رحمت ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہوں میں تیرے ذریعہ سے رحم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعہ سے میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہوں عذاب دیتا ہوں۔ جنت و دوزخ کو پوری گنجائش تک بھرا جائے گا دوزخ جب پُر نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) رکھ دے گا تو وہ کہے گی بس بس، تب وہ بھر جائیگی اور سٹ جائے گی، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرماتا، رہی جنت تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور مخلوق پیدا فرما دے گا۔

جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات بہت مشکل ہے:

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال لما خلق الله الجنة قال لجبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال أي رب و عزتك لا يسمع بها احداً الا دخلها ثم حلفا بالماكره ثم قال يا جبرئيل

اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال أي رب و عزتك لقد خشيت ان لا يدخلها احداً قال فلما خلق الله النار قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال أي رب و عزتك لا يسمع بها احداً فبعد خلها فحلفا بالشهوات ثم قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال أي رب و عزتك لقد خشيت ان لا يبقى احداً الا دخلها.

(ابوداؤد: کتاب السنن، باب فی خلق الجنة والنار)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو تخلیق فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جبرئیل جاؤ اور جنت کو دیکھو۔ جبرئیل علیہ السلام گئے اور جنت دیکھی پھر رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اے پروردگار تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا، پھر جنت کو بعض مشکل اعمال سے ڈھانپ کر، اللہ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل جاؤ اور جنت کو (دوبارہ) دیکھو۔ جبرئیل علیہ السلام گئے اور (دوبارہ) جنت کو دیکھا پھر رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی داخل نہیں ہو پائے گا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو تخلیق فرمایا تو جبرئیل (علیہ السلام) سے کہا اے جبرئیل جاؤ اور دوزخ کو دیکھو، جبرئیل علیہ السلام گئے اور دوزخ دیکھی پھر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اے پروردگار تیری عزت کی قسم اس کے بارے میں جو بھی سنے گا وہ ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو بعض شہوانی خواہشات سے ڈھانپ کر فرمایا کہ جبرئیل اب جاؤ اور دوزخ کو دیکھو، تو حضرت جبرئیل گئے اور دوزخ دیکھی پھر عرض کیا اے پروردگار تیری عزت کی قسم مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی ایسا نہ بچے گا جو اس میں داخل نہ ہو۔

جنت کا بازار :

عن سعید بن المسیب أنه لقي أبا هريرة فقال أبو هريرة أسأل الله أن يجمع بيني وبينك في سوق الجنة فقال سعيد أفيها سوق قال نعم أخبرني رسول الله ﷺ أن أهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فيها بفضل أعمالهم ثم يؤذن في مقدار يوم الجمعة من أيام الدنيا فيزورون ربهم ويبرز لهم عرشه و يتبدى لهم في روضة من رياض الجنة فتوضع لهم منابر من نور و منابر من ذهب و منابر من فضة و يجلس أديانهم و ما فيهم من دني على كئيبان المسك و الكافور و ما يرون أن أصحاب الكرسي بأفضل منهم مجلساً قال أبو هريرة قلت يا رسول الله وهل نرى ربنا قال نعم قال هل تتمارون في رؤية الشمس و القمر ليلة البدر قلنا لا قال كذلك لا تمارون في رؤية ربكم و لا يبقى في ذلك المجلس رجل إلا حاصره الله محاصرة حتى يقول للرجل منهم يا فلان بن فلان اتذكر يوم كذا و كذا فيذكر ببعض غدراته في الدنيا فيقول يا رب اقلم تغفر لي فيقول بلى فسعة مغفرتي بلغت بك منزلتك هذه فبينما هم على ذلك غشيتهم سحابة من فوقهم فأمرت عليهم طيباً لم يجدوا مثل ريحه شيئاً قط و يقول ربنا تبارك و تعالی قوموا إلى ما اعددنا لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم فتأتى سوقاً قد حفت به الملائكة فيه ما لم تنظر العيون إلى مثله و لم تسمع الأذان و لم تخطر على القلوب، فيحمل لنا ما اشتهينا ليس يباع فيها و لا يشتري في ذلك السوق يلقي أهل الجنة بعضهم بعضاً قال فيقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فيسقى من هو دونه و ما فيهم دني فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضي آخر حديثه حتى يتخيل إليه ما هو أحسن منه و

ذلك أنه لا ينبغي لأحد أن يحزن فيها ثم ننصرف إلى منازلنا فيتلقانا أزواجنا فيقلن مرحباً واهلاً لقد جئت وإن بك من الجمال أفضل مما فارقتنا عليه فيقول أنا جالسنا اليوم ربنا الجبار و بحقنا أن نقلب بمثل ما انقلبنا۔

(ترمذی: کتاب صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة)

(امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے)

ترجمہ : حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں ملائے۔ حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا کیا جنت میں بھی کوئی بازار ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کیوں نہیں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جب اہل جنت اس میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق درجہ بدرجہ اس میں جگہ پائیں گے۔ انھیں دنیا کے دنوں میں سے جہ کے دن کی مثلاً اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے، اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے سامنے ظاہر ہوگا اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اپنے جلوں کو ظاہر فرمائے گا اور اہل جنت کے لئے نور کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر آراستہ کئے جائیں گے اور ان میں نسبتاً جو کم درجہ کے ہوں گے، (ان میں کوئی ادنیٰ نہیں ہوگا) وہ مشک و کافور کے نیلوں پر بیٹھیں گے اور وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ کرسیوں (منبروں) پر بیٹھنے والے ان سے افضل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شک و شبہ کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کے دیدار میں کوئی شک و شبہ نہیں کرو گے۔ اس مجلس میں حاضر لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس سے رب تعالیٰ

بات نہ کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی سے فرمائے گا اے فلاں بن فلاں کیا تجھے فلاں فلاں دن یاد ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کو (دنیا میں) اس کی بعض تقصیریں یاد دلانے گا، وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار کیا تو نے مجھے معاف نہیں فرمادیا؟ اللہ ارشاد فرمائے گا کیوں نہیں، میری بخشش کی وسعت ہی نے تجھے اس درجہ تک پہنچایا ہے، ابھی وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک بادل ان پر چھا جائے گا اور ان پر ایسی خوشبو کی بارش کرے گا کہ وہی خوشبو انھوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی، اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اٹھو اور دیکھو کہ ہم نے تمہارے لئے کیسی عزت اور انعام و اکرام تیار کر کے رکھا ہے جاؤ اور جو بھی خواہش ہو لے لو، تب ہم ایک بازار میں آئیں گے، جسے فرشتے گھیرے ہوں گے، اس میں جو چیزیں ہوں گی ان جیسی چیزیں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اور نہ کبھی کسی دل میں ان کا خیال آیا ہوگا، ہمیں جس چیز کی خواہش ہوگی وہ ہمیں دی جائے گی، اس بازار میں نہ کوئی چیز خریدی جائیگی نہ بے چہی جائیگی، اسی بازار میں اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا بلند مرتبے والا آدمی آگے بڑھے گا اور اپنے سے کم مرتبہ والے سے ملے گا حالانکہ وہاں کوئی کم مرتبہ والا نہیں ہوگا، بلند مرتبہ والے کا لباس دیکھ کر کم مرتبہ والا مرعوب ہو جائے گا، ابھی اس کی گفتگو پوری نہیں نہ ہوگی کہ اس کے خیال میں اس کے بدن پر دوسرے سے اچھا اور عمدہ لباس ہو جائے گا، یہ اس وجہ سے کہ وہاں کوئی غمگین نہیں ہوگا۔ پھر ہم وہاں سے اپنے گھروں کو واپس آ جائیں گے تو ہماری بیویاں ملیں گی اور کہیں گی خوش آمدید آپ جس وقت ہم سے جدا ہوئے تھے اس کے مقابلہ میں اب آپ کا حسن و جمال کہیں زیادہ ہے، وہ کہیں گے آج ہمیں اپنے جبروت والے (طاقت والے) رب کے ساتھ ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے اور یہی اس کا حق تھا کہ ہم اسی طرح لوٹ کر آئیں جس طرح لوٹ کر آئے ہیں۔

اہل دوزخ کی چیخ و پکار :

عن أبي الدرداء قال قال رسول الله ﷺ يلقي على اهل النار

الجوع فيعدل ما هم فيه من العذاب فيستغيثون فيفاثون بطعام من ضريع لا يسمن ولا يغني من جوع فيستغيثون بالطعام فيفاثون بطعام ذي غصة فيذكرون أنهم كانوا يجيزون الغصص في الدنيا بالشراب فيستغيثون بالشراب فيرفع إليهم الحميم بكلاليب الحديد فإذا دنت من وجوههم شوت وجوههم فإذا دخلت بطونهم قطعت ما في بطونهم فيقولون ادعوا خزنة جهنم فيقولون "الم تك تاتيكم رسلكم بالبينات قالوا بلى قالوا فادعوا وما دعاء الكافرين إلا في ضلال" قال فيقولون ادعوا مالكا فيقولون يا مالك ليقض علينا ربك قال فيجيبهم انكم ما كنتم قال الأعمش نبئت ان بين دعائهم وبين اجابة مالك اياهم الف عام قال فيقولون ادعوا ربكم فلا احد خير من ربكم فيقولون "ربنا غلبت علينا شقوتنا وكنا قوماً ضالين ربنا اخرجنا منها فإن عدنا فإنا ظالمون" قال فيجيبهم "أخسئو فيها ولا تكلمون" قال فعند ذلك ينسوا من كل خير و عند ذلك يأخذون في الزفير والحسرة والويل.

(ترمذی: کتاب صفة جہنم باب ما جاء في صفة اهل النار)

ترجمہ : حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم پر بھوک مسلط کر دی جائیگی اور بھوک کی شدت اس عذاب کے برابر ہوگی جس میں وہ مبتلا ہوں گے، وہ فریاد کریں گے تو ان کو سوکھی ہوئی خاردار خجھازی (کی طرح کی چیز) دی جائیگی، اس سے نہ فریاد پیدا ہوگی نہ بھوک مٹے گی، وہ پھر کھانا طلب کریں گے تو ان کو حلق میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا، تب انھیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں حلق میں اٹکنے والی چیز کو پانی کے ذریعہ نگل جاتے تھے، چنانچہ وہ پینے کی چیز مانگیں گے، لہذا ان کو کھولتا ہوا پانی لوہے کے کانٹوں کے ذریعہ دیا جائے گا، جب یہ کانٹے ان کے چہرے کے

قریب ہونگے تو ان کے چہرے کو جھلسادیں گے اور پھر جب وہ پیٹ میں داخل ہوں گے تو جو کچھ پیٹ میں ہوگا (آنتیں وغیرہ) اس کو کاٹ کر ٹکڑے کر دیں گے، وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ جہنم کے محافظوں کو پکارو۔ جہنم کے محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن اور واضح نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے، وہ جواب دیں گے کیوں نہیں، محافظ کہیں گے تو تم پکارتے رہو اور کافروں کی پکار رازیں گاہی جاتی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تب وہ کہیں گے (دارودہ دوزخ) مالک کو پکارو، وہ مالک کو پکار کر کہیں گے اے مالک اب چاہیے کہ تیرا رب ہمارا فیصلہ کر دے (یعنی ہمیں موت دیدے) مالک جواب دیں گے کہ تم اسی حال میں رہنے والے ہو۔ حدیث کے ایک راوی ائمہ کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کے پکارنے اور مالک کے جواب دینے کے درمیان ایک ہزار سال کا وقفہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر وہ کہیں گے اپنے رب کو پکارو، تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں، وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی، ہم گمراہ لوگ تھے، اے ہمارے رب ہمیں اس (مصیبت) سے نکال اگر دوبارہ ہم گمراہی کی طرف لوٹیں تو ہم ظالموں میں سے ہونگے۔ اللہ انھیں جواب دے گا اسی میں چپ چاپ پڑے رہو اس سے نکلنے کی بات نہ کرو، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اب وہ ہر قسم کی بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور چیخ پکار اور حسرت و بربادی کا اظہار شروع کر دیں گے۔

جنت کی راحت اور دوزخ کا عذاب :

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ يَأْتِي بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَصْبِغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَبِكَ نَعِيمٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ وَيَأْتِي بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَصْبِغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَبِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا

والله يا رب ما مر بي بؤس قط ولا رأيت شدة قط.

(مسلم: کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب صبغ انعم اهل الدنيا في النار)

وصبغ اشدھم بؤساً فی الجنة)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا والوں میں جو دنیا میں (سب سے زیادہ عیش و راحت میں ہوگا اس کو دوزخ کی آگ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا اے ابن آدم کیا تو نے کبھی کوئی خیر اور بھلائی دیکھی ہے کیا کبھی تو نے کوئی راحت و آرام دیکھا ہے، وہ کہے گا اے پروردگار تیری قسم ہے کبھی نہیں، پھر اہل جنت میں اس آدمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں تھا، اس کو جنت میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا اے ابن آدم کبھی تو نے کوئی تکلیف اٹھائی ہے کبھی تجھ پر کوئی سختی گزری ہے؟ وہ عرض کرے گا اے پروردگار تیری قسم ہے میں نے کوئی تکلیف نہیں دیکھی اور نہ کبھی مجھ پر کوئی سختی گزری ہے۔

☆☆☆

عظمت مصطفیٰ ﷺ

توریت میں حضور علیہ السلام کی صفت :

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي التَّوَرَاةِ
قَالَ أَجَلُ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوَرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا
أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَجَزَا لَإِلَافَيْنِ، أَنْتَ
عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمِعْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِقَطٍ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَابٍ فِي
الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَغْفِرُ وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ
حَتَّى يُقَيِّمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعُوجَاءَ بَأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا
عُمَيًّا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا.

(بخاری: کتاب البیوع، باب کراهیة السخب فی السوق)

ترجمہ : حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ہوئی میں نے ان سے کہا، آپ مجھے حضور اکرم ﷺ کے وہ اوصاف بیان کریں جو توریت میں لکھے ہیں، انھوں نے فرمایا، ہاں توریت میں حضور کے بعض اوصاف تو وہی ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں، توریت میں ہے اے نبی ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا اور امیوں کے لئے پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے، تم بد اخلاق اور سخت دل نہیں ہو، تم بازاروں میں شور و غل کرنے والے بھی نہیں ہو، تم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگزر کرتے ہو اور معاف کرتے ہو، جب تک تمہارے ذریعہ سے کج رویوں (ملت ابرائیک) راہ راست پر نہ آجائے، اس طرح کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعہ ناپینا آنکھیں، بہرے کان اور (جہالت و گمراہی کے) پردوں میں لپٹے ہوئے دل

کھل نہ جائیں اس وقت تک اللہ آپ کو واپس اپنے پاس نہیں بلائے گا (یعنی اس وقت تک اللہ آپ کی روح قبض نہ کرے گا)۔

ایسے حبیب ہم تمہیں راضی کر لیں گے :

عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان النبي ﷺ تلا قول الله عزوجل في ابراهيم "رب انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فإني منى" وقال عيسى عليه السلام "ان تعذبهم فإني عبادك وان تغفر لهم فإنك انت العزيز الحكيم" فرفع يديه وقال اللهم امتي امتي وبكى، فقال الله عز وجل يا جبرئيل اذهب إلى محمد، وربك اعلم فسنله ما يبكيك؟ فأتاه جبرئيل عليه السلام فسأله فآخبره رسول الله ﷺ بما قال وهو اعلم فقال الله يا جبرئيل اذهب إلى محمد فقل انا سنرضيك في امتك ولا نسؤك.

(مسلم: کتاب الایمان، باب دعاء الخیر لامته)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی (جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے) "اے میرے رب ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تو جو میری اتباع کرے وہ مجھ سے ہے" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "اے پروردگار اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو عزت والا اور حکمت والا ہے"، یہ آیتیں تلاوت فرما کر حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ (دعا کے لئے) بلند فرمائے اور فرمایا اے رب میری امت میری امت اور آپ نے گریہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ حالانکہ تمہارا رب زیادہ جانتا ہے مگر ان سے پوچھو آپ کو کس چیز نے رلایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا حضور علیہ السلام نے ان کو بتایا، پھر حضرت جبرئیل نے جا کر اللہ کو سب ماجرا بتایا حالانکہ اللہ زیادہ جانتا ہے تو

اللہ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملہ میں تمہیں راضی کر لیں گے، اور تمہیں رنجیدہ نہیں کریں گے۔

دروود پاک کی فضیلت :

عن عبد اللہ بن ابی طلحة عن ابیہ ان رسول اللہ ﷺ جاء ذات يوم والبشرى فى وجهه فقلنا انا لنرى البشرى فى وجهك فقال إنه اتانى الملك فقال يا محمد ان ربك يقول اما يرضيك أنه لا يصلى عليك احد إلا صليت عليه عشراً ولا يسلم عليك احد إلا سلمت عليه عشراً.

(نسائی کتاب الصلاة، باب فضل التسليم على النبي ﷺ)

ترجمہ : حضرت عبداللہ ابن ابی طلحہ اپنے والد حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور آپ کے رخ زیبا پر فرحت و انبساط کے آثار نمایاں تھے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے روئے مبارک پر شادمانی کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے محمد (ﷺ) آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ کیا یہ بات آپ کو خوش کرنے والی نہیں کہ جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور جو شخص آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل فرماؤں۔

انبیاء و مرسلین

آدم کی تخلیق :

عن ابی موسیٰ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول ان اللہ خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الارض فجاء بنو آدم على قدر الارض منهم الاحمر والابيض والاسود و بين ذلك والسهل والحزن والخبيث والطيب. (ابوداؤد: کتاب السنة، باب فى القدر)

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جو تمام روئے زمین سے لی گئی تھی لہذا اولاد آدم زمین کی (صفت) کے بقدر پیدا ہوئی ان میں سرخ و سفید، کالے اور درمیانے ہیں (نیز) ان میں سخت، نرم، بد خصلت اور نیک خصلت ہیں۔

حضرت آدم کا نسیان :

عن أبی هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ لما خلق اللہ آدم و نفخ فيه الروح عطس فقال، الحمد لله، فحمد الله بإذنه، فقال له ربه، يرحمك الله يا آدم اذهب إلى أولئك الملائكة إلى ملائكتهم منهم جلوس. فقل السلام عليكم، قالوا و عليك السلام ورحمة الله. ثم رجع إلى ربه فقال ان هذه تحيتك و تحية بنيك بينهم. فقال الله له. ويداها مقبوضتان. اختر ايها شئت. قال اخترت يمينا ربى، وكلتا يدي ربي يمينا مباركة ثم بسطها فإذا فيها آدم و ذريته. فقال ائ رب ما هؤلاء؟ فقال هؤلاء ذريتك، فإذا كل انسان مكتوب عمره بين عينيه، فإذا فيهم رجل أضوئهم أو من أضوئهم. قال يا رب من هذا؟ قال هذا ابنك داؤد قد كتبت له عمر أربعين سنة قال يا رب زده فى عمره، قال ذاك الذى كتبت له، قال ائ رب فإني

قد جعلت له من عمري ستين سنة قال انت و ذاك قال ثم اسكن الجنة ماشاء الله ثم اُهبط منها فكان آدم يُعَدُّ لنفسه قال فإتاه ملك الموت فقال له آدم قد عجلت قد كتب لي الف سنة، قال بلى ولكنك جعلت لا بنك داؤد ستين سنة، فجحد، فجحدت ذريته، ونسيت ذريته، قال فمن يو منذ أُمِرَ بالكتاب والشهود.

(ترمذی: کتاب التفسیر)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی، تو ان کو چھینک آئی، انھوں نے کہا الحمد للہ، انھوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی حمد بیان کی تو اللہ نے فرمایا یہ تمک اللہ۔ اے آدم فرشتوں کے پاس جاؤ، فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی اللہ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور کہو السلام علیکم۔ فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، پھر وہ اپنے رب کے پاس آئے اللہ نے فرمایا یہ تمہارا سلام ہے اور آپس میں تمہاری اولاد کا سلام ہے، پھر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہا اختیار کر لو اور اس وقت اللہ نے اپنی دونوں مٹھیاں (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) بند کر لی تھیں، (حضرت) آدم نے فرمایا میں اپنے رب کا داہنا دست قدرت اختیار کرتا ہوں اور میرے رب کے دونوں دست قدرت داہنے ہی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت کھولا تو اس میں آدم تھے اور ان کی اولاد تھی، عرض کیا اے پروردگار یہ لوگ کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا یہ میری اولاد ہے، آپ نے دیکھا ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان اس کی عمر لکھی ہے۔ ان میں ایک سب سے روشن آدمی دیکھا یا سب سے روشن آدمیوں میں سے ایک دیکھا، (حضرت) آدم نے عرض کیا اے رب! یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا یہ تمہارا بیٹا داؤد ہے میں نے اس کی عمر چالیس سال لکھی ہے۔ (حضرت) آدم نے عرض کی اے الہی تو اس کی عمر میں اضافہ فرما دے، ارشاد ہوا یہی میں نے اس کے لئے لکھی ہے۔ عرض کیا اے پروردگار میں نے اپنی عمر میں

سے ساٹھ سال اس کو دیدیئے۔ اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ تمہارے اور اس کے درمیان کا معاملہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر جب تک اللہ نے چاہا (حضرت) آدم کو جنت میں رکھا پھر وہاں سے زمین پر اتارا، آدم (علیہ السلام) اپنی عمر گنتے تھے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر (حضرت) آدم علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے، ان سے (حضرت) آدم نے کہا تم نے آنے میں جلدی کی ہے میری عمر ایک ہزار سال لکھی گئی ہے۔ ملک الموت نے جواب دیا ہاں مگر تم نے اپنے بیٹے داؤد کے لئے ساٹھ سال دے دیئے تھے۔ (حضرت) آدم نے انکار کیا تو ان کی اولاد نے بھی انکار کیا۔ (حضرت) آدم بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھول گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اسی دن سے لکھنے کا اور گواہوں کا علم ہوا ہے۔

میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال يلقي ابراهيم أباه آزر يوم القيامة، وعلى وجه آزر قتره وغبرة فيقول له ابراهيم ألم اقل لك لا تعص، فيقول ابوه فاليوم لا اعصيك فيقول ابراهيم يا رب انك وعدتني ان لا تخزيني يوم يبعثون، فأبى خزي اخزي من ابى الأبعد، فيقول الله تعالى، اني حرمت الجنة على الكافرين ثم يقال يا ابراهيم ماتحت رجلِك؟ فينظر فاذا هو بذئخ ملتطخ، فيؤخذ بقوائمہ فيلقى في النار.

(بخاری: کتاب الانبیاء، باب قول الله تعالى، واتخذ الله ابراهيم خلیلاً)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات اپنے چچا آزر سے ہوگی، آزر کا چہرہ اس وقت سیاہ اور غبار آلود ہوگا، حضرت ابراہیم اس سے کہیں گے کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر۔ آزر جواب دے گا کہ آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت ابراہیم رب کریم کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے رب! تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا

تھا کہ جس دن لوگوں کا حشر ہوگا اس روز تو مجھے رسوا نہ کرے گا۔ اب اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرا چچا آج مجھ سے دور ہے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے، پھر ارشاد ہوگا اے ابراہیم! اپنے پیروں کے نیچے دیکھو کیا ہے؟ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اپنے پیروں کے نیچے دیکھیں گے تو ایک بالوں والا بچہ خاک و خون میں لتھڑا ہوا نظر آئیگا۔ اس کو پیروں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

اللہ کی برکت سے بے نیازی نہیں :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ نَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَخْتَشِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتَكَ عَمَّا تَدْرِي؟ قَالَ بَلَىٰ وَعِزَّتِكَ وَلَكِنْ لَا غِنَىٰ لِي عَنْ عِزَّتِكَ.

(بخاری، کتاب الفضل، باب من اغتسل عریاناً وحده فی الخلوة)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ (سیدنا) ایوب (علیہ السلام) (تہائی میں) کپڑے اتار کر نہا رہے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ (حضرت) ایوب (علیہ السلام) نے ان کو اپنے کپڑے میں بھرنا شروع کر دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے فوراً ندا آئی کہ اے ایوب! کیا ہم نے تمہیں (مالدار کر کے) ان سے بے نیازی نہیں کر دیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کیوں نہیں؟ تیری عزت کی قسم، لیکن میں تیری برکت سے تو بے نیاز نہیں ہوں۔

☆☆☆

شفاعت

اے محمد! شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی :

عن انس رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال يجتمع المؤمن يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا إلى ربنا. فيأتون آدم فيقولون انت ابو الناس خلقك الله بيده، واسجد لك ملائكة، وعلمك اسماء كل شيء، فاستشفع لنا عند ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا، فيقول، لست هناكم، ويذكر ذنبه فسيتحيي. ائتوني حاً فإنه اول رسول بعثه الله إلى اهل الارض. فيأتونه فيقول، لست هناكم ويذكر سؤاله ربه ما ليس له به علم فسيتحيي، فيقول ائتوا خليل الرحمن، فيأتونه، فيقول لست هناكم، ائتوا موسى عبداً كلمه الله وأعطاه التوراة. فيأتونه فيقول لست هناكم ويذكر قتل النفس بغير نفس فسيتحيي من ربه، فيقول ائتوا عيسى عبد الله ورسوله وكلمة الله وروحه، فيقول لست هناكم ائتوا محمداً ﷺ عبداً غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، فيأتوني فانطلق حتى استاذن علي ربي فيؤذن لي، فإذا رأيت ربي وقعت ساجداً. فيدعني ماشاء الله، ثم يقال ارفع رأسك. وشل تعط. وقيل يسمع واشفع تشفع، فارفع رأسى فاحمده بتحميد يعلمني به، ثم اشفع فيحذلي حداً، فأدخلهم الجنة ثم اعود اليه، فإذا رأيت ربي مثله، ثم اشفع فيحذلي حداً فأدخلهم الجنة، ثم اعود الرابعة، فاقول ما بقى في النار إلا من حبسه القرآن، ووجب عليه الخلود. قال ابو عبد الله الا من حبسه القرآن يعني قول الله تعالى خالدين فيها.

(بخاری، کتاب التفسیر، باب قول الله "وعلم آدم الاسماء كلها")

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن مومنین جمع ہوں گے، وہ کہیں گے کیوں نہ ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کسی کو اپنا شفیع بنائیں، تو وہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، اور کہیں گے اے آدم، آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے خاص دست قدرت سے بنایا تھا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا تھا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام تعلیم فرمائے تھے، آپ اللہ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے تاکہ اللہ ہمیں اس جگہ سے رہائی عطا فرمائے۔ حضرت آدم فرمائیں گے میں اس مقام کے لائق نہیں (میں تمہارے اس کام کا نہیں) وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور حیا فرمائیں گے، پھر فرمائیں گے کہ نوح کے پاس جاؤ کیونکہ وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کے لئے بھیجا تھا، تو لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں، وہ اپنے اس سوال کو یاد کریں گے جس کا انہیں علم نہیں تھا اور حیا فرمائیں گے، تب (حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے کہ فیل الرحمن (ابراہیم علیہ السلام) کے پاس جاؤ، لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، آپ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس کام کا نہیں، تم (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا اور ان کو تورات عطا فرمائی تھی، چنانچہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں، وہ ایک انسان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں قتل کرنے کے اپنے فعل کو یاد کریں گے اور حیا فرمائیں گے، پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے، رسول، کلمہ اور روح ہیں، چنانچہ لوگ ان کے پاس آئیں گے، (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں، (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے اگلے پچھلے تمام ذنب (خلاف اولیٰ کام) اللہ نے معاف کر دیئے ہیں چنانچہ وہ لوگ

میرے پاس آئیں گے، میں جا کر اپنے رب سے باریابی کی اجازت لوں گا، مجھے اجازت دی جائیگی، جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا میں اسی حال میں رہوں گا، پھر کہا جائے گا سر اٹھائیے، اور طلب کیجئے جو کچھ آپ طلب کریں گے عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی اسی کے مطابق میں لوگوں کو جنت میں داخل کر دوں گا۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹوں گا اور جب اللہ کا دیدار کروں گا تو پھر ویسے ہی کروں گا جو پہلی بار کیا تھا، پھر شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ پھر میرے لئے حد مقرر فرما دے گا اور میں اتنے ہی آدمیوں کو جنت میں داخل کر دوں گا، بالآخر چوتھی مرتبہ ایسا کرنے کے بعد میں عرض کروں گا کہ اب تو دوزخ میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں بچا جن کو قرآن کریم نے روک رکھا ہے اور ان کے لئے دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ ”جن کو قرآن کریم نے روک رکھا ہے“ کا مطلب اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ خالدین فیہا یعنی وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں۔
اپنی امت کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کر دو :
عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ان رسول الله ﷺ أتى بلحم فرفع اليه الذراع وكانت تعجبه، فنهش منها نهشة ثم قال انا سيد الناس يوم القيامة، وهل تدرون مم ذلك؟ يجمع الله الناس الاولين والآخرين في صعيد واحد، يسمعونهم الداعي، وينفذهم البصر، وتدنون الشمس، فيبلغ الناس من الغم والكره مالا يطيقون ولا يحتملون، فيقول الناس، الا ترون ما قد بلغكم؟ الا تنظرون من يشفع لكم إلى ربكم؟ فيقول بعض الناس لبعض عليكم بآدم فيأتون آدم عليه السلام فيقولون له، انت

ابوالبشر، خلقك الله بيده، ونفسخ فيك من روحه وامر الملائكة فسجدوا لك، اشفع لنا إلى ربك، الا ترى إلى ما نحن فيه؟ الا ترى إلى ما قد بلغنا؟ فيقول آدم ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وانه قد نهانى عن الشجرة فعصيته، نفسي، نفسي، نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحاً فيقولون يانوح انتك انت اول الرسل إلى اهل الارض وقد سمّاك الله عبداً شكوراً، اشفع لنا إلى ربك، الا ترى إلى مانحن فيه؟ فيقول ان ربي عز وجل قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وانه قد كانت لى دعوة دعوتها على قومي، نفسي، نفسي، نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى ابراهيم فيأتون ابراهيم، فيقولون يا ابراهيم، انت نبى الله و خليفة من اهل الأرض، اشفع لنا إلى ربك الا ترى إلى مانحن فيه؟ فيقول لهم، ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله، وانى قد كذبت ثلاث كذبات. فذكرهن ابوحيان فى الحديث - نفسي، نفسي، نفسي، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى موسى، فيأتون موسى فيقولون، يا موسى انت رسول الله فضلك الله برسالتك وبكلامه على الناس. اشفع لنا إلى ربك، الا ترى إلى مانحن فيه؟ فيقول ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وانى قد قتلت نفساً لم أؤمر بقتلها، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى عيسى ابن مريم، فيأتون عيسى فيقولون يا عيسى انت رسول الله وكلمته القاها إلى مريم، و روح منه، وكلمت الناس فى المهد صبياً، اشفع لنا إلى ربك، الا ترى إلى مانحن فيه، فيقول عيسى ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله قط ولن يغضب بعده

مثله، ولم يذكر ذنباً، نفسي، نفسي، نفسي، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى محمد فيأتون محمداً فيقولون يا محمد انت رسول الله، وخاتم الانبياء وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا إلى ربك، الا ترى إلى مانحن فيه؟ فأطلق فأتى تحت العرش، فأقع ساجداً لربي عز وجل، ثم يفتح الله على من محامده وحسن الثناء عليه شيئاً لم يفتح على احد قبلى ثم يقال يا محمد ارفع راسك، سل تعطه، واشفع تشفع، فارفع رأسى فأقول امتى يا رب، امتى يا رب، امتى يا رب، فيقال يا محمد ادخل من أمتك من لا حساب عليهم من الباب الايمن من ابواب الجنة وهم شركاء والناس فيما سوى ذلك من الابواب، ثم قال والذي نفسى بيده ان ما بين المصرعين من مصاريع الجنة كما بين مكة و حمير او كما بين مكة و بصرى.

(بخارى: كتاب التفسير، باب درية من حملنا مع نوح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، اور بازو کا گوشت اٹھا کر آپ کو دیا گیا، اور بازو کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا، اس میں سے کچھ آپ نے تناول فرمایا، پھر فرمایا، میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، کیا تم جانتے ہو کہ میرے سردار ہونے کی کیا وجہ ہے، اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا، ایک پکارنے والا پکارے گا اور آنکھیں دوسری طرف دیکھنے کے قابل ہوں گی، اور سورج قریب آ جائیگا اور لوگوں پر ناقابل برداشت غم و اندوہ کا ہجوم ہوگا، تو لوگ کہیں گے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس حالت کو پہنچ گئے ہو، کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہاری سفارش کر سکے، تو بعض لوگ بعض سے کہیں گے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، لوگ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس پہنچ کر کہیں گے آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے خاص دست

قدرت سے بنایا ہے اور آپ کے اندر اپنی جانب سے روح پھونگی اور فرشتوں کو آپ کے سامنے سربسجدہ ہونے کا حکم دیا، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں ہیں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہماری کیا حالت ہوگئی ہے، (حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے آج میرا رب اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسے غضب میں ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا، مجھے اس نے ایک درخت کے کھانے کی ممانعت فرمائی تھی مگر میں نے اس کی نافرمانی کی، نفسی نفسی تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) نوح (علیہ السلام) آپ زمین والوں کے لئے سب سے پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟ (حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے میرا رب آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب میں تھا اور نہ بعد میں ہوگا، میرے لئے ایک دعا تھی وہ میں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے کر لی نفسی نفسی، تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ سب لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین والوں میں اس کے ظلیل ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) فرمائیں گے میرا رب آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا، میں نے (دنیا میں) تین خلاف واقعہ باتیں کہی تھیں نفسی نفسی، تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ پھر وہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ

کو اپنی پیغامبری اور اپنی ہم کلامی کے ذریعہ لوگوں پر فضیلت دی ہے، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمادیجئے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس آفت میں مبتلا ہیں؟ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے آج میرا رب ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ مجھ سے (دنیا میں) ایک نفل سرزد ہو گیا تھا جس کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا، نفسی نفسی، تم کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو مریم میں ڈالا گیا اور آپ روح اللہ ہیں، آپ نے اس وقت لوگوں سے کلام کیا تھا جب آپ چھوٹے سے پالنے میں تھے، آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس آفت میں گرفتار ہیں؟ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے میرا رب آج ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہ ہوا نہ کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) اپنا کوئی قصور ذکر نہیں کریں گے، فرمائیں گے نفسی نفسی، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم لوگ (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ لوگ (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جا کر عرض کریں گے، یا محمد (ﷺ) آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے ذنب (خلاف اولیٰ کام) معاف فرمادیئے ہیں۔ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں؟ میں فوراً عرش الہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سربسجدہ ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ میری زبان پر اپنی ایسی عمدہ حمد و ثنا جاری فرمادے گا جو مجھ سے پہلے کسی کی زبان پر جاری نہ کرائی گئی ہوگی، پھر کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، طلب کرو تمہیں عطا کیا جائیگا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (یہ سن کر) میں بندہ سے سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا اے رب میری امت، اے رب میری امت، اے رب میری امت، مجھ سے کہا جائیگا اے محمد اپنی امت میں سے بے حساب و کتاب جنت کے داہنے

دروازے سے جنت میں داخل کرو اور جنت کے دیگر دروازوں میں بھی یہ لوگ دوسروں کے ساتھ شریک ہیں، پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازے کے دوپٹوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی مکہ اور خمیر کے درمیان ہے یا مکہ اور بصرہ کے درمیان ہے۔

گناہگاروں کی شفاعت کے لئے اہل ایمان کا مباحثہ :

عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ ما مجادلة احدكم في الحق يكون له في الدنيا باشد مجادلة من المؤمنين لربهم في اخوانهم الذين ادخلوا النار قال يقولون ربنا اخواننا كانوا يصلون معنا ويصومون معنا ويحجون معنا فادخلتهم النار قال فيقول اذهبوا فَاُخْرِجُوا مِنْ عِرْقَتِمْ مِنْهُمْ قَالَ فَيَأْتُونَهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِصُورِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ اخَذَتْهُ النَّارُ إِلَىٰ انْصَافِ سَاقِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ اخَذَتْهُ إِلَىٰ كَعْبِيهِ فَيُخْرِجُونَهُمْ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا قَدْ اخْرَجْنَا مِنْ امْرَتِنَا قَالَ وَيَقُولُ اخْرِجُوا مِنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزَن دِينَارٍ مِنَ الْإِيمَانِ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزَن نِصْفَ دِينَارٍ حَتَّى يَقُولَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزَن ذَرَّةَ

(النسائي: كتاب الايمان و شرائع . باب زيادة الايمان)

ترجمہ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنے حق کے لئے بحث و مباحثہ کرنا اتنا شدید نہیں ہے جتنا بحث و مباحثہ مؤمنین اپنے رب سے کریں گے اپنے ان بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں داخل کر دیئے گئے ہوں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے وہ بھائی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے تو نے ان کو جہنم میں داخل کر دیا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جاؤ اور ان میں سے تم جن کو پہچانتے ہو ان کو دوزخ سے نکال لاؤ، حضور علیہ السلام

نے فرمایا کہ پھر وہ (مؤمنین) ان (دوزخیوں) کے پاس آئیں گے تو ان کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے، ان (دوزخیوں) میں بعض ایسے ہوں گے جن کی آدھی پنڈلیوں تک آگ ہوگی اور بعض ایسے ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی، پھر وہ (مؤمنین) عرض کریں گے اے پروردگار تو نے ہمیں جن (کو نکالنے) کا حکم دیا تھا ہم نے ان کو دوزخ سے نکال لیا، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جس کے دل میں دینار کے برابر بھی ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو، پھر ارشاد فرمائے گا جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان ہو اس کو بھی نکال لو یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہو (اس کو بھی دوزخ سے نکال لو)۔

بچوں کی شفاعت والدین کے حق میں :

عن بعض اصحاب النبي ﷺ انه سمع النبي ﷺ يقول يقال للوالدان يوم القيامة ادخلوا الجنة قال فيقولون يا رب حتى يدخل آباؤنا و امهاتنا قال فيأتون قال فيقول الله عز وجل مالي اراهم مُحْبِنِطَيْنِ ادخلوا الجنة قال فيقولون يا رب آباءنا و امهاتنا قال فيقول ادخلوا الجنة انتم و اباءكم.

(مسند احمد بن حنبل: ج ۴/ص ۱۰۵)

ترجمہ : بعض صحابہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن چھوٹے بچوں سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہیں گے اے پروردگار! ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے (جب تک ہمارے والدین جنت میں نہ چلے جائیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ آئیں گے، تو اللہ ارشاد فرمائے گا کیا بات ہے میں ان لوگوں کو تذبذب کا شکار دیکھ رہا ہوں، جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بچے کہیں گے ہمارے والدین، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم اور تمہارے والدین سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

امت محمدیہ کی فضیلت

امت محمدیہ کا اجر :

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أَوْتِيَ أَهْلَ التَّوْرَةِ أَلْتَّوْرَةَ فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوا، فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أَوْتِيَ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أَوْتَيْنَا الْقُرْآنَ فَعَمِلْنَا إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأَعْطَيْنَا قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، ذَا لَيْلٍ أَهْلَ الْكِتَابَيْنِ، أَيْ رَبَّنَا أَعْطَيْتَ هَؤُلَاءِ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ وَأَعْطَيْتَ قِيرَاطًا قِيرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا؟ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْنَاكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِي أَوْتِيَهُ مِنْ أَشَاءِ.

(بخاری کتاب مواقیات الصلاة، باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب)

ترجمہ : حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ قوموں کے مقابلہ میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت نماز عصر اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے۔ اہل توریت (یعنی یہود) کو توریت عطا کی گئی تو انہوں نے اس پر دوپہر تک عمل کیا اس کے بعد وہ عاجز ہو گئے لہذا ان کو (اس عمل کے بدلے میں) ایک قیراط (جر دیا گیا، پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے، لہذا ان کو بھی ایک ایک قیراط (جر و ثواب دیا گیا۔ پھر ہمیں قرآن کریم عطا فرمایا گیا اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک عمل کیا، تو ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا، (یہ دیکھ کر) یہود و نصاریٰ نے عرض کیا اے رب! تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں ایک ایک قیراط، حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے اجر و ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کچھ

نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(قیراط ایک ستھین وزن ہے گرام اور تولہ کی طرح، اس سے سونا چاندی کو تولا جاتا تھا۔)

نصف اہل جنت امت محمدیہ سے ہوں گے :

عن أبي سعيد الخدري عن النبي ﷺ قال يقول الله تعالى يا آدم، فيقول لبيك وسعديك والخير في يديك، فيقول اخرج بعث النار، قال وما بعث النار؟ قال من كل الف تسع مائة وتسعة وتسعين، فعنده يشيب الصغير، وتضع كل ذات حمل حملها وترى الناس سكارى وما هم بسكارى ولكن عذاب الله شديد قالوا يا رسول الله، وإينا ذلك الواحد؟ قال ابشروا فان منكم رجلاً ومن ياجوج ومأجوج الفاء، ثم قال والذي نفسي بيده إني أرجو ان تكونوا ربع اهل الجنة فكبرنا فقال ارجوا ان تكونوا ثلث اهل الجنة فكبرنا فقال ارجوا ان تكونوا نصف اهل الجنة فكبرنا، فقال ما انتم في الناس إلا كالشعرة السوداء في جلد ثور ابيض، او كشعرة بيضاء في جلد ثور اسود.

(بخاری کتاب الانبیاء، باب قصة یاجوج و مأجوج)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، اے آدم! (حضرت آدم (علیہ السلام) عرض کریں گے حاضر ہوں اور تمام اچھائیاں تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخیوں کو چھانٹ کر الگ کر دو، (حضرت آدم (علیہ السلام) عرض کریں گے کہ کون کون دوزخی ہے؟ اللہ فرمائے گا، ہر ہزار میں سے نو سو نیا نوے دوزخی ہیں۔ اس وقت (خوف و دہشت کی وجہ سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور (اضطراب کی وجہ سے) حمل والی عورت کا حمل گر جائے گا، لوگ مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ کا عذاب ہی اتنا شدید ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک جنتی ہم میں سے کون سا شخص ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا

تم لوگ خاطر جمع رکھو تم میں سے تو ایک آدمی جنتی ہوگا بھی مگر یا جوج ماجوج تو ہزار کے ہزار دوزخی ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ (یعنی امت محمدیہ) تمام جنتیوں کا ایک چوتھائی ہو گے، ہم نے یہ سن کر نعرہ تکبیر بلند کیا، پھر آپ نے فرمایا مجھے تو یہ امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے، یہ سن کر ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا، حضور نے پھر فرمایا مجھے تو یہ امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے، ہم نے پھر نعرہ لگایا، حضور نے ارشاد فرمایا دنیا کے تمام لوگوں کی بنسبت تمہاری تعداد ایسی ہی ہے جیسے سفید تیل کی کھال میں ایک کالا بال ہو یا کالے تیل کی کھال میں ایک سفید بال ہو۔

امت محمدیہ فتح طام میں ہلاک نہیں ہوگی :

عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ ان الله روى لى الارض قرأيت مشارقها ومغاربها وان امتى سيبلغ ملكها ما روى لى منها، واعطيت الكنزين الاحمر والابيض، وانى سألت ربي لأمتى ان لا يهلكها بسنة عامة، وان لا يسلط عليهم عدواً من سوى أنفسهم فيستبيح بيضتهم، وان ربي قال يا محمد انى قضيت قضاء فانه لا يرد وانى اعطيتك لامتك ان لا أهلكهم بسنة عامة، وان لا اسلط عليهم عدواً من سوى أنفسهم يستبيح بيضتهم، ولو اجتمع عليهم من باقطارها أو قال من بين اقطارها حتى يكون بعضهم يهلك بعضها، ويسبى بعضهم بعضاً. (مسلم كتاب الفتن، باب هلاك هذه الامة بعضهم ببعض)

ترجمہ : حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا اور جمع کر دیا تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچ جائیگی جو میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی اور مجھے دو خزانے عطا کئے گئے ایک لال اور ایک سفید اور میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لئے سوال کیا کہ اس کو عالم گیر قحط سے نہ ہلاک کرے

اور ان کے علاوہ ان پر کوئی دشمن نہ مسلط کیا جائے، جو ان کی جانوں کو مباح کرے۔ میرے رب نے ارشاد فرمایا اے محمد جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ رد نہیں کیا جاتا اور میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ دیا کہ میں اس کو عالم گیر قحط میں ہلاک نہ کروں گا اور نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو جو ان کی جانوں کو مباح کرے۔ اگر چہ ان کے خلاف زمین کی ہر طرف کے لوگ جمع ہو جائیں، ہاں البتہ اس امت ہی کے بعض لوگ بعض کو ہلاک کریں گے اور بعض بعض کو قید کریں گے۔

امت محمدیہ میں نین قسم کے جنتی :

عن ابي موسى رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ تحشر هذه الامة على ثلاثة اصناف صنف يدخلون الجنة بغير حساب و صنف يحاسبون حساباً يسيراً ثم يدخلون الجنة و صنف يجيئون على ظهورهم امثال الجبال الراسيات ذنوباً فيسأل الله عنهم وهو اعلم بهم فيقول ما هؤلاء فيقولون هؤلاء عبيد من عبادك فيقول حطوها عنهم وجعلوها على اليهود والنصارى وادخلوهم برحمتى الجنة.

(متدرک للحاکم، کتاب الایمان، ج ۱، ص ۱۲۶)

ترجمہ : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت کا حشر تین قسم کا ہوگا، ایک گروہ وہ ہوگا جو جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل کر دیا جائے گا، ایک گروہ وہ ہوگا جس سے بہت آسان اور سہل حساب لیا جائے گا، ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو اس حال میں آئیں گے کہ ان کی پیٹھ پر بلند و بالا پہاڑوں کے برابر گناہوں کا بوجھ ہوگا، تو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں پوچھے گا حالانکہ وہ ان کے حال کو بخوبی جانتا ہے۔ اللہ پوچھے گا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے یہ تیرے بندوں میں سے چند بندے ہیں، اللہ ارشاد فرمائے گا یہ بوجھ ان کے اوپر سے ہٹا دو اور اس کو یہود و نصاریٰ کے اوپر لا دو اور ان کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔

اولیاء و صالحین کا مرتبہ

جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو..... :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال اذا احب الله العبد نادى جبرئيل ان الله يحب فلاناً فأحبه، فيحبه جبرئيل، فينادى جبرئيل في اهل السماء ان الله يحب فلاناً فأحبهه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الأرض.

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے اے جبرئیل اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر، تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو لہذا آسمان کے فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے بعد زمین میں اس بندے کو مقبول بنا دیا جاتا ہے (اور زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)۔

نیک بندوں کے لئے انعام :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ قال الله أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، فأقرءوا ان شئتم فلا تعلم نفس ما أخفى لهم من قرة أعين.

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر کے

رکھیں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔ پھر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو :- فلا تعلم نفس ما أخفى لهم من قرة أعين۔ (ترجمہ: تو کوئی نہیں جانتا کہ میں نے ان (نیک لوگوں) کے لئے کیا (انعام) چھپا کر رکھا ہے، آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے)۔

ان کے پاس بیتھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر، فإذا وجدوا قوماً يذكرون الله تذاودا هلموا إلى حاجتكم قالوا فيحفونهم بأجنحتهم إلى السماء الدنيا، قال فيسألهم ربهم وهو اعلم منهم، ما يقول عبادي؟ قال يقولون يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك، قال فيقول هل رأوني، قال فيقول لا والله مارأوك قال فيقول وكيف لرأوني قال يقولون لرأوك كانوا اشد لك عبادة واشد لك تمجيداً و تحميداً و اكثر لك تسبيحاً قال فيقول فما يستولوني قال يقولون يسألونك الجنة، قال يقول وهل رأوها قال يقولون لا والله يا رب مارأوها قال يقول فكيف لو انهم رأوها قال يقولون لو انهم رأوها كانوا اشد عليها حرماً واشد لها طلباً واعظم فيها رغبة، قال فممت يتعذون؟ قال يقولون من النار قال يقول وهل رأوها؟ قال يقولون لا والله يا رب مارأوها قال يقول فكيف لرأوها قال يقولون لرأوها كانوا اشد منها فراراً و اشد لها مخافة قال فيقول: فاشهدكم اني قد غفرت لهم قال يقول ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم.

(بخاری: کتاب الدعوات، باب الدعاء نصف الليل)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے کچھ مخصوص فرشتے ہیں جو راستوں میں گھومتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والے بندوں کو تلاش کرتے ہیں، اگر کسی گروہ کو اللہ کا ذکر کرتا ہوا پاتے ہیں تو باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ مدعا مل گیا۔ پھر ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں دنیا کے آسمان تک، پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے اے فرشتو میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری تسبیح، تیری تکبیر، تیری حمد اور تجہید بیان کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں خدا کی قسم انھوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا، فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ اور زیادہ تیری عبادت کریں گے تیری بزرگی اور پاکی اور زیادہ بیان کریں گے، اللہ ارشاد فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا چیز طلب کر رہے تھے، فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت کے طالب تھے، اللہ ارشاد فرماتا ہے کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، اے پروردگار انھوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی طلب میں اور اضافہ ہوگا ان کی رغبت اور زیادہ ہوگی اور وہ اور زیادہ اس کے خواہش مند ہوں گے۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے کس چیز سے پناہ چاہتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جہنم سے پناہ چاہتے تھے، اللہ فرماتا ہے کیا انھوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، خدا کی قسم انھوں نے دوزخ نہیں دیکھی، اللہ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور اس سے اور زیادہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تم سب کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی تو ان (اہل ذکر بندوں) میں سے نہیں تھا وہ تو کسی ضرورت سے ان کے پاس آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور ناکام نہیں ہوتا۔

دشمن اولیاء سے میری جنگ کا اعلان ہے :

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ قال من عادى لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئ أحب الی مما افترضت علیہ، وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی أحبہ، فإذا أحببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ، وبصرہ الذی یبصر بہ، ویدہ الی یبطش بہا، ورجلہ الی یمشی بہا، وان سألنی لأعطینہ، ولئن استعاذنی لأعینہ وما ترددت عن شئ انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یمکرہ الموت، وانا اکرہ مسائتہ۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی دلی سے عداوت کرے تو میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور جن چیزوں کے ذریعہ میرا بندہ مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ چیزیں ہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہیں (یعنی میرا قرب صرف ادائے فریضہ سے حاصل ہوتا ہے) میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اس کو پناہ ضرور دیتا ہوں اور جو کام میں کرتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد کسی میں نہیں ہوتا جتنا تردد مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے، (کیوں کہ) وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کو ملول کروں۔

شہداء کا مرتبہ اور جہاد کی فضیلت

شہید زندہ ہیں :

عن مسروق قال سألتنا عبد الله عن هذه الآية "ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتاً بل أحياء عند ربهم يرزقون" قال إنما إنا قد سألنا عن ذلك فقال ارواحهم في جوف طير خضر، لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تأوى الى تلك القناديل فاطلع اليهم ربهم اطلاعة فقال هل تشتهون شيئاً؟ قالوا ائى شئ نشتهى ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا. ففعل ذلك بهم ثلاث مرات. فلما رأوا انهم لن يتركوا من ان يسألوا، قالوا يارب نريد ان ترد ارواحنا فى اجسادنا حتى نقتل فى سبيلك مرة اخرى، فلما رأى ان ليس لهم حاجة تركوا.

(مسلم: كتاب الامارة، باب بيان ارواح الشهداء فى الجنة)

ترجمہ : حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اس آیت کریمہ کے بارے میں دریافت کیا "لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتاً بل أحياء عند ربهم يرزقون" (جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم نے بھی اس آیت کے بارے میں رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے طعن میں ہوتی ہیں ان پرندوں کے لئے کچھ قندیلیں عرش پر آویزاں ہیں، جنت کے اندر یہ پرندے جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں، پھر لوٹ کر ان قندیلوں میں آ جاتے ہیں، پروردگار ان کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ ارواح جواب دیتی ہیں اب ہمیں کس چیز کی خواہش ہوگی جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے

ہیں سیر و تفریح کرتے ہیں، یہ سوال و جواب تین مرتبہ ہوتا ہے، جب ارواح یہ دیکھتی ہیں کہ بغیر خواہش کا اظہار کئے چارہ کار نہیں تو عرض کرتی ہیں، اے پروردگار ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ایک بار پھر ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ دوسری مرتبہ ہم تیری راہ میں شہید کئے جائیں، جب اللہ یہ ملاحظہ فرماتا ہے کہ ان کی اب کوئی حاجت اور خواہش نہیں ہے تو ان کو اسی حال میں رہنے دیا جاتا ہے۔

میرے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں میرے بندے نے اپنا خون بہا دیا :

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ عجب ربنا عز وجل من رجل غزا في سبيل الله فانهزم يعنى اصحابه فعلم ما عليه فرجع حتى اهريق دمه فيقول الله تعالى لملائكته انظروا الى عبدى رجع رغبة فيما عندى وشفقة مما عندى حتى اهريق دمه.

(ابوداؤد: کتاب الجہاد، باب فی الرجل یشری نفسه)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب اس شخص سے خوش ہوتا ہے جو راہ خدا میں جہاد کے لیے گیا تو اس کے ساتھی (میدان جہاد) سے بھاگ گئے وہ خوف خدا کے باعث لوٹ آیا اور شہید ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو کہ میرے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں (میدان میں) واپس آ گیا حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔

طاعون میں مرنے والا شہید ہے :

عن العرباض بن سارية ان رسول الله ﷺ قال يختصم الشهداء والمتوفون على فرشهم إلى ربنا في الذين يتوفون من الطاعون فيقول الشهداء اخواننا قتلوا كما قتلنا ويقول المتوفون على فرشهم اخواننا ماتوا على فرشهم كما متنا فيقول ربنا انظروا الى جراحهم

فإن أشبه جراحهم جراح المقتولين فإنهم منهم ومعهم فإذا جراحهم
قد أشبهت جراحهم.

(سنن النسائي: كتاب الجهاد، باب مسألة الشهداء)

ترجمہ: حضرت عراب بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار کی بارگاہ میں طاعون کی وبا میں مرنے والوں کے بارے میں شہداء اور اپنے بستروں پر مرنے والے تنازعہ پیش کریں گے، شہداء عرض کریں گے کہ یہ طاعون میں مرنے والے ہمارے بھائی ہیں، یہ ایسے ہلاک ہوئے جیسے ہم قتل کئے گئے تھے، اور اپنے بستروں پر مرنے والے عرض کریں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے اسی طرح وفات پائی جس طرح ہم نے وفات پائی تھی، رب کریم ارشاد فرمائے گا ان کے زخم دیکھو اگر ان کے زخم شہداء کے زخم کے مشابہ ہیں تو یہ انھیں میں سے ہیں اور انھیں کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ جب ان کے زخم دیکھے گئے تو وہ شہداء کے زخم کے مشابہ نظر آئے۔

شہداء کی زندگی:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ لما أصيب أخوانكم بأحد جعل الله أرواحهم في جوف طير خضر ترد النهار الجنة تاكل من ثمارها وتسأري إلى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش فلما وجدوا طيب مأكلهم ومشربهم ومقيلهم قالوا من يبلغ أخواننا عنا أنا أحياء في الجنة نرزق لئلا يزهدوا في الجهاد ولا ينكلوا عند الحرب؟ فقال الله سبحانه أنا أبلغهم عنكم قال فأَنْزَلَ الله ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أموات بل أحياء عند ربهم يرزقون۔

(ابوداؤد: كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی جنگ احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو ہیز پرندوں کے

پیٹ میں داخل فرما دیا، یہ پرندے جنت کی نہروں پر اڑتے پھرتے ہیں، جنت کا میوہ کھاتے ہیں اور عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں، جب انھیں کھانے، پینے اور سونے کا لطف حاصل ہوا تو کہنے لگے کہ ہماری یہ خبر ہمارے بھائیوں تک کون پہنچائے گا کہ ہم زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے، تاکہ (یہ سن کر) ہمارے بھائی جہاد سے بے رغبتی اور جنگ میں سستی سے کام نہ لیں؟ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ان کو تمہاری یہ خبر میں پہنچاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ آیت) جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ان کو ہرگز مردہ گمان مت کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

☆☆☆

اعمال صالحہ کی فضیلت

فجر اور عصر کی اہمیت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ. كَيْفَ تَرَكَتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَاتَّقِنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ.

(بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب فضل صلاة العصر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے درمیان کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور فجر و عصر کی نمازوں میں سب اکٹھا ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے درمیان رات گزاری ہوئی ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے (حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے) کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

روزہ خالص میرے لئے ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّيَّامُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ، وَالصَّيَّامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَتَصَحَّبْ، فَإِنْ سَاءَتْ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَمْرٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ أَخْلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.

(بخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شتم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے کیوں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، روزے (جہنم سے بچانے کے لئے) ذہال ہیں، تم میں سے کوئی جب روزہ سے ہو تو اس دن نہ تو فحش بکے نہ (عورت کے ساتھ) بے لباس ہونہ شور و غل کرے، اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو اس سے کہہ دے میں آج روزے سے ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بول اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر اور اچھی ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔

جو تجھے توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ فَقَالَتْ لَهُ مَا قَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَاثِيَةِ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ لَا تَرْضَيْنِ أَنْ أَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ وَأَقْطَعُ مِنْ قَطْعِكَ، قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ أَنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تَفْسُدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ.

(بخاری، کتاب التفسیر، باب وتقطعوا أرحامكم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، جب اللہ فارغ ہوا تو (لوگوں کی باہمی) قربت و رشتہ داری کھڑی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا دامن بکڑ لیا، اللہ نے فرمایا چھوڑ۔ قربت نے کہا اس جگہ میں قطع تعلق اور رشتہ توڑنے سے تیری پناہ چاہتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں بھی اس سے قطع تعلق کر لوں گا۔ قربت (رشتہ داری) نے عرض کیا میں اس پر راضی ہوں، اللہ نے ارشاد فرمایا پھر یہی ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کا ثبوت چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ فہل عسیتم ان

تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ. (ترجمہ: تو کیا تم سے یہی امید کرنا چاہیے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتہ داریاں توڑ دو)۔

میں اپنے بندے کی آزمائش کرتا ہوں :

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال سمعت النبي ﷺ يقول أن الله تعالى قال إذا بحبيبتيه ابتليت عبدي فصبر عوضته منها الجنة يرید عينيه.

(بخاری: کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان دو پیاری چیزوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں، دو پیاری چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔

میری عبادت کر میں تیری محتاجی دور کر دوں گا :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال إن الله تعالى يقول يا ابن آدم تفرغ لعبادتي أملأ صدرك غنى وأشد فقرك وإلا تفعل ملأت يدك شغلاً ولم أسد فقرك.

(ترمذی: کتاب صفة القيامة)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے (سب کام چھوڑ کر) فارغ ہو جا میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو روک دوں گا اور اگر تو یہ نہیں کرتا تو میں تیرے دونوں ہاتھ مشغلوں میں باندھ دوں گا اور تیری (طرف آنے والی) محتاجی کو نہیں روکوں گا۔

اولاد کی وفات پر صبر کا ثواب :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال يقول

الله تعالى ما لعبدي المؤمن عندي جزاء إذا قبضت صفيه من أهل الدنيا ثم احتسبه إلا الجنة.

(بخاری: کتاب الرقاق، باب العمل الذي مبتغى به وجه الله)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس مؤمن بندے کی جزاء سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے جس سے میں کوئی دنیاوی پیارا (اولاد وغیرہ) لے لیتا ہوں اور وہ اس پر ثواب کی امید میں صبر کرتا ہے۔

ایک نیکی کا سات سو گنا ثواب :

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ فيما يروى عن ربه عز وجل قال إن الله كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك، فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة، فإن هو هم بها فعملها كتبها الله له عنده عشر حسنات إلى سبع مائة ضعف إلى أضعاف كثيرة ومن هم بسيئة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة. فإن هو هم بها فعملها كتبها الله له سيئة واحدة.

(بخاری: کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو سيئة)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان کو بیان کر دیا تو جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے لئے ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے لکھتا اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے اور پھر اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال النبي ﷺ يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي، وانا معه اذا ذكرني، فان ذكرني في نفسي ذكرته في نفسي وان ذكرني في ملأ خير منهم وان تقرب إلى بشير تقربت إليه ذراعاً وان تقرب إلى ذراعاً تقربت إليه باعاً وان أتاني يمشي أتيته هرولة.

(بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تعالى ويحذركم الله نفسه)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی ویسے ہی اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر جمع میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر جمع میں کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہوتا ہوں، اگر وہ میری طرف ایک گز آتا ہے تو میں اس کی طرف دو گز آتا ہوں، اگر وہ میری طرف چٹا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

ایسے فرشتوں! اس سے درگزر کرو :

عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ تلقت الملائكة روح رجل ممن كان قبلكم، فقالوا اعملت من الخير شيئاً؟ قال لا، قالوا تذكر، قال كنت أداين الناس فأمر فتياي أن ينظروا المعسر، ويتجاوزوا عن المؤسر، قال قال الله عز وجل تجاوزوا عنه.

(مسلم: کتاب المساقاة، باب فضل انظار المعسر)

ترجمہ : حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، فرشتوں نے ایک ایسے شخص کی روح قبض کی جو فرشتہ امتوں میں سے تھا۔ فرشتوں نے پوچھا کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں، انھوں نے پھر کہا یاد کر، اس نے کہا میں لوگوں کو قرض دیا

کرتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ مالداروں کو قرض کی واپسی میں مہلت دیا کرو اور غریبوں سے درگزر کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے فرشتو! اس سے درگزر کرو۔

آج میرے سایہ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں :

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله يقول يوم القيامة اين المتحابون بجلالي؟ اليوم اظلمهم في ظلي يوم لا ظل الا ظلي.

(مسلم: کتاب البر والصلة، باب في فضل الحب في الله)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج جب کہ میرے سایہ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے میں ان پر اپنی رحمتوں کا سایہ کروں گا۔

تو نے میری عبادت بھی نہ کی :

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله عز وجل يقول يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدني قال يا رب كيف اعودك وانت رب العالمين؟ قال اما علمت ان عبدي فلاناً مرض فلم تعده؟ اما علمت انك لو وعدته لو جدتني عنده؟ يا ابن آدم استطعتك فلم تطعمني، قال يا رب وكيف اطعمك وانت رب العالمين؟ قال اما علمت انه استطعك عبدي فلان فلم تطعمه؟ اما علمت انك لو اطعمته لو جدت ذلك عندي. يا ابن آدم استسقيتك فلم تسقني. قال يا رب كيف اسقيك وانت رب العالمين؟ قال استسقاك عبدي فلان فلم تسقيه. اما انك لو سقيته وجدت ذلك عندي.

(مسلم: کتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہیں آیا۔ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اللہ فرمائے گا کیا تجھے یاد نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت بھی نہ کی۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اسی کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا تھا تو نے اسے کھانا نہیں دیا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس (کھانے) کو آج میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو آج اس (پانی) کو میرے پاس پاتا۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا :

عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: یعجب ربکم من راعی غنم فی رأس شظیۃ بجبل یؤذن بالصلاة ویصلی فبقول اللہ عز وجل انظروا الی عبدی هذا یؤذن ویقیم الصلاة یخاف منی قد غفرت لعبدی وادخلته الجنة

(ابوداؤد: کتاب الصلاة، باب الاذان فی السفر)

ترجمہ : حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

کاروبار میں خیانت :

عن أبی ہریرۃ رفعہ قال ان اللہ یقول انا ثالث الشریکین مالم یخن احدهما صاحبه فإذا خانه خرجت من بینہما۔

(ابوداؤد: کتاب البیوع، باب فی الشریکۃ)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروعا روایت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ (کاروبار میں) دو شریکوں کے درمیان میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک ایک شریک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے جدا ہو جاتا ہوں۔

افطار میں جلدی کرنے والے مجھے بہت پسند ہیں :

عن أبی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ عز وجل احب عبادی الی اعجلهم فطراً۔

(ترمذی: کتاب الصوم، باب ما جاء فی تعجیل الافطار)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے بندوں میں وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔

میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو :

عن أبی موسیٰ الأشعری ان رسول اللہ ﷺ قال اذا مات ولد العبد قال اللہ لملائکته قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم، فیقول قبضتم ثمرۃ فؤادہ، فیقولون نعم، فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول اللہ ابنوا لعبدی بیتاً فی الجنة، وسموه بیت الحمد۔

(ترمذی: کتاب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب)

ترجمہ : حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب کسی بندے کا بیٹا مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے

کی روح قبض کی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں، اللہ ارشاد فرماتا ہے تم نے اس کے دل کے پھل کو داپس لے لیا، فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں، پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندے نے تیری حمد بیان کی اور کہا **إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔ اس پر اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس گھر کا نام "بیت الحمد" رکھو (حمد و شکر کا گھر)

اعمال میں اخلاص :

عن أبي هريرة قال حدثني رسول الله ﷺ ان الله تبارك وتعالى اذا كان يوم القيامة ينزل إلى العباد ليقضى بينهم وكل امة جاثية، فاول من يدعوا به رجل جمع القرآن ورجل يقتل في سبيل الله ورجل كثير المال، فيقول الله للقراني ألم أعلمك ما انزلت علي رسولی؟ قال بلى يارب، قال فماذا عملت فيما علمت، قال كنت اقوم به آنا، الليل و آناء النهار، فيقول الله له كذبت و تقول له الملائكة، كذبت ويقول الله بل اردت ان يقال ان فلانا قارئ فقد قيل ذلك، ويوتى بصاحب المال فيقول الله له ألم أوسع عليك حتى لم ادعك تحتاج إلى احد؟ قال بلى يارب قال فماذا عملت فيما آتيتك قال كنت اصل الرحم و اتصدق فيقول الله له كذبت، و تقول له الملائكة كذبت، و يقول الله تعالى بل اردت ان يقال فلان جواد، فقد قيل ذلك.

ويؤتى بالذى قتل في سبيل الله، فيقول الله له، في ماذا قتلت، فيقول أمرت بالجهاد في سبيلك فقاتلت حتى قُتلت، فيقول الله تعالى له كذبت و تقول له الملائكة كذبت ويقول الله بل اردت ان يقال فلان جرئ، فقد قيل ذلك، ثم ضرب رسول الله ﷺ على ركبتي فقال يا ابا هريرة اولئك الثلاثة اول خلق الله تُسْعَرُ بهم النار يوم القيامة.

(ترمذی: کتاب الزهد، باب ما جاء في الريا)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے اور ہر امت بنجوں کے بل کھڑی ہوگی یا گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی، تو سب سے پہلے جس کو بلایا جائے گا وہ ایک ایسا شخص ہوگا جس نے قرآن یاد کیا ہوگا اور ایک ایسا شخص ہوگا جو اللہ کی راہ میں قتال کرتا تھا اور ایک شخص ہوگا جس کے پاس بہت مال تھا، اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن کے قاری سے ارشاد فرمائے گا کیا میں نے تجھے وہ نہیں سکھایا تھا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا؟ وہ کہے گا میں رات دن اس کو پڑھتا تھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا نے اپنے علم میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں رات دن اس کو پڑھتا تھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اللہ فرمائے گا بلکہ تیری غرض یہ تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں قاری قرآن ہے تو (دنیا میں) ایسا کہا جا چکا۔

پھر دولت مند کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں کی تھی، یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں کیا تھا، وہ عرض کرے گا اے رب کیوں نہیں۔ اللہ ارشاد فرمائے گا پھر تو نے میری دی ہوئی دولت میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں قرابت داروں سے اچھا سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمایا تو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں فلاں بڑا جتنی ہے، تو یہ (دنیا میں) کہا جا چکا۔

پھر اس کو بلایا جائے گا جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو کس لئے قتل کیا گیا تھا؟ وہ کہے گا مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا تھا تو میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ میں قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اللہ ارشاد فرمایا بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا بہادر ہے تو یہ کہا جا چکا، (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اللہ کی مخلوقات میں سب سے پہلے انھیں تینوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

ترجمہ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ سبحانہ فرماتا ہے اے ابن آدم! اگر تو نے پہلے جھکے میں صبر اور احتساب (ثواب کی نیت) سے کام لیا تو تیرے لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں۔

نماز کا انتظار کرنے والوں کا مرتبہ :

عن عبد اللہ بن عمرو ؓ قال صلینا مع رسول اللہ ﷺ المغرب فرجع من رجع و عقب من عقب فجاء رسول اللہ ﷺ مسرعاً قد حفزه النفس وقد حسر عن ركبتيه فقال ابشروا هذا ربکم قد فتح باباً من ابواب السماء یباهی بکم الملائكة یقول انظروا إلى عبادی قد قضا فريضة وهم ینتظرون اخری۔

(ابن ماجہ: کتاب المساجد والجماعات، باب لزوم المساجد و انتظار الصلاة)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی، (نماز کے بعد) کچھ لوگ واپس چلے گئے اور کچھ وہیں رہ گئے، تب حضور علیہ السلام تیزی سے چلتے ہوئے تشریف لائے (تیز چلنے کی وجہ سے) آپ کی سانس تیز ہو گئی تھی، اور (کپڑے کا کنارہ) گھٹنے تک اٹھ گیا تھا، آپ نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو، تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے اور وہ فرشتوں کے سامنے تمہاری وجہ سے فخر و مباہات کا اظہار فرما رہا ہے اور ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو وہ ایک فرض ادا کر چکے اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔

☆☆☆

گناہوں کا انجام

کیا لوگ مجھ سے دغا بازی کرتے ہیں :

عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال ان الله تعالى قال لقد خلقت خلقاً السنتهم احلى من العسل و قلوبهم امز من الصبر فبی حلفت لا یتحنبهم فتنة تدع الحليم منهم حيراناً فبی یفترون أم علی یجتثون۔

(جامع الترمذی: کتاب الزهد، باب ما جاء فی ذهاب البصر)

ترجمہ : حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جس کی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہے مگر ان کے دل ایلو سے سے زیادہ کڑوے ہیں تو مجھے اپنی ہی قسم ہے کہ ان کے لئے ایسا فتنہ مقدر کروں گا جو ان میں کے حلیم اور بردبار شخص کو بھی حیران کر کے چھوڑے گا۔ کیا یہ لوگ مجھ سے دغا بازی کرتے ہیں یا مجھ سے جرات کرتے ہیں۔

قیامت میں میں تین لوگوں کا دشمن ہوں گا :

عن أبی هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبی ﷺ قال قال الله ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة رجل اعطى بی ثم غدر، ورجل باع حراً فأكل ثمنه ورجل استأجره اجيراً فاستوفى منه ولم يعط اجره۔

(بخاری: کتاب البيوع، باب اثم من باع حراً)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا، ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بد عہدی کی، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھائی، تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لے لیا مگر مزدور کو مزدوری ادا نہیں کی۔

جیسے تو نے مجھے چھوڑا میں بھی تجھے چھوڑ دوں گا :
عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه وعن أبي سعيد رضي الله
تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ يؤتى بالعبد يوم القيامة فيقول
الله له ألم اجعل لك سمعاً وبصراً ومالاً وولداً؟ وسخرت لك الانعام
والحرث وتركك ترأساً وتربع فكننت تظن انك ملاقي يومك هذا؟
قال فيقول لا فيقول له اليوم انساك كما نسيتني۔

(ترمذی: کتاب صفة القيامة، باب منه)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور
المرسل ﷺ نے فرمایا کہ کل قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے
فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھے کان آنکھ مال اور اولاد عطا نہیں فرمائی تھی؟ اور کیا تیرے لئے
چوپائے اور کھیتیاں مسخر نہ کر دی تھیں اور کیا میں نے تجھے سرداری اور آرام کی حالت میں نہ
چھوڑا تھا؟ تو کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ ارشاد
فرمائے گا پس جیسے تو مجھے بھول گیا تھا ویسے ہی آج میں تجھے (عذاب میں) چھوڑ دوں گا۔

خود کشی کا انجام :

عن جندب بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ كان فيمن كان
قبلكم رجل به جرح فجزع فأخذ سكيناً فخرّبها يده فما رقا الدم حتى
مات، قال الله تعالى بادرني عبدي بنفسه حرمت عليه الجنة۔

(بخاری: کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

ترجمہ : حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی تھا جس کے ایک زخم لگ گیا، وہ خوفزدہ ہو گیا (زخم
کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا) اور چھری سے اپنے ہاتھ کو چیر ڈالا، خون اتنا بہا کہ وہ ہلاک
ہو گیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی میں نے اس پر
بہشت حرام کر دی۔

زکاة نہ دینے کا انجام :

عن جابر بن عبد الله الانصاري يقول سمعت رسول الله ﷺ
يقول مامن صاحب ابل لا يفعل فيها حقها إلا جاء ت يوم القيامة أكثر ما
كانت قط وقعد لها بقاع قرقر تستن عليه بقوائمها واخفافها ولا
صاحب بقر لا يفعل فيها حقها إلا جاء ت يوم القيامة أكثر ماكانت وقعد
لها بقاع قرقر تنطحه بقرونها وتطئوه باظلافها ولا صاحب غنم لا
يفعل فيها حقها إلا جاء ت يوم القيامة أكثر ماكانت وقعد لها بقاع قرقر
تنطحه بقرونها وتطئوه باظلافها ليس فيها جماء ولا منكسر قرننها ولا
صاحب كنز لا يفعل فيه حقاً إلا جاء كنزه يوم القيامة شجاعاً أقرع
يتبعه فاتحاً فاه فاذا اتاه فرمته فيناديه خذ كنزك الذي خبأتها فانما
عنه غنى فاذا رأى ان لا بد منه سلك يداً في فيه فيقضها قضم الفحل۔
(مسلم: کتاب الزکاة، باب اثم مانع الزکاة)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو
فرماتے ہوئے سنا کہ جو اونٹوں والا (زکوٰۃ کے ذریعے) اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا،
قیامت کے دن اس کے اونٹ اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گے اور ان کے مالک کو ان کے
سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائیگا اور وہ اس کو ٹانگوں اور کھردوں سے روندیں گے،
اور جو گائے والا (زکوٰۃ کے ذریعے) گائیوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں
اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گی اور ان کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے
گا، وہ اس کو سینگوں سے ماریں گی اور پیروں سے کھلیں گی اور جو بکریوں والا (زکوٰۃ کے
ذریعے) بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا، قیامت کے دن وہ اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں
گی، اور مالک کو ان کے سامنے چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، اور وہ اس کو سینگوں سے
ماریں گی اور پیروں سے کھلیں گی، اس روز کوئی بکری نہ بغیر سینگ کی ہوگی اور نہ سینگ ٹوٹی
ہوئی ہوگی، جو خزانے کا مالک (زکوٰۃ کے ذریعے) خزانے کا حق ادا نہیں کرے گا تو قیامت

کے دن اس کا خزانہ سمجھے سانپ کی شکل میں منہ پھاڑے اس کے پیچھے دوڑے گا۔ جب خزانہ اس کے پاس آئے گا تو وہ بندہ اس سے بھاگے گا، اس وقت (اللہ کی جانب سے) ندا کی جائیگی کہ اے بندے اپنا خزانہ لے لے جس کو تو نے چھپا کر رکھا تھا، میں اس سے بے نیاز ہوں، جب خزانہ کے مالک کو کوئی چارہ کار نظر نہیں آئے گا تو وہ (بدحواسی میں) سانپ نما خزانے کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اس کو اونٹ کی طرح چبا ڈالے گا۔

منافع کا انجام :

عن أبي هريرة قال قالوا يا رسول الله هل نرى ربنا يوم القيامة قال هل تضارون في رؤية الشمس في الظهيرة ليست في سحابة قالوا لا قال فهل تضارون في رؤية القمر ليلة البدر ليس في سحابة قالوا لا قال فوالذي نفسي بيده لا تضارون في رؤية ربكم الا كما تضارون في رؤية احدهما قال فيلقى العبد فيقول ائى فل الم اكرمك واسودك وازوجك واسخرلك الخيل والابل واذرك تراس وتربع فيقول بلى قال فيقول افظننت انك ملاقى فيقول لا فيقول فإنى انساك كما نسيتنى ثم يلقى الثانى فيقول ائى فل الم اكرمك واسودك وازوجك واسخرلك الخيل والابل واذرك تراس وتربع فيقول بلى ائى رب فيقول افظننت انك ملاقى فيقول لا فيقول فإنى انساك كما نسيتنى ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك فيقول يا رب امننت بك وبكتابك وبرسلك وصليت وصمت وتصدقت ويثنى بخير ما استطاع فيقول ههنا اذا قال ثم يقال له الآن نبعث شاهدا عليك ويتفكر في نفسه من الذى يشهد على فيختم على فيه ويقال لفضله ولحمه وعظامه انطق فتنطق فخذ له ولحمه وعظامه بعلمه وذلك ليعذر من نفسه وذلك المنافع وذلك الذى يسخط الله عليه۔

(مسلم: کتاب الزهد والرقائق)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کو دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ چنانچہ نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا چودھویں رات میں جب بادل نہ ہوں تو کیا چاند کو دیکھنے سے تمہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں، تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہیں اپنے رب کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی سورج یا چاند کو دیکھنے سے ہوتی ہے، آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے فرمائے گا، اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟ کیا میں نے تیری شادی نہ کرائی؟ اور کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟ اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا؟ وہ بندہ کہے گا کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ بندہ کہے گا ”نہیں“ تو اللہ ارشاد فرمائے گا آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑ دوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟ کیا میں نے تجھے بیوی عطا نہ فرمائی؟ کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟ اور کیا میں نے تجھے سرداری اور آرام کی حالت میں نہ چھوڑا؟ بندہ کہے گا اے پروردگار کیوں نہیں، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ بندہ کہے گا ”نہیں“ اللہ ارشاد فرمائے گا آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑ دوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے وہی سب باتیں فرمائے گا، بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! میں تجھ پر ایمان لایا، تیری کتاب پر ایمان لایا، تیرے رسولوں پر ایمان لایا، میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ کیا اور بندہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنی نیکیاں بیان کرے گا، اللہ ارشاد فرمائے گا کہ ابھی ظاہر ہو جاتا ہے، پھر اس بندے سے کہا

جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں، وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے گا؟ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا کہ تم بولو، پھر اس کی ران، ہڈیاں اور گوشت اس کے اعمال بیان کریں گے، یہ اس لئے کیا جائے گا کہ خود اس کی ذات میں اس کے خلاف گواہ اور دلیل ہو، یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

☆☆☆

متفرقات

ایسے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہ دی :

عن انس بن مالك قال كنا عند رسول الله ﷺ فضحك فقال هل تدرون مم اضحك قال قلنا الله ورسوله اعلم قال من مخاطبة العبد ربه يقول يا رب الم تجرنى من الظلم قال يقول بلى قال فيقول فيانى لا اجيز على نفسى الا شاهداً منى قال فيقول كفى بنفسك اليوم عليك شهيداً وبالكرام الكاتبين شهوداً قال فيختم على فيه فيقال لا ركانه انطقى قال فتنتطق باعماله قال ثم يخلى بينه وبين الكلام قال فيقول بعداً لكن وسحقاً فعنك كنت اناضل.

(مسلم: کتاب الزهد والرقائق)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ حضور مسکرائے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو میں کس بات پر مسکرایا، ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے والا ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کے اپنے رب سے گفتگو کرنے سے (میں مسکرایا) بندہ کہتا ہے اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ میں کسی بندہ پر کوئی ظلم نہیں کروں گا) باری تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں تو وہ بندہ کہے گا کہ میں اپنے خلاف اور کسی کی گواہی جائز قرار نہیں دیتا تو اللہ فرمائے گا آج تمہارے خلاف تمہاری اپنی گواہی اور کرنا کاتبین کی گواہی کافی ہے پھر اس بندہ کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا تم بولو تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے بارے میں بولیں گے پھر اس کے اور اس کے کلام کے درمیان تخلیق کر دیا جائے گا تو وہ اپنے اعضاء سے کہے گا دور ہو میں تمہاری طرف سے ہی بحث کر رہا تھا۔

بیٹے کی دعا کا اثر :

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الرجل

أَسْلَطَهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِن فِي الدُّنْيَا لِتَكُونَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ فِي الْآخِرَةِ.

(ابن ماجہ: کتاب الطب، باب الحمی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ بھی تھے اس مریض کو بخار کی شکایت تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (بخار) میری آگ ہے اس کو میں اپنے مومن بندہ پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں تاکہ آخرت میں اس کے حصہ کی آگ کا بدلہ ہو جائے۔

بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے میں بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہوں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال قال الله اذا احب عبدي لقائي احببت لقائه، واذا كره لقائي كرهت لقائه.

(بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب بندہ مجھ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور اگر بندہ مجھ سے ملاقات نا پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو نا پسند کرتا ہوں۔

سب سے پہلے کس نعمت کا حساب ہوگا؟:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان اول ما يسأل عنه يوم القيامة يعنى العبد من النعيم ان يقال له الم نصح لك جسمك و نرويك من الماء البارد.

(ترمذی: کتاب التفسیر، باب ومن سورة التكاثر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ کہ اس سے کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت عطا نہ فرمائی تھی، اور کیا ہم نے ٹھنڈے پانی سے

مجھے سیراب نہ کیا تھا۔

تین لوگ جنتی ہیں اور پانچ لوگ دوزخی ہیں:

عن عياض بن حمار المجاشعي ان رسول الله ﷺ قال ذات يوم في خطبته ألا ان ربي امرني ان اعلّمكم ما جهلتم ممّا علمني يومى هذا كل مال نحلته عبداً حلالاً، و انى خلقت عبداً حنفاء كلهم و انهم اتتهم الشياطين فاجتالهم عن دينهم و حرمت عليهم ما احللت لهم و امرتهم ان يشركوا بى مالم انزل به سلطاناً وان الله نظر إلى اهل الارض فمقتهم عربهم و عجمهم إلا بقايا من اهل الكتاب وقال انما بعثك لا بتليك وابتلي بك و انزلت عليك كتاباً لا يغسله الماء تقرؤه نائماً ويقضان، وان الله امرني ان احرق قريشاً فقلت يا رب اذا يثلغوا رأسى فيدعوه خبزة قال استخرجهم كما استخرجوك و اغزهم نغزك و اتفق فستنفق عليك و ابعث جيشاً نبعت خمسة مثله و قاتل بمن اطاعك من عصاك قال و اهل الجنة ثلاثة ذو سلطان مقسط متصدق موفق و رجل رحيم رقيق القلب لكل ذى قربى و مسلم و عفيف متعفف ذو عيال قال و اهل النار خمسة الضعيف الذى لا زبر له الذين هم فيكم تبعاً لا يتبعون اهلاً ولا مالاً، و الخائن الذى لا يخفى له طمع و ان دق الا خافه و رجل لا يصبح ولا يمسي إلا و هو يخادعك عن اهلك و مالك و ذكر البخل او الكذب و الشنظير الفحاش.

(مسلم: کتاب الجنہ و صفۃ نعیبہا، باب صفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنۃ و اهل النار)

ترجمہ: حضرت عیاض بن حمار المجاشعی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن اپنے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، غور سے سنو میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دوں جو تم نہیں جانتے اور مجھے آج ہی ان باتوں کا علم دیا گیا ہے (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) میں نے اپنے بندے کو جو کچھ مال عطا فرمایا ہے وہ سب

أسلطها على عبدي المؤمن في الدنيا لتكون حظه من النار في الآخرة.

(ابن ماجہ کتاب الطب، باب الحمی)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ بھی تھے اس مریض کو بخار کی شکایت تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (بخار) میری آگ ہے اس کو میں اپنے پیچھے بندہ پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں تاکہ آخرت میں اس کے حصہ کی آگ کا بدلہ ہو جائے۔

بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے میں بھی اس سے

ملاقات پسند کرتا ہوں :

عن أبي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال قال الله اذا احب عبدي لقائي احببت لقائه، واذا كره لقائي كرهت لقائه.

(بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تعالى يريدون ان يبذلوا كلام الله)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب بندہ مجھ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور اگر بندہ مجھ سے ملاقات نا پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو نا پسند کرتا ہوں۔

سب سے پہلے کس نعمت کا حساب ہوگا؟ :

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان اول ما يسأل عنه يوم القيامة يعنى العبد من النعيم ان يقال له الم نصح لك جسمك و نرويك من الماء البارد.

(ترمذی: کتاب التفسیر، باب ومن سورة التكاثر)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ کہ اس سے کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت عطا نہ فرمائی تھی، اور کیا ہم نے ٹھنڈے پانی سے

مجھے سیراب نہ کیا تھا۔

تین لوگ جنتی ہیں اور پانچ لوگ دوزخی ہیں :

عن عياض بن حمار المجاشعي ان رسول الله ﷺ قال ذات يوم في خطبته ألا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل مال نحلته عبداً حلالاً، و اني خلقت عبداً حنفاء كلهم و انهم اتتهم الشياطين فاجتالهم عن دينهم و حرمت عليهم ما احللت لهم و امرتهم ان يشركوا بي ما لم انزل به سلطاناً و ان الله نظر إلى اهل الارض فمقتهم عربهم و عجمهم إلا بقايا من اهل الكتاب و قال انما بعثك لا بتليق و ابتلي بك و انزلت عليك كتاباً لا يغسله الماء تقرؤه نائماً ويقضان، و ان الله امرني ان احرق قريشاً فقلت يا رب اذا يثاغفوا رأسي فیدعوه خبزة قال استخرجهم كما استخرجوك و اغزهم نغزك و انفق فستنفق عليك و ابعث جيشاً نبعث خمسة مثله و قاتل بمن اطاعك من عصاك قال و اهل الجنة ثلاثة ذو سلطان مقسط متصدق موفق و رجل رحيم رقيق القلب لكل ذي قربى و مسلم و عفيف متعفف ذو عيال قال و اهل النار خمسة الضعيف الذي لا زبر له الذين هم فيكم تبعاً لا يتبعون اهلاً ولا مالاً، و الخائن الذي لا يخفي له طمع و ان دق الا خافه و رجل لا يصبح ولا يمسي الا و هو يخادعك عن اهلك و مالك و ذكر البخل او الكذب و الشنظير الفحاش.

(مسلم: کتاب الجنۃ و صفۃ نعيمها، باب صفات التي يعرف بها في الدنيا اهل الجنة و اهل النار)

ترجمہ : حضرت عیاض بن حمار المجاشعی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن اپنے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، غور سے سنو میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دوں جو تم نہیں جانتے اور مجھے آج ہی ان باتوں کا علم دیا گیا ہے (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) میں نے اپنے بندے کو جو کچھ مال عطا فرمایا ہے وہ سب

حلال ہے، میں نے اپنے تمام بندوں کو اس حال میں پیدا فرمایا کہ وہ باطل سے دور رہنے والے تھے، مگر ان کے پاس شیاطین آئے اور ان کو ان کے دین سے پھیر دیا اور جو چیزیں میں نے ان پر حلال کی تھیں شیطانوں نے ان کو حرام کر دیا، اور شیاطین نے ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شریک ٹھہرائیں جب کہ میں نے شرک پر کوئی دلیل نہیں اتاری، اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف دیکھا اور اہل کتاب کے چند باقی ماندہ لوگوں کے علاوہ تمام عرب و عجم کے لوگوں سے ناراض ہوا اور (حضور علیہ السلام سے) اللہ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں آزمائش کے لئے بھیجا ہے اور تمہارے سب سے دوسروں کی آزمائش ہے، میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی جس کو پالی نہیں دھو سکتا، تم اس کو نیند اور بیداری میں پڑھو گے، (پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ) اللہ نے مجھے قریش کو جلانے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا اے پروردگار وہ تو میرا سر پھاڑ دیں گے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھوڑیں گے، اللہ نے فرمایا ان کو اس طرح نکال دو جس طرح انھوں نے تمہیں نکالا ہے۔ تم ان سے جہاد کرو ہم تمہاری مدد کریں گے، تم خرچ کرو ہم تمہیں عطا فرمائیں گے، تم ایک لشکر بھیجو ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیج دیں گے، ان لوگوں کو ساتھ لے کر جو تمہاری اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں سے جہاد کرو جو تمہاری نافرمانی کرتے ہیں (حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ) اور اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں (۱) وہ عادل بادشاہ جس کو (نیکی کی) توفیق دی گئی اور وہ صدق کرنے والا ہو، (۲) وہ آدمی جو رحم دل ہو اور اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لئے رقیق القلب (نرم دل) ہو، (۳) وہ پاک دامن شخص جو اہل و عیال ہونے کے باوجود سوال کرنے سے بچتا ہو، اور پانچ قسم کے لوگ دوزخی ہیں (۱) وہ ضعیف لوگ جن کے پاس عقل نہ ہو جو تمہارے ماتحت ہوں اور اپنے اہل و مال کے لئے کوئی سعی نہ کریں، (۲) وہ خیانت کرنے والا جس کی لالچ ظاہر ہو جو معمولی سی چیز میں بھی خیانت کرے، (۳) وہ دھوکہ باز جو ہر صبح و شام تمہارے ساتھ، تمہارے اہل اور تمہارے مال کے ساتھ دھوکہ کرے، اور اللہ تعالیٰ نے بخل یا جھوٹ، بدخلق اور فحش کلام کرنے والے کا بھی ذکر کیا تھا۔

ﷺ

۱۔ طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

(حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ رحمہ اللہ مدظلہ العالی)

طلاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا تین طلاق کے بعد رجوع کر سکتے ہیں؟ نئے کی حالت میں یا جبراً دی گئی طلاق کا حکم کیا ہے؟ تین طلاق کے بارے میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ، صحابہ کرام، مفسرین و محدثین اور جمہور علمائے کرام کے فتاویٰ جات کے ساتھ جوافین کے باطل استدلال کا رد اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۲۔ قرآن کریم میں معرب الفاظ

(سید علیم اشرف جاسی)

زبانوں میں مستعار الفاظ، ان کے مطالعے کی اہمیت، قرآن شریف میں موجود ”معرب الفاظ“ کا فیصلہ، لسانی خاندانوں کے نام مع وضاحت کے ساتھ امام جلال الدین سیوطی کی کتاب ”التوکل“ کا عربی متن، ترجمہ مع حاشیہ و تخریج کے ساتھ ساتھ حاشیے میں وارد شخصیات کا تعارف بھی دیا گیا ہے۔

۳۔ فقہوں کا نظم و رواج اور اہل حق کا جہاد

(علامہ محمد احمد مصباحی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے سے لے کر اب تک پیدا ہونے والے گمراہ و باطل فرقوں کا اجمالی تذکرہ، ان کے عقائد باطلہ کا مختصر بیان، ہندوؤں کے خلاف صحابہ کرام و ائمہ کی سرگرمیاں اور ہندوستان کے اکابر علمائے اہلسنت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۴۔ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن

(حضرت مولانا عبدالعلیم فرنگی محلی قدس سرہ)

حرمین طہین کے فضائل و مناقب، بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے آداب مع فضائل، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے شہرک مقامات کی تفصیل، زیارات قبور کا شرعی حکم اور استغاثت (یعنی مدد مانگنا) کے متعلق مدلل ثبوت موجود ہے۔

۵۔ وقت کی اہمیت علماء کی نظر میں

(حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المجید خان قادری مصباحی)
اللہ عز وجل کی اصولی و فروعی نعمتوں کا ذکر، وقت کی اہمیت و قدر دانی پر قرآن مجید کی آیات، صحابہ کرام علیہم الرضوان، ائمہ کرام و علماء کے اقوال و معمولات کا تذکرہ ہے۔

۶۔ مقالات شارح بخاری

(فقیر العصر حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ)
فقیر اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے بے مثال علمی و تحقیقی مقالات کا مجموعہ جلد اول جس میں سورہ فاتحہ و سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کی مایہ ناز تفسیر، چند احادیث مبارکہ کی تشریح، رسول اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت کی تحقیق اور سیرت رسول عربی ﷺ کی بنیادی کتب کا تعارف اور تحقیقات و تہمیت کا انمول مجموعہ ہے۔

۷۔ برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب

(علامہ مبارک حسین مصباحی)
مسلمانوں میں پیدا ہونے والے افتراق کا تاریخی جائزہ، اہلسنت و الجماعت کا تعارف و حقانیت، ہند میں انگریزوں کی بدترین سازشیں اور محفل میلاد کے پس منظر میں بد مذہبوں کے کارنامے دیئے گئے ہیں۔

۸۔ خاک حجاز

(رئیس التحریر علامہ یسین اختر مصباحی)
حجاز مقدس کی اہمیت، صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ، حکمران حجاز کے تاریخی و موجودہ حالات کو تشبیہات و استعارات سے پیش کیا گیا ہے۔

۹۔ موئے مبارک

(حضرت علامہ مولانا یسین اختر مصباحی)
شعائر اللہ اور آجارد و تبرکات کی شرعی حیثیت اور ان کی عظمت و برکت، رسول اللہ ﷺ کے اہرہ

مذگان، ریش مبارک اور گیسوئے عنبریں کے بارے میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ و علماء کا نادر مجموعہ ہے۔

۱۰۔ چند ممتاز علماء انقلاب ۱۸۵۷ء

(علامہ یسین اختر مصباحی)
ہندوستان میں انگریزوں کی آمد، تجارت، حکومت اور لرزہ خیز مظالم کی داستان، مسلمانوں کے انقلاب کے آغاز و انجام کے اسباب، ۱۸۵۷ء سے ۲۰۰۷ء تک کی ڈیڑھ سو سالہ عداوت و آزادی کی یادگار، علماء کرام کا تعارف، حالات و سرگرمیاں

۱۱۔ ہماری تجوید

(حضرت قاری شیخ غلام مصطفی کشمیری)
قرآن مجید کو عربی ابجد میں پڑھنے کے لئے سوالا جواباً تجوید کے قواعد بیان کئے گئے ہیں۔

۱۲۔ اسلام اور جدید بینکاری

(حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی)
بینک کے اکاؤنٹ کی تفصیل، ان کی شرعی حیثیت، انٹرنیٹ (سود) کے متعلق آئمہ اربعہ کا حکم، قرض کی اقسام و احکام، بینکاری کے کئی افعال کی وضاحت اور ان کے شرعی حکم کے ساتھ ساتھ جزل اور لائف انشورنس (بیمہ) کے احکام آئمہ ثلاثہ کی نظر میں کیا ہیں؟

۱۳۔ پیغام حجاز

(رئیس التحریر علامہ یسین اختر مصباحی)
انسان کی تخلیق کا مقصد؟ فرقہ ناجیہ کی حقانیت، نجد کی حقیقت اور ہند میں اس کے پیلوں کی کتب اور کارناموں کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

۱۴۔ میلاد و قیام

(رئیس التحریر علامہ یسین اختر مصباحی)
حضرت علامہ مولانا مفتی علی خان کی محفل میلاد پر قرآن و حدیث اور علماء کرام کے دلائل بھرپور کتاب پر مفتی حضرت عظیم البرکت کا بے مثل و بے مثال حاشیہ ہے۔

۱۵۔ اصول الارشاد لقمع مبانی الفساد

(رئیس المحکمین حضرت علامہ مولانا مفتی علی خان رحمۃ اللہ علیہ)

اہل سنت و جماعت اور بد مذہبوں میں اختلافی "20" اصول و قواعد کی ہے پاک و بے مثال وضاحت کی گئی ہے۔

۱۶۔ انوار المنان فی توحید القرآن

(اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)
کلام الہی کے قدیم، واحد حقیقی، غیر متعدد و غیر منقسم ہونے کی نفیس تہذیب اور براہیت استدلال، وحدت قرآن پر قرآنی آیات، آئمہ حقہ میں اور کثیر علماء کی عبارتوں سے استدلال کیا گیا ہے۔

۱۷۔ رحمانی قاعدہ (جدید) رنگین

(استاذ القراء قاری عبدالرحمن شجاع آبادی مدظلہ العالی)
تجویدی قواعد کو رنگوں میں جدید طرز کے مطابق ہدایات و سوالات کی صورت میں کلموں اور دعاؤں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، اس کی سوفٹ ویئر ڈی وی بھی ریلیز کی جا رہی ہے۔

۱۸۔ عقائد و مسائل

(حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ)
ارکان ایمان اور ارکان اسلام پر مشتمل اُن احکام شریعت کا مجموعہ جن کا جاننا ہر ذی شعور مسلمان کے لئے بے حد ضروری ہے۔

ہماری مطبوعات ان مکتبوں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں

کراچی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار
مکتبہ رضویہ، آرام باغ
جیلانی پبلشرز، فیضان مدینہ
مکتبہ قادریہ، یونیورسٹی روڈ
ضیاء الدین پبلی کیشنز، کھارادر
مکتبہ خوشیہ، یونیورسٹی روڈ

لاہور

زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ
مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ
مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ
شبیر برادرز، اردو بازار
پروگریسو بکس، اردو بازار
کرمانوالہ بک شاپ، دربار مارکیٹ

ملتان

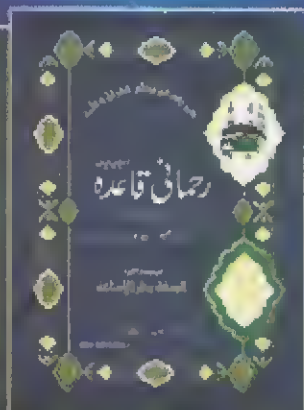
مکتبہ مہریہ کاظمیہ، ٹی بلاک
ادارہ ضیاء السنہ، ریلوے روڈ

راولپنڈی

اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی

فیصل آباد

مکتبہ نور یہ رضویہ، گلبرگ اے
فیض رضا پبلی کیشنز، سرگودھا روڈ



مجمع المدینہ اسلامیہ اعلیٰ اسلامیہ اعلیٰ

Ph : 021-34219324